لد ہ جو مجھے دیکھ نہ سکتے تھے صفی ؔ وہ بھی میری میت کے تماشائی ہین

الی جناب مولانا مولوی مرزا بہادر علی صاحب قبلہ صفی حیدر آبادی
نف کتاب ہذا تاریخ انتقال ۲۰ ذیحجہ سنہ ۱۳۵۷ھ م ۱۱ فبروری سنہ ۱۹۳۹ء

۷۸۶

نوٹ: کتاب سے پہلے ملاحظہ سے قبل کتابت کی غلطیاں ضرور درست فرمالیں، غلط نامہ آخر میں درج ہے

عرفانِ صفی

یعنی

مجموعۂ مسدساتِ ولادتِ باسعادت چہاردہ معصومین علیہم السلام

مصنفہ

تقدس مآب عالیجناب مولانا مولوی مرزا بہادر علی صاحب قبلہ صفی

حیدرآبادی اعلی اللہ مقامہ

۱۳۶۹ھ

قیمت عہ

(مطبوعہ رفیق مشین پریس فائن آرٹ لیتھو گرافر کوچہ نسیم مچھلی کمان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

یہ کتاب جس کا نام "عرفانِ صفیؔ" ہے ان مسدسات کا مجموعہ ہے جو میرے حقیقی ماموں ادیبِ کامل عالمِ عامل تاج الافاضل تقدس مآب عالی جناب مولانا مولوی مرزا بہادر علی صاحب قبلہ صفیؔ حیدرآبادی اعلی اللہ مقامہ کے ذہن رسا و طبع رواں کا نتیجہ ہے خدائے برتر نے مرحوم و مغفور کو فقط دولت علم ہی سے مالا مال نہیں کیا تھا بلکہ شاعری کا فطری ذوقِ سلیم بھی عطا کیا تھا۔ باوجود مصروفیاتِ علمی و معاشی و مذہبی فکر سخن کی طرف توجہ رہتی تھی تصانیف شاعری کے علاوہ عالمانہ شان کی تصانیف مثلاً اخلاق صفیؔ تسبیح فاطمہ وغیرہ وغیرہ جو غیر مطبوعہ تھیں تلف ہو گئیں۔ تصانیف و تالیفات میں چراغ ہدایت مسدس تعلیم۔ جامع التاریخ۔ رباعیات صفیؔ بچوں کی دینیات کی کتابیں وغیرہ موصوف کی زندگی ہی میں طبع ہو چکی تھیں بعض احباب کے بے حد اصرار پر میں نے اس مجموعہ کو "عرفانِ صفیؔ" سے موسوم کر کے شایع کیا ہے۔ یہ مسدسات ولادت چہاردہ معصومین علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ولادت جناب رسالت مآب سے ولادت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام تک (۱۱) مسدسات مرحوم و مغفور نے تصنیف فرمائے تھے

(۳۴) مسدسات باقی ہے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ خامۂ عمر صفیؔ کے ٹوٹنے سے صفحۂ ادب پر سناٹا چھا گیا چونکہ موصوف کی نیت چودہ مسدسات نظم فرمانے کی تھی لیکن وہ مکمل نہیں ہوسکے اس لئے بعض نیک دل اصحاب کے نیک مشورہ پر میں نے اس عددی کمی کو اپنی بساط کے موافق پورا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مومنین باتمکین کو ہر معصوم کی ولادت باسعادت میں پڑھنے کے لئے ایک مجموعہ میں سب مسدسات موجود رہیں ورنہ باعتبار کلام ان (۴) مسدسات کو ان مسدسات عالیہ سے کوئی نسبت نہیں مقصد صرف عددی کمی کو پورا کرنا ہے

اس مجموعہ کی ترتیب و تدوین کی غرض یہ ہے کہ ان مسدسات کی خواندگی سے مرحوم و مغفور کی روح کو ثواب حاصل ہو اور کلام تلف ہونے سے بچ جائے نیز گوہر سخن جو پوشیدہ ہیں اہل نظر کے سامنے آجائیں اگر مرحوم زندہ رہتے تو نہ معلوم وہ کس معیار و ترتیب پر اپنی تصانیف طبع کرواتے مجھ سے جیسا ممکن ہوسکا اس مجموعہ کو طبع کروایا اور اب یہ ہدیۂ ناظرین باتمکین ہے اگر مجھ سے اس کی ترتیب و تدوین میں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو ناظرین مجھے معاف فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ اس کلام کے متعلق میرا کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے ملک میں ارباب کمال اور اصحاب فن موجود ہیں اور معیار انصاف ان کے ہاتھ میں ہے۔

جوہری جو ہیں سخن کے وہ پرکھ لیں ان کو
جو نظر رکھتے ہیں آنکھوں پہ وہ رکھ لیں ان کو (صفیؔ)

مطلوب ہوں پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

احقر

میر محمد باقر امانت خانی باقرؔ

بازار نور الامراء عقب یتیم خانہ حسنات (۴) حیدرآباد دکن ۱ رجب سنہ ۱۳۶۹ھ

تاریخ طبع کتاب عرفان صفیؔ از نتائج افکار مستطاب

مولوی سید علی محمد صاحب اجلالؔ زید الطافہ

اے فدائے سر میلاد و ائمہ نوشتن باشد صفی

خواہی گر مثنوی باسمہ و از نسخ صفی

ایں مصرع تاریخ ز اجلالؔ شنو

عرفان صفی بہار عرفان صفی

۱۳۶۹

فہرست مسدسات

صفحہ	مطلع
۲	عرض حال
۵	مسدس ولادت جناب رسالتمآبؐ حسن فروغ ناطقہ ہے کبریا کی حمد
۳۰	مسدس ولادت جناب امیرالمومنینؑ حمد باری ہے بہار چمنستان سخن
۰ ۵۱	مسدس ولادت حضرت فاطمہ زہراؑ پھر مری فکر ہے مشاطۂ سلمائے سخن
۷۸	مسدس ولادت حضرت امام حسنؑ انسان کی راحت کا سبب خلق حسن ہے
۹۹	مسدس ولادت حضرت امام حسینؑ ثنائے ایزد سبحان ہے پنجتن کی ثنا
۱۳۰	مسدس ولادت حضرت امام زین العابدینؑ پھر گلشن عالم میں بہار آئی ہے
۱۴۷	مسدس ولادت حضرت امام محمد باقرؑ پرچم کشا ہے ملک سخن میں نشان علم
۱۶۴	مسدس ولادت حضرت امام جعفر صادقؑ یارب زباں کو صدق کی لذت نصیب ہو
۱۷۹	مسدس ولادت حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ضیائے طور معانی کلام ہے میرا
۱۹۲	رباعیات
۱۹۴	مسدس ولادت حضرت امام رضا علیہ السلام یارب تجھے گنجینۂ تسلیم و رضا ہے
۲۱۲	مسدس ولادت حضرت امام محمد تقیؑ چمکتا ہے پھر آفتاب سخن
۲۳۱	مسدس ولادت حضرت امام علی نقیؑ طاعت رب علا ہے مدح آل مصطفیٰ

صفحہ	مطلع	صفحہ	مطلع
۲۷۵	مسدس ولادت حضرت امام حسن عسکریؑ محیط عالم امکاں ہے فیض رب قدیر	۲۶۰	مسدس ولادت حضرت صاحب الزماںؑ تن میں وجود روح سے قایم حیات ہے
۲۸۲	قطعات تواریخ	۲۸۷	غلط نامہ

تاریخ طبع کتاب عرفان صفی

از جناب مولوی محمد علی خاں صاحب نبیرہ [illegible]

آج روشن ہو گئی ہے شمع ایمان صفی

ویسے قابل ہے کتاب مہر چراغ صفی

مصرع تاریخ سال طبع لکھو اے نبیر

کلیم عرفان سے لئے ہیں نور عرفان صفی

۱۳۶۹ھ

نوٹ:- اگر ماہ کے (۱۰) عدد خارج کئے جائیں تو سال ۱۳۵۹ فصلی برآمد ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسدس ولادت جناب رسالتمآب ؐ

(۱)

حسن فروغ ناطقہ ہے کبریا کی حمد
جان سخن ہے خالق ارض و سما کی حمد
تاج سر کلام ہے رب علا کی حمد
بندوں کے واسطے ہے عبادت خدا کی حمد
مطلق زبان ناطقہ انساں کی لال ہے
ممکن سے حمد ہستیٔ واجب محال ہے

۲

حافظ معین وتر و عظیم و علی رحیم
صادق مرید رب و صمد قادر و حکیم
خالق سمیع فرد و غنی عادل و کریم
عالم بصیر حیّ و احد مدرک و قدیم
موجود ذات پاک میں یہ سب صفات ہیں
جتنے صفات ثابتہ ہیں عین ذات ہیں

۳

ہیں سلب اسکی ذات سے مخلوق کے صفات
روشن ہے اس کے نور سے یہ بزم ممکنات
لاریب اسکے حکم ہیں دو موت اور حیات
اس کے وجود پر ہے دلیل اسکی پاک ذات
کوئی کفو نہ اس کا نہ اس کا شریک ہے
شاہد ہے نظم خلق کہ وہ لا شریک ہے

صفحہ	مطلع	صفحہ	مطلع
۲۴۵	مسدس ولادت حضرت امام حسن عسکریؑ محیط عالم امکاں ہے فیض رب قدیر	۲۶۰	مسدس ولادت حضرت صاحب الزمانؑ تن میں وجود روح سے قایم حیات ہے
۲۸۲	قطعات تواریخ	۲۸۷	غلط نامہ

تاریخ طبع کتاب عرفان صفی

از جناب مولوی محمد علی مرزا صاحب زیبیہ (مچھلی بندر)

آج روشن ہو گئی ہے جب شمع ایمان صفی

ویسے قابل ہے باب بزم جزا عاں ابن صفی

مصرع تاریخ سال الطبع لکھو اے زیبیہ

ہے عرفان سلسلۂ نور عرفان صفی

۱۳۶۶

نوٹ:- اگر یا کے (۱۰) عدد جمع نہ کیے جائیں تو سال ۱۳۵۹ فصلی برآمد ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسدس ولادت جناب رسالتمآب ؑ

(۱)

حُسن فروغِ ناطقہ ہے کبریا کی حمد
جانِ سخن ہے خالقِ ارض و سما کی حمد
تاجِ سرِ کلام ہے ربِ علا کی حمد
بندوں کے واسطے ہے عبادت خدا کی حمد
مطلق زبانِ ناطقہ انساں کی لال ہے
ممکن سے حمد ہستیٔ واجب محال ہے

۲

حافظ معین وتر و عظیم و علی رحیم
صادق مرید رب و صمد قادر و حکیم
خالق سمیع فرد و غنی عادل و کریم
عالم البصیر حیّ و احد مدرک و قدیم
موجود ذاتِ پاک میں یہ سب صفات ہیں
جتنے صفاتِ ثابتہ ہیں عین ذات ہیں

۳

ہیں سلب اسکی ذات سے مخلوق کے صفات
روشن ہے اس کے نور سے یہ بزم ممکنات
لاریب اسکے حکم ہیں دو موت اور حیات
اس کے وجود پر ہے دلیل اسکی پاک ذات
کوئی کفو نہ اس کا نہ اس کا شریک ہے
شاہد ہے نظم خلق کہ وہ لاشریک ہے

محتاج سب ہیں ذات ہے اسکی فقط غنی
وہ جسم ہے نہ اسکو ہے حاجت مکان کی
ترکیب اور حلول و حوادث سے ہے بری
مثل نگاہ آ نہیں سکتا نظر کبھی

ممکن نہیں کہ اس کے سوا اور ہو خدا
رہتی نہ یہ خدائی اگر ہوتے دو خدا

۵

پیدا کیا ہے کن کے اشارہ سے یہ جہان
برق و سحاب باد و مہ و مہر و آسمان
بحر و بر و زمین و فلک حور و انس و جان
کرسی و عرش لوح و قلم دوزخ و جناں

دیکھے بصیر شان یہ قدرت نمائی کی
ہر شے گواہی دیتی ہے اسکی خدائی کی

۶

سب ممکن الوجود ہیں وہ واجب الوجود
وہ لایق رکوع ہے اور قابل سجود
ہر شے کی ہے محال بغیر اس کے ہست و بود
شاہد ہے اس کی ذات کا یہ عالم شہود

کہیے اُسے جو علت موجب روا نہیں
مختار فعل کا جو نہ ہو وہ خدا نہیں

۷

کیا بندہ پروری ہے اس الطاف گستر کا
رکھتا ہے یوں عزیز ہر اک عبد کو خدا
ہم پر محبت اس کی ہے ماں باپ سے سوا
جیسے کہ اور بندہ نہیں کوئی دوسرا

ہو کس طرح نہ شان عنایت بڑھی ہوئی
اُس کے غضب سے اسکی ہے رحمت بڑھی ہوئی

(۸)

عزت وہی عطا کرے ذلت بھی دے وہی
دے فقر و فاقہ دولت و نعمت بھی دے وہی

راحت وہی دے اور مصیبت بھی دے وہی
بندوں کے دل میں اپنی محبت بھی دے وہی

الفت ہر ایک شے کو ہے ربِّ ودود کی
یہ بھی دلیل عام ہے اس کے وجود کی

۹

ہے جملہ ممکنات کا حاجت روا وہی
تاثیر دے دوائیں وہی اور شفا وہی

دیتا ہے ساتھ ساتھ مرض کے دوا وہی
کرتا ہے مستجاب ہماری دعا وہی

بندہ پکارتا ہے اگر اضطراب میں
لبیک وہ بھی کہتا ہے فوراً جواب میں

۱۰

آفت میں عاجزوں کا سہارا وہی تو ہے
مالک ہمارا اور تمہارا وہی تو ہے

اندھوں کی دونوں آنکھوں کا تارا وہی تو ہے
دکھ درد میں شریک ہمارا وہی تو ہے

ٹوٹے جو سب سے آس اُسی کی پھر آس ہے
آنکھوں سے دور ہے رگِ گردن کے پاس ہے

۱۱

دل کھینچنے کی حسن میں قوت اسی نے دی
بارِ فراق اٹھانے کی طاقت اسی نے دی

عاشق کو دردِ عشق میں لذت اسی نے دی
بلبل کے دل میں گل کی محبت اسی نے دی

مربوط حسن و عشق دل افروز کر دیا
پروانہ کو چراغ کا جاں سوز کر دیا

۱۲

گنج نہاں تھی ذات خداوند ذوالعلا
کی خلق ایک خلق جو تھی وحدت آشنا
پہچانا جاؤں میں اسے منظور جب ہوا
وہ کیا تھی نور پاک شہنشاہ انبیا
کتم عدم میں خلق کی سب ہست و بود تھی
روشن اسی چراغ سے بزم وجود تھی

۱۳

عرش بریں مکان رسالت مآب ہے
حیراں ہیں سب وہ شان رسالتمآب ہے
وحیٔ خدا بیان رسالت مآب ہے
اللہ مدح خوان رسالت مآب ہے
محبوب کردگار ہیں عالم کے فخر ہیں
عیسیٰ کے افتخار ہیں آدم کے فخر ہیں

۱۴

محبوبِ حق شفیع امم فخر کائنات
ہے مجمع حدوث و قدم ذات خوش صفات
مختار خلق علت غائی ممکنات
برزخ میان واجب و ممکن یہی ہے ذات
ہیں مظہر صفاتِ کمالِ خدا یہی
آئینۂ جلال و جمال خدا یہی

۱۵

راوی ہیں معتبر بن عباس نکتہ داں
پوچھا نبی سے میں نے کہ اے شاہ انس و جاں
ذکر حدیث نور میں ہیں یوں گہر فشاں
کیوں کر ہوئی حضور کی خلقت کرو بیاں
فرماتے کہ تا مرے دل کو سرور ہو
کامل حدیث نور سے ایماں کا نور ہو

شکر گہر فشاں ہوئے سلطان نامدار
اللہ نے کیا کلمہ ایک آشکار

خلقت ہماری جب ہوئی منظور کردگار
اور ایک نور خلق کیا بصد وقار

بعد اس کے اور اک کلمہ کی ہوئی بنا
اور اس سے ایک روح کی خالق نے کی بنا

۱۷

اس روح اور نور کو آپس میں کر کے ضم
میں اور فاطمہؑ حسینؑ و علیؑ بہم

خالق نے ہم کو خلق کیا از رہ کرم
سب ایک نور سے ہوئے پیدا ہے یہ قسم

کثرت میں شان وحدت حق کا ظہور ہے
ہم پنجتنؑ کی اصل یہی ایک نور ہے

۱۸

کرتا رہا یہ نور خدا ذکر کبریا
تقدیس حق کا شغل اسے اس حال میں رہا

اس وقت جبکہ دوسرا تسبیح خواں تھا
تقدیس کرنے والا نہ تھا جبکہ دوسرا

سب ممکن الوجود ہیں یہ جانتے تھے ہم
اس واجب الوجود کو پہچانتے تھے ہم

۱۹

پھر حق نے میرے نور کو دی وسعت و قیام
نور علیؑ سے خلق فرشتے کئے تمام

پیدا اسی سے عرش کیا با صد احتشام
ارض و سما کو نور سے زہراؑ کے لا کلام

نور حسنؑ سے مہر و مہ ضو فشاں بنے
پھر نور سے حسینؑ کے حور و جناں بنے

(۲۰)

کیا ہو بیان نورِ شہِ انبیا کی شان
تھی مورد حدوث و قدم مصطفےٰ کی ذات
شان ورا دکھاتی ہے خیر الوریٰ کی شان
یک جا ہوئے تھے واجب و ممکن خدا کی ذات
وجہ ظہور عالم و آدمؑ یہی نور تھا
خلوت سرائے قدس کا محرم یہ نور تھا

۲۱

ہے دوسری حدیث میں اس طرح سے لکھا
کرتا تھا رب پاک کی تسبیح اور ثنا
پیش خدا ہزار برس تک وہ نور تھا
اس نور پر ہوئی نظر رحمت خدا
فرمایا تو ہے نور ہمارے حبیب کا
پیارا نہ کیوں ہو نور ہے پیارے حبیب کا

۲۲

کہتا ہوں کھا کے میں قسم عزت و جلال
افلاک خلق کرتا نہ بحر و بر و جبال
خلقت کا تیری مجھ کو نہ ہوتا اگر خیال
مقصود کن فکاں ہے تری ذات بے مثال
میں ہوں حبیب تیرا تو میرا حبیب ہے
محبوب ہے وہ میرا جو تیرا حبیب ہے

۲۳

چمکا یہ جس کے نور رسولؐ فلک جناب
اس سے خدا نے خلق کئے بارہ پھر حجاب
روشن شعاع نور ہوئی مثل آفتاب
یہ نور ہر حجاب میں ٹھہرا بہ آب و تاب
قائم تھا زیر عرش تہتر ہزار سال
ٹھہرا رہا بہشت میں ستر ہزار سال

۲۴

ستر ہزار سال تھا سدرہ پہ جلوہ گر
تاباں ہر آسماں پہ رہا پھر بکر و فر
پہلے فلک پہ ٹھہرا جو وہ صورت قمر
خالق کے حکم سے ہوئے پیدا ابوالبشر
آدمؑ کی صُلب پاک میں اس کا ظہور تھا
وجہ سجود جملہ ملائک یہہ نور تھا!

۲۵

آدمؑ کی صُلب میں جو کیا نور نے مقام
تسبیح خواں تھی پشت کی جانب ملک تمام
حضرت نے کی یہ عرض کہ اے خالق انام
ہو ان ملائکہ کا مرے روبرو قیام
پیشانیٔ صفیؑ میں وہ تارا چمک گیا
بخت ابوالبشر کا ستارا چمک گیا

۲۶

پھر عرض کی یہہ آپ نے اے رب دوسرا
دیکھوں اگر یہہ نور تو آنکھوں کی ہو ضیا
سُن لی خدا نے حضرت آدمؑ کی التجا
چمکا کف کلیمؑ صفت ہاتھ آپ کا
زہراؑ نبیؐ علیؑ و حسینؑ و حسنؑ کا نور
روشن تھا پانچ انگلیوں میں پنجتن کا نور

۲۷

وہ نور پاک حضرت آدمؑ کے ساتھ تھا
خالق نے خلق حضرت حوا کو جب کیا
اور ان کے بطن میں جو رہا حمل شیث کا
وہ نور ان کے ناصیہ میں جلوہ گر ہوا
بخشا شرف یہہ نور رسولؐ انام نے
دیتے تھے تہنیت ملک آدم کے سامنے

٢٨

جب شیث کے قدم سے ہوئی رونق زمیں — نور نبیؐ سے ان کی منور ہوئی جبیں
اس طرح نور پاک شہنشاہ مرسلیں — اصلاب میں نبیوں کے ہوتا رہا مکیں

پنہاں تھا صلب طاہر عبد مناف میں
پوشیدہ جس طرح سے ہو مصحف غلاف میں

٢٩

پایا پھر اس سے حضرت ہاشم نے افتخار — سلمیٰ کے بطن پاک میں اُسنے لیا قرار
جب عبدالمطلب ہوئے پیدا بصد وقار — ان کی جبیں سے ہونے لگا پھر یہ آشکار

وہ نور منتقل یونہیں نورانیوں میں تھا
اصلاب میں کبھی کبھی پیشانیوں میں تھا

٣٠

جب صلب عبدالمطلب اس کا مستقر ہوا — دو ٹکڑے حکم خالق عالم سے ہوگیا
عبداللہؑ سعید کو نصف اک عطا ہوا — بوطالب جری کو ملا نصف دوسرا

یکتائی نبیؐ و علیؑ کا ظہور ہے
دونوں کی ایک روح ہے اور ایک نور ہے

٣١

عبداللہ جلیل کا ہوتا جدھر گزر — روشن تمام ہوتے تھے دیوار و بام و در
دیتا تھا تہنیت انھیں ہر اک شجر حجر — سب اہل شہر رہتے تھے حیران دیکھ کر

شہرہ ہوا جو آپ کے حسن و جمال کا
جلوہ تھا سب یہ نور شہ بے مثال کا

(٣٢)

عبداللہ جلیل کے ہوں وصف کیا شمار
ذی قدر و ذی جلالت و ذی جاہ ذی وقار
حق بین و حق پرست حق آگاہ حق شعار
جان قریش سید بطحا کرم مدار

والد ہیں یہ رسول بشیر و نذیر کے
بیشک ہیں عبد خاص خدائے قدیر کے

٣٣

رکھتے تھے آرزو یہ سلاطین نامدار
لیکن قبول کرتے نہ تھے آپ زینہار
دیں بیٹیوں کو عقد میں انکے تو ہو وقار
آخر جناب وہب نے پایا یہ افتخار

عبداللہ جلیل فلک احتشام سے
عقد آمنہ کا ہو گیا کس احترام سے

٣٤

ذی قدر و ذی شرافت و ذیشاں ہیں آمنہ
شاہد ہے نام صاحب ایماں ہیں آمنہ
عصمت کی جان جیبہ یزداں ہیں آمنہ
پیغمبر خدا ہیں پسر ماں ہیں آمنہ

یہ افتخار مریم و حوا کو کب ملا
بیٹا ملا جوان کو تو محبوب رب ملا

٣٥

جب بطن پاک آمنہ پر نور ہو گیا
خوش ہو تمام خلق خداوند دوسرا
ہاتف نے آسمان و زمیں میں یہ کی ندا
وقت آگیا ہے نور خدا کے ظہور کا

ہر آنکھ میں ہے نور ہر اک دل میں نور ہے
نور خدا کے ذکر سے محفل میں نور ہے

(۳۶)

فرماتی ہیں یہ آمنۂ نیک ذی شعور
آثار حمل کا نہیں ہوتا تھا کچھ ظہور
آیا جو میرے بطن میں خیر البشر کا نور
ہوتا تھا مجھ کو خوف کبھی اور کبھی سرور
رکھتی تھی حسن صنع خدا ساز آمنہ
تھیں مظہر کرامت و اعجاز آمنہ

۳۷

ہوتا رہا زمانۂ حمل اس طرح بسر
آفاق میں ہوا جو بصد شان جلوہ گر
آتے رہے امور عجیبہ بہت نظر
ماہ ربیع الاول مسعود و نیک اثر
ستر ہویں شب سے دہر جو پر نور ہو گیا
آئی بہار دورِ خزاں دور ہو گیا

۳۸

باغ جہاں میں آمد فصل بہار ہے
ایک ایک گل سے رنگ بہار آشکار ہے
کیا نہال ہر شجر بار دار ہے
ایک ایک برگ صنعت پروردگار ہے
نہریں رواں ہیں باغ میں کس زور شور سے
فصل بہار آئی ہے کس زور شور سے

۳۹

سایہ فگن ہرے بھرے اشجار اک طرف
ہے لہلہاتا سبزۂ بیدار اک طرف
ایک سمت ارغواں ہے تو گلنار اک طرف
پھولا ہوا ہے لالۂ کہسار اک طرف
غنچے شگفتہ ہوتے ہیں فیض نسیم سے
گلشن بسا ہوا ہے گلوں کی شمیم سے

۴۰

ہے موسم بہار طرب خیز ہے ہوا
چھائی ہے باغ پر عجب انداز سے گھٹا
مستانہ چال چلتی ہے گلزار میں صبا
دل کو لبھاتی جاتی ہے طاؤس کی صدا
فیض بہار ہے کہ شجر سب نہال ہیں
پتے ہرے ہرے ہیں تو گل لال لال ہیں

۴۱

پہلے کبھی نہ آئی تھی اس شان سے بہار
جائیگی کس طرح چمنستان سے بہار
آئی ہے اس برس بہت ارمان سے بہار
پھولوں کو ہے عزیز سوا جان سے بہار
رنگ اون میں ہے اسی سے شمیم بھی
دم اس کا بھرتی رہتی ہے ہر دم نسیم بھی

۴۲

گلشن میں آگئی عجب انداز سے بہار
ظاہر گلوں کے حسن خداساز سے بہار
رنگ چمن بڑہانے لگی ناز سے بہار
پیدا ہے عندلیبوں کی آواز سے بہار
کویل کی کوک اور وہ نغمہ ہزار کا
گلشن میں بولنے لگا طوطی بہار کا

۴۳

ابر بہار آتا ہے باغ جہاں میں اب
سبزہ ہے فرش راہ خیاباں میں با ادب
باندھے ہوئے قطار کھڑے ہیں درخت سب
ہے عین انتظار میں نرگس بصد طرب
سر خم ہیں آبشاروں کے تسلیم کے لئے
فوارے ہیں کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے

۴۴

کیفیت چمن ہے گل و بلبل کی داستان
کہتی ہے وہ گلوں کے تغافل کی داستان

گل کان رکھ کے سنتے ہیں بلبل کی داستان
سب سے دراز کاکل سنبل کی داستان

کیوں کر نہ توڑے بند طلسم خزاں بہار
ہے صحن باغ لوح تو صاحب قراں بہار

(۴۵)

نکھرا چمن بدل گیا سارے جہاں کا رنگ
قوس قزح بڑھانے لگی بوستاں کا رنگ

پھولی شفق تو سرخ ہوا آسماں کا رنگ
گلنار عکس گل سے ہے آب رواں کا رنگ

حیران رنگ باغ سے رنگیں خیال ہیں
نہروں میں جتنی مچھلیاں ہیں لال لال ہیں

۴۶

فصل بہار آتے ہی بدلا چمن کا رنگ
ہے سادگی کی جان یہی یاسمن کا رنگ

گل سے ٹپک رہا ہے عقیق یمن کا رنگ
پھول ایک جا ہوئے تو جما انجمن کا رنگ

نظریں پڑیں جو صحن گلستاں کی شان پر
انجم کا پھیکا ہو گیا رنگ آسمان پر

۴۷

شان خدا چمن تو ہے اک اور ہزار رنگ
دیکھو دل حنا کا بھی ہے آشکار رنگ

پھولوں کے ساتھ کھیل رہی ہے بہار رنگ
جوش نمو سے غنچوں میں ہے بیقرار رنگ

فرط سرور کا یہ عیاں رنگ ڈھنگ ہے
لالہ رخوں کے بھی گل عارض پہ رنگ ہے

۴۸

آئی بہار پوری ہوئی آرزوئے گل
سوسن کی بھی زبان پہ ہے گفتگوئے گل

ہے سرخ سرخ فرط مسرت سے روئے گل
بلبل ہوائے شوق میں آئی جو بوئے گل

ہوتی نہیں ہے دیر اسے کھلنے کے واسطے
آغوشِ گل کشادہ ہے ملنے کے واسطے

۴۹

صحرا میں پھول باغ میں پھول اور گھر میں پھول
زیر شجر ہیں پھول لگے ہیں شجر میں پھول

صحن چمن میں پھول ہیں دیوار و در میں پھول
یہ دیکھئے جہاں نگاہ بسے ہیں نظر میں پھول

کثرت گلوں کی ایسی ہوئی ہر جہان میں
تارے نہیں کھلے ہیں یہ پھول آسمان میں

۵۰

دیکھو کھلا رہے ہیں غضب کی بہار پھول
بلبل ہے ایک اگر تو کھلے ہیں ہزار پھول

پیارے ہیں یہ چمن کے گلے کے ہیں ہار پھول
ہنس ہنس کے دیکھتے ہیں اسے بار بار پھول

ہے نغمہ سنج کس طرب و انبساط سے
پھولے نہیں سماتی ہے بلبل نشاط سے

۵۱

شبنم سے بھرتے جاتے ہیں آکے ایاغ پھول
کھلتے ہی باغ کے ہوئے چشم و چراغ پھول

دکھلا کے رنگ دیتے ہیں لالہ کو داغ پھول
غنچوں کے مسکرانے سے ہیں باغ باغ پھول

زیبا ہے اسکو ناز گلستاں کی شان پر
ہے خندہ زن زمین چمن آسمان پر

۵۲

لالہ کو دیکھ عارضِ گلنار دیکھ کر
دیکھو گلوں کو رنگِ رخِ یار دیکھ کر
سبزہ کو دیکھو سبزۂ رخسار دیکھ کر
شمشاد دیکھو قامتِ دلدار دیکھ کر
سنبل کو دیکھو زلفِ چلیپا کو دیکھ کر
نرگس کو دیکھو دیدۂ حورا کو دیکھ کر

۵۳

پھیلی ہے چار سمت گلِ یاسمن کی بو
شبو کی بو کہیں تو کہیں نسترن کی بو
شرمندہ جس سے عنبر و مشکِ ختن کی بو
ہے دامنِ نسیم میں پیدا دلہن کی بو
شاخوں پہ شاہدانِ چمن کا جلوس ہے
شبنم نہیں گلوں پہ یہ عطرِ عروس ہے

۵۴

سنبل کی زلف کاکلِ دلدار ہو گئی
سوسن کو دیکھو قابلِ گفتار ہو گئی
پرنور چشمِ نرگسِ بیمار ہو گئی
سبزہ میں شانِ مرہمِ زنگار ہو گئی
لالہ کے دل کا داغ مٹا سرخرو ہوا
بلبل کا زخمِ دل رگِ گل سے رفو ہوا

۵۵

کعبہ کی سمت سے جو اٹھی جھوم کر گھٹا
حق حق کی صاف قلقلِ مینا میں ہے صدا
بزمِ طرب کا رندوں کی نقشہ بدل گیا
سجدہ میں ہے صراحیٔ مے پیشِ کبریا
قد قامت الصلوٰۃ ہے آواز ساز کی
آہنگِ نغمہ بن گئی نیت نماز کی

۵۶

ساقی ہے روزِ عید کا اور عید کی ہی شب
عرصہ سے بند تھا درِ میخانۂ طرب
ہیں جمع میکدہ پہ یہ میخوار سب کے سب
ہیں خشک میرے کام و دہانِ زبان و لب
بے چین دل ہے ساغرِ صہبا کی یاد میں
ہچکی لگی ہے قلقلِ مینا کی یاد میں

۵۷

ہاں ساقیا وہ مئے مجھے ملتی رہے مدام
مومن کا سینہ خُم ہے تو ہے قلب جس کا جام
اپنوں کو جو حلال ہے غیروں کو ہے حرام
کشتی بھی ہے سفینۂ نوحؑ فلک مقام
ناجی بنا دے مست کو یہ وہ رحیق ہے
جس نے نہیں پی بس وہ ہلاک و غریق ہے

۵۸

ساقی اسی شراب سے ہر شے ہے فیض یاب
خوشبو جو مشکِ تر ہے تو شیریں ہے شہدِ ناب
یاقوت میں ہے رنگ تو موتی میں آب و تاب
ہے آسماں کو اوج تو ہے نورِ ماہتاب
بجلی میں ہے چمک تو روانی سحاب میں
انجم میں روشنی ہے ضیا آفتاب میں

۵۹

آدمؑ کی مستجاب اسی سے ہوئی دعا
گا ہے لبِ مسیحؑ پہ قُم کی تھی یہ صدا
بہر کلیمؑ یہ یدِ بیضا کی تھی ضیا!
گہ بن گئی یہ پیریٔ یعقوبؑ کا عصا
یوسفؑ کا حسن بن کے کبھی یہ عیاں ہوئی
پیتے ہی اس کا جام زلیخا جواں ہوئی

۶۰

مقداد جس کو پی کے مسلماں ہوئے وہ مئے
بوذر بھی جس سے ہمسر سلماں ہوئے وہ مئے
جس سے کمیل کامل الایماں ہوئے وہ مئے
سلمان جس سے مثل سلیماں ہوئے وہ مئے
جس سے فرشتے حامل عرش بریں ہوئے
جبریل جس کے نشے میں روح الامیں ہوئے

۶۱

سرمست جس سے ہو گئے داؤد وہ شراب
پیتے رہے مدام جسے ہود وہ شراب
آدم بنے فرشتوں کے مسجود وہ شراب
جس سے بجھی ہے آتش نمرود وہ شراب
جس مئے سے سب خمار معاصی کا گرد ہے
چھینٹوں سے جس کے نار جہنم بھی سرد ہے

۶۲

سرمست جس کا قابل ایقاں ہے وہ شراب
جس کا سرور حاصل عرفاں ہے وہ شراب
جس مئے کا کیف داخل ایماں ہے وہ شراب
جس کا وجود شامل قرآں ہے وہ شراب
جس کا خمار ہوش میں لاتا ہے مست کو
جو استوار کرتی ہے عہد الست کو

۶۳

وہ مئے دے جس سے مست ہے ہر رسل جلیل
نطق کلیم جس سے ہے اور خلت خلیل
یونس کی مونس اور تھی ذوالکفل کی کفیل
عیسیٰ کی روح نوح کی جاں خضر کی دلیل
خمخانۂ ازل سے جو اتری ہے فرش پر
سرتاج انبیا نے پیا جس کو عرش پر

٦٤

ساقی اسی شراب سے ہو لو لگی ہوئی | مستی ہو یا خمار ہو حالت ہے ایک سی
آب حیات ہے یہہ اسی سے ہے زندگی | گر اک نفس نہ پائے تو ہے موت زندگی

دم تیرا بھر رہا ہوں کہ مستی میں کام دے
ایک ایک سانس پر مجھے ایک ایک جام دے

٦٥

وہ مئے مزاج جس کا ہو کافور معرفت | بھر جائے جس سے دل میں مرے نور معرفت
دکھلائے مجھکو جلوہ گری حور معرفت | چمکے نظر میں صاعقۂ طور معرفت

آفاق اور عالم انفس کو دیکھ لوں
موسیٰ جسے نہ دیکھ سکے اسکو دیکھ لوں

٦٦

ساقی ہو ولا کا کبھی کیف ہو نہ کم | بادہ کشان خم غدیر آج ہیں بہم
حال ولادت شہ والا کروں رقم | ہو شاخ سدرہ فیض رقم سے مرا قلم

سطریں ہوں موجیں نہر شراب طہور کی
ضو دے وہ مداد میں ہو شمع طور کی

٦٧

ہاں مومنو حصول سعادت کی شب ہے یہ | طاعت کی ہے یہ رات عبادت کی شب ہے یہ
نوروز جس پہ صدقے وہ رحمت کی شب ہے یہ | محبوب کبریا کی ولادت کی شب ہے یہ

اٹھکر ادب سے سب سر تسلیم خم کریں
سوئے مدینہ قصد زیارت بہم کریں

۶۸
لیلائے شب کے حسن کا دیکھے کوئی نکھار
جوبن غضب کا اور قیامت کا ہے سنگھار
دیبائے چرخ کی ہے قبا کہکشاں کا ہار
ماتھے پہ ٹیکا چاند کا دیتا ہے کیا بہار
تاروں سے ہو گیا ہے اضافہ جمال میں
موتی ہیں یا یہ پروئے ہوئے بال بال میں

۶۹
آراستہ بہشت بریں کے ہیں سب قصور
ہیں نغمہ سنج شاخ پہ بیٹھے ہوئے طیور
رشک عروس آج بنی ہے ہر ایک حور
کوثر میں جوش مار رہی ہے مئے طہور
ہر ایک جام میں ہے ضیا آفتاب کی
نہریں رواں ہیں شہد و مئے و شیر و آب کی

۷۰
رومان اور رطب میں حلاوت ہے اس قدر
لب اپنے جن کو دیکھ کے چاٹا کرے بشر
نوخیز ہیں شگوفے تو نورس ہیں سب ثمر
فرط طرب سے جھوم رہا ہے ہر اک شجر
سدرہ ہے وجد میں یہ مسرت کا حال ہے
فیض بہار خلد سے طوبیٰ نہال ہے

۷۱
الماس کے محل کہیں قصر گہر کہیں
گھر لعل کے کہیں کہیں بیت زمردیں
ہیں مسندیں حریر کی ان میں بچھی ہوئیں
غلماں کہیں کھڑے ہیں استادہ حوریں
ہر شے سے حسن صنعت حق آشکار ہے
ہر قصر میں سریر جواہر نگار ہے

٧٢

مذکور ہے یہ حوروں کے حسن و جمال کا
آتا ہے جس سے صاف نظر مغز ساق پا
جلد بدن ہے آئینۂ صنعت خدا
نادیدہ ان کے شوق میں مرتے ہیں پارسا
پریاں خجل تناسب اعضا سے حور کے
سب جسم ہے ڈھلا ہوا سانچے میں نور کے

٧٣

وہ گورا گورا رنگ کہ ہے چاند بھی خجل
رخسار و لب ہیں غنچہ و گل یا ہیں متصل
وہ کالی کالی زلفیں کہ ہے مشک منفعل
چاہ ذقن میں ڈوب کے ابھرے نہ کوئی دل
دانتوں کی ہے ضیا دہن بے عدیل میں
موتی چمکتے ہیں صدف سلسبیل میں

٧٤

روئے صبیح پر ہیں ملاحت کے خط و خال
آنکھیں ہیں نرگسی تو ہیں سنبل سے انکے بال
وہ برگ گل سے انکے لب اور پھول سے وہ گال
ان کے دہان تنگ کی غنچہ ہے اک مثال
بوٹا سا قد وہ سرو بھی جس کی ثنا کرے
ان کا خرام ناز قیامت بپا کرے

٧٥

دلکش وہ ان کی باتیں اشارے وہ دلربا
وہ زیر لب تبسم جاں بخش وہ حیا
وہ شرمگیں نگاہیں وہ انداز وہ ادا
عابد فریب زہد شکن صبر آزما
دامن تک ان کے پہونچے نہ دست خیال بھی
جب تک نہ جان دیں نہ ہو ممکن وصال بھی

۷۶

نظارۂ جمال جو اپنا اثر دکھائے
آئے وہ لطف دید کہ صبر و قرار جائے
پیران پارسا کا وہ دل اس طرح لبھائے
جلوہ یہ دیکھنے کو جوانی پلٹ کر آئے
عالم نظر جو آئے رخ بے نقاب کا
بس پھر کبھی نہ جائے زمانہ شباب کا

۷۷

اللہ رے رعب آمد سلطان کائنات
اوندھے پڑے ہیں وَدّ و سُواع و مَنات و لات
شاہان دہر کر نہیں سکتے ہیں ایک بات
اولٹے ہوئے ہیں تخت نہیں صورت ثبات
جنبش میں ہیں قصور حجاز و عراق کے
ٹوٹے ہیں چودہ کنگرے کسریٰ کے طاق کے

۷۸

زنار پر ہے رشتۂ تسبیح کا گمان
ناقوس کی فغاں ہے کہ آوازۂ اذان
رونق کسی کنیسہ میں باقی نہ عز و شاں
توحید نے مٹا دیا تثلیث کا نشاں
آمد ہوئی جو خسرو ایماں پناہ کی
آنے لگی بتوں سے صدا لا الٰہ کی

۷۹

ناقوس دم بخود ہیں تو بتخانہ ہیں خراب
دریائے ساوہ خشک ہے بصورت سراب
شور قدوم شاہ سے سرکہ بنی شراب
آتشکدوں کی گرد ہوئی ساری آب و تاب
رنگت سب آفتاب پرستوں کی زرد ہے
کیش مغاں کی گرمی بازار سرد ہے

٨٠

رضواں ہے حاضرِ درِ دولت بصد سرور
غلماں بھی دست بستہ ہیں حاضر حضور سب
استادہ سر جھکائے ہوئے ہے ہر ایک حور
میکال و جبرئیل کھڑے ہیں ادب سے دور
موجود پیشوائی کو صف انبیاء کی ہے
آمد بہت قریب حبیبؐ خدا کی ہے

٨١

روئے سحر دکھانے لگا مہر کی چمک
ہر سو گلِ حدوث و قدم کی ہوئی مہک
پہونچا ہے شورِ صلِّ علیٰ آسمان تک
حجرہ تمام ہو گیا پر نور یک بیک
تابندہ نورِ احمدؐ مختار ہو گیا
گھر آمنہ کا مطلعِ انوار ہو گیا

٨٢

اب رحمتِ خدا کی ہے آمد پڑھو درود
تشریف لائے خلق میں احمدؐ پڑھو درود
پیدا ہوئے جناب محمدؐ پڑھو درود
چمکا زمیں پہ نورِ مجرد پڑھو درود
موسیٰؑ تباہ و غش ہوئے تھے کس کے نور سے
اس نور کو ملا لو تجلیٔ طور سے

٨٣

چمکا جو آفتاب رسالت دمِ سحر
پرتو سے اس کے ہو گئے پر نور بحر و بر
کیونکر نہ ہو زمین کا دماغ آسمان پر
نورِ خدائے پاک ہوا اس پہ جلوہ گر
کرسی کو غبطہ کیوں نہ ہوا اس ارض پاک پر
رشک آ رہا ہے عرش کو بطحا کی خاک پر

۸۴

یوسف ہیں دنگ حسن ملاحت کو دیکھکر
پڑھتے درود مُہرِ نبوت کو دیکھ کر
موسیٰؑ ہیں غش تجلّی و طلعت کو دیکھکر
صانع کو پیار آگیا صورت کو دیکھکر

معشوق اپنا ان کو بنا کر خدائی میں
دیدی جو کائنات تھی سب رونمائی میں

۸۵

ممتاز غسل دیکے ہوا خازن جناں
عطر جناں ملا تو معطر ہوا امکاں
استبرق جناں میں لپٹیا بعزوشاں
حاضر ہوئے ملائکہ بحفت آسماں

سب نے کیا سلام شہ کائنات کو
پھر تہنیت دی آمنہؑ پاک ذات کو

۸۶

خرّم قبیلہ قوم ہے خوشحال ہیں شادماں
وہ عید ہے کہ عالم امکاں ہے شادماں
حمزہ کو ہے سرور تو عمرانؑ ہے شادماں
ہے انتہا کہ خالق سبحاں ہے شادماں

ہاں مومنین جذبۂ الفت کا زور ہو
صَلّوا عَلَی النّبیِّ وَ آلہٖ کا شور ہو

۸۷

اللہ رے شان و شوکت سلطان بحر و بر
لولاک کا ہے خلعت پر نور زیب بر
اورنگ نور پہ ہیں حضور آج جلوہ گر
تاج شفاعت آپ کے ہے فرق پاک پر

اس ارج و افتخار سے شاداں ہیں جبرئیل
بالائے فرق مروحہ جنباں ہیں جبرئیل

۸۸

اے صاحبِ عطا و کرم روحنا فداک
اے مالکِ رقابِ امم روحنا فداک
شاہِ عرب خدیوِ عجم روحنا فداک
فرمانروائے لوح و قلم روحنا فداک
عالم پہ آپ رحمتِ ربِّ کریم ہیں
اور مومنوں پہ آپ رؤف و رحیم ہیں

۸۹

ہیں سب غلام سرورِ آلام المدد
اسلام کا رہا ہے فقط نام المدد
کفر و نفاق ہو گئے ہیں عام المدد
اے ناخدائے کشتیٔ اسلام المدد
طوفاں میں ہے جہاز مصیبت کا وقت ہے
مولا یہی تو نصرت اترت کا وقت ہے

۹۰

مولا صفی ہے آپ کا اور آل کا غلام
حاجات اس غلام کے برلائیے تمام
اس پر بھی رحم کیجیے اے سرورِ انام
طوس و مدینہ کی ہو زیارت سے شادکام
ایمان اور کمالِ مودت نصیب ہو
انجام ہو بخیر شفاعت نصیب ہو

تمام شد

ربیع الاول ۱۳۴۷ھ ہجری

(مطبوعہ رفیق مشین پریس فائن آرٹ لیتھوگرافر کوچہ نسیم مچھلی کمان حیدرآباد)

مسدس ولادت حضرت امیر المومنینؑ

(۱)

حمدِ باری ہے بہارِ چمنستانِ سخن
شوکتِ نطق ہے یہ اور یہی شانِ سخن
تر و تازہ ہیں اسی سے گل و ریحانِ سخن
دین و ایمانِ سخن ہے یہ دل و جانِ سخن

حمد معبود کی بندہ سحر و شام کرے
بس میں جب تک ہے زباں سے وہ یہی کام کرے

۲

ہے وہی خالقِ انس و ملک و حور و پری
نور کی اوس کے ہر اک ذرہ میں ہے جلوہ گری
صفتِ خلق سے لاریب ہے ذات اسکی بری
معرفت اسکی بدیہی ہے نہیں ہے نظری

ذکر اس کا ہے شفا اور دعا نام اوس کا
ہے قدیم ایسا کہ آغاز نہ انجام اوس کا

۳

وہ احد ہے نہ شریک اُسکا نہ ہمتا اسکا
ہے ہر اک سر میں سمایا ہوا سودا اس کا
وہ صمد ہے نہ کوئی باپ نہ بیٹا اس کا
بے خبر ذوق دو عالم سے ہے شیدا اس کا

ہے وہی صاحبِ عقل اُسکا جو دیوانہ ہے
آشنا اس کا جو ہے خلق سے بیگانہ ہے

۴

آفت و رنج و مصیبت سے چھڑانے والا
مردہ امیدوں کو بندوں کی جلانیوالا
ڈوبتی ناؤ کو طوفاں سے بچانے والا
بے نیازی پہ بڑا ناز اٹھانے والا
شکوے کرتے ہیں جو بندے تو ثنا کرتا ہے
یہ خطا کرتے ہیں وہ لطف و عطا کرتا ہے

۵

لطف ہوتا نہیں بند و نہ کبھی کم اس کا
سب کا منعم ہے وہ انعام ہے پیہم اسکا
کوئی شے ایسی نہیں جو نہ بھرے دم اس کا
کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شان ہے عالم اس کا
جن و انساں کی عبادت سے وہ بے پروا ہے
کبریائی کا لباس اس کیلئے زیبا ہے

۶

نہ کوئی مثل نہ ثانی ہے نہ ہمسر اس کا
ہے کشادہ در انعام بھی سب پر اس کا
فیض ہے عالم امکان پہ برابر اس کا
بے نشاں ہے پہ ہے ٹوٹا ہوا دل گھر اسکا
بے وسیلوں کا وسیلہ وہی ملجا ہے وہی
بے سہاروں کا سہارا وہی ماوا ہے وہی

۷

ہے ہر اک شے پہ محیط ایسی ہے قدرت اسکی
ہاں غضب پر سبقت رکھتی ہے رحمت اسکی
نظم عالم ہے دلیل ایسی ہے حکمت اسکی
کب ہے ممکن کہ ان آنکھوں سے ہو رویت اسکی
برق چمکی ہوئے غش اس کے سوا کیا دیکھا
ارنی کہنے کا موسیٰؑ نے نتیجا دیکھا

۸

انس و جن خلق کئے اسنے عبادت کیلئے
اپنے عرفاں کیلئے اپنی محبت کیلئے
لطف واجب ہے جناب احدیت کیلئے
کوئی ہادی بھی ہو بندوں کی ہدایت کیلئے

ختم ہو حجت حق اس لئے رہبر بھیجے
ایک لاکھ استی ہزار اس نے پیمبر بھیجے

۹

آدمؑ و نوحؑ و شعیبؑ و عزیرؑ و موسیٰؑ
ہود و داؤد و سلیمانؑ ذکریا یحییٰؑ
صالحؑ و یوسفؑ و یعقوبؑ ذبیح و عیسیٰؑ
یونس الیاس خلیل الیسع راہ نما

لوط ذوالکفل ہیں ادریس ہیں ہارون و اسحاق
اور ایوبؑ و محمدؐ بھی ہیں شاہ آفاق

۱۰

ان میں ہیں پانچ اولوالعزم رسول اصفیا
کون وہ نوحؑ و براہیمؑ ہیں موسیٰؑ عیسیٰؑ
پانچویں احمدؐ مرسل شہ لولاک لما
افضل و اشرف و اعلیٰ ہیں یہ سب سے بخدا

شرف ان کا سا کسی کو نہ دیا خالق نے
خاتمہ ان پہ نبوت کا کیا خالق نے

۱۱

نیر عرش خدا ماہ عجم مہر عرب
جس کی ہستی ہوئی تکوین دو عالم کا سبب
لفظ کن کا ہوا حل ذات سے جنکی مطلب
اسم اقدس ہے محمدؐ تو ہے محمود لقب

مصدر نور ہیں مشکوٰۃ جلال حق ہیں
مظہر کل ہیں یہ مرآۃ جمال حق ہیں

۱۲

حجۃ اللہ علیؑ خلق میں ہیں بعد نبیؐ
ماہ والا حسب و اختر عالی نسبی
شاہ مکی مدنی ہاشمی و مطلبی
جان جاں روح رواں نفس رسول عربی
رتبہ انفسنا پیش خدا پایا ہے
والذین معہ جس کے لئے آیا ہے

۱۳

صاحب لو کشف و مالک عرفان و یقین
جس سے تنویر و ضیا عرش کی وہ نور مبین
کعبہ جس کا صدف پاک ہے وہ در ثمین
ہادیٔ خلق امام دو جہاں حافظ دیں
ایسا عالم میں کسے راہ بنا ملتا ہے
اس کا بندہ جو بنے اس کو خدا ملتا ہے

۱۴

ہوا احمدؐ کو یہ ارشاد خدائے وہاب
سب کے دروازے کئے آپ نے مسدود شتاب
بند کر دیجئے مسجد میں ہیں جتنے ابواب
رہ گیا خانۂ معبود میں باقی اک باب
کس طرح ہوتا در علم نبیؐ کا در بند
نہ ہوا حکم الٰہی سے در حیدرؑ بند

۱۵

واقعہ خلق میں روشن ہے شب ہجرت کا
مرضیٔ حق کے لئے جان کو اپنی بیچا
سو رہے فرش رسولؐ عربی پر مولا
سرفروشی پہ مباہات خدا کرتا تھا
بستر پاک نبیؐ مطلع انوار بنا
خواب آرام علیؑ طالع بیدار بنا

۱۶

نور کی وارد کافی ہے حدیث ظاہر | اس طرح کرتے ہیں ارشاد محمدؑ باقر
خبر مخبر صادقؑ ہے یہ سن اے جابر | کوئی موجود نہ تھا غیر خدائے قادر

سب سے پہلے ہوا خلق احمدؐ مختار کا نور
ساتھ اس کے تھا بہم عترت اطہار کا نور

۱۷

ایک ہی نور سے ہم کو کیا حق نے پیدا | حاصل اس نور کو اس وقت بھی تھا قرب خدا
خلق جب حضرت آدمؑ ہوئے باصدق و صفا | نور یہ صلب میں آدم کے ہوا جلوہ نما

بن گئے کعبۂ مقصود ملائک آدم
ہوئے اس نور سے مسجود ملائک آدم

۱۸

منتقل نور یہ ہوتا رہا با صد اکرام | صلب پاک و رحم پاک میں تھا اسکا قیام
شیبۃ الحمد کی صلب اسکا ہوا جبکہ مقام | حق نے دو نصف کیا اس کو بانصاف تمام

صلب عبداللہ ذیجاہ میں ایک نصف آیا
صلب عمران حق آگاہ میں ایک نصف آیا

۱۹

ہوئے عبداللہ امجد سے محمدؐ پیدا | اور ابو طالب اکرم سے علیؑ شاہ ہدا
ایک ہی نور سے ہیں حیدرؑ و محبوب خدا | باپ معصوم کا مشرک نہیں ہوتا اصلا

صلب عبداللہ و عمران بخدا ظاہر ہے
اس کے ایمان میں شک جس کو ہو وہ کافر ہے

۲۰

والدِ حیدرِ کرّار ابوطالب ہیں
حافظِ احمدِ مختار ابوطالب ہیں
طالبِ ایزدِ غفار ابوطالب ہیں
حق ہے مطلوب وہ دیندار ابوطالب ہیں
دیں کا سرچشمہ ولایت کا یہی منبع ہیں
بارہ خورشیدِ امامت کا یہی مطلع ہیں

۲۱

مومنو نفسِ پیمبر کی ولادت ہے آج
غل ہے کونین میں حیدر کی ولادت ہے آج
شور ہے ساقیِ کوثر کی ولادت ہے آج
گلشنِ دیں کے کدیور کی ولادت ہے آج
مژدۂ آمدِ حیدر جو صبا لائی ہے
خیر مقدم کے لئے فصلِ بہار آئی ہے

۲۲

باغِ عالم میں ہوئی آمدِ سلطانِ بہار
بوئے گل لیکے اڑی ہے خطِ فرمانِ بہار
بلبلیں زمزمہ آہنگ غزل خوانِ بہار
آنکھیں نرگس کی کھلی دیکھ کے سامانِ بہار
چشمِ بد دور بڑھی شوکت و شانِ گلشن
فصلِ گل آگئی کیا آگئی جانِ گلشن

۲۳

رنگ کھلائے بہار ایسا جمے میرا رنگ
جس سے ہو گلشنِ فرخار کا بھی پھیکا رنگ
رنگ ہلکا ہو کہیں اور کہیں گہرا رنگ
شاخِ نسریں میں ترنگ آئے بنے ایسا رنگ
صنعتِ مانی و ارژنگ نظر آجائے
رنگِ بہزاد و کا نیرنگ نظر آجائے

۲۴

ابر چھایا کہ تنا خیمۂ لیلائے بہار
دل میں ہر غنچہ نورستہ کے ہے جائے بہار
چشم ابھرا ہے کہ ہے دیدۂ بینائے بہار
پھول ہر ایک بنا نقش کف پائے بہار

کیا بصد ناز نسیم سحری چلتی ہے
گل کھلاتے ہوئے گلشن میں یہ چلتی ہے

۲۵

گل ہیں باغ کی منت کش تاثیر بہار
سن لو سوسن کی زباں پر بھی ہے تقریر بہار
خم پر خم سنبل تر زلف گرہ گیر بہار
ورق گل ہے آئینۂ تصویر بہار

پتی پتی میں نظر آتی ہے قدرت اسکی
اپنے صانع کا پتہ دیتی ہے صنعت اسکی

۲۶

زندہ ہر شے ہوئی اللہ رے اعجاز بہار
ہے گلستان جہاں جلوہ گہ ناز بہار
آبشاروں کا ہے یہ شور کہ آواز بہار
گل نئے رنگ سے دکھلاتے ہیں انداز بہار

بعد مدت کے جو یاران چمن آئے ہیں
ہاتھ بیلوں نے گلے ملنے کو پھیلائے ہیں

۲۷

ہو گیا فصل بہاری کا اثر چار طرف
فرش مخمل پہ ہیں شبنم کے گہر چار طرف
ناز سے چلنے لگی باد سحر چار طرف
پڑتی ہے بلبل شیدا کی نظر چار طرف

سنکے گل بانگ کو بلبل کی ہر اک گل خوش ہے
دیکھکر گل کو شگفتہ دل بلبل خوش ہے

۲۸

برسی اس طرح گھٹا بھر گئے تھالے سارے
ہو گئیں نہریں رواں چلنے لگے فوّارے
رقص کرنے لگے طاؤس خوشی کے مارے
باغ میں پھول کھلے جیسے فلک پر تارے
ابر کرنے لگا بیدار جو چھینٹے دے کر
چونک اٹھا سبزۂ خوابیدہ بھی کروٹ لے کر

۲۹

پھول سب اس گلچیں میں ہیں چیدہ چیدہ
برگ سوسن لب محبوب مسی مالیدہ
رنگ لالہ دل عشاق بخوں غلطیدہ
قوتِ نامیہ سے سرو چمن بالیدہ
گیسوئے سنبل تر فیض نمو پاتے ہیں
گل رخوں کے گل عارض بھی مہک جاتے ہیں

۳۰

دیکھنا کیا نظر افروز ہے رنگت گل کی
عطر آگیں ہیں مشام ایسی ہے نکہت گل کی
چشم بلبل میں کھبی جاتی ہے صورت گل کی
ڈالیاں جھومتی ہیں ایسی ہے کثرت گل کی
بارِ گل سہنے کی طاقت جو نہیں پاتی ہیں
ٹہنیاں مہندی کی دب دب کے لچی جاتی ہیں

۳۱

باغباں اپنی ریاضت کے ثمر پانے لگے
پھلنے والے تھے شجر جتنے وہ پھل لانے لگے
گیسو ایسے بڑھے سنبل کے کہ بل کھانے لگے
گل و بلبل میں پیام آنے لگے جانے لگے
اس طرف بند قبا پھولوں نے ہنس کر کھولے
اور گلے ملنے کو بلبل نے ادھر پر کھولے

۳۲

شوخ وہ رنگ وہ بو پھولوں کی بھینی بھینی
نہر میں عکس گل و لالہ سے ہے رنگینی
دیدنی نرگس شہلا کی بھی ہے خود بینی
چادر آب رواں ہے کہ پرندہ چینی

بڑھ گئی پھولوں کی شبنم سے طراوت دیکھو
آگ پانی میں ہے اللہ کی قدرت دیکھو

۳۳

آئے جب سرد نسیم سحری کے جھونکے
اوس پینے کیلئے کھل گئے منہ کلیوں کے
نونہالان چمن کھا کے ہوا بڑھنے لگے
پھول پیدا ہوئے چٹکے جو صبا سے غنچے

دایۂ ابر بہاری ہے پرستاروں میں
طفل گل جھولتے ہیں شاخوں کے گہواروں میں

۳۴

باغ میں نامیہ نے اپنا دکھایا جو اثر
پھوٹا ہے رنگ چمن سبزہ پہ بوٹی بن کر
ہو گیا خون کی تولید سے لالہ احمر
کہیں فاسد نہ ہو خون اسکا گلستاں کو ہے ڈر

جوش خوں کی جو خبر سرخی گل نے دی ہے
نشتر خار نے فصد رگ گل کھولی ہے

مطلع
۳۵

آج اے فکر رسا زور طبیعت دکھلا
ہاں تجلی کدہ قدس کی طلعت دکھلا
شاہد کعبۂ مقصود کی صورت دکھلا
سب کو تنویر سراپردۂ وحدت دکھلا

قدسیوں کا تھا جو مسجود نظر آ جائے
عبد میں جلوۂ معبود نظر آ جائے

۳۶

شہر علم احمد مختار ہیں اور در حیدرؑ
در خیبر کو اکھاڑا وہ ہے صفدر حیدرؑ
زوج زہراؑ ہیں پیمبرؐ کے برادر حیدرؑ
مہد میں چیرے نہ کیوں کلّۂ اژدر حیدرؑ
باعث طیب ولادت ہے مودت انکی
اب ہے معیار ولد مہر و محبت ان کی

۳۷

عام فیل آیا ہمایوں سنۂ سیم جب
پاس کعبہ کے تھے عباس و یزید قعنب
جمعہ کا روز تھا اور سیزدہم ماہ رجب
بیٹھے تھے اور بنی ہاشم پاکیزہ نسب
ناگہاں بنت اسد آئیں قریب کعبہ
نقش پا سے ہوئی ممتاز زمین کعبہ

۳۸

مضطرب تھیں کہ تھے آثار ولادت پیدا
ذات اقدس ہے تری دافع ہر رنج و عنا
در کعبہ پہ کھڑے ہو کے یہ کی حق سے دعا
نام اقدس ترا ہر درد و مرض کی ہے دوا
تجھ پہ میں لائی ہوں ایماں تو خدا میرا ہے
رب واحد ہے تو بے مثل ہے بے ہمتا ہے

۳۹

حق پہ ہیں جملہ رسل اور کتب رب جلیل
جد امجد ہیں وہ میرے پدر اسمٰعیل
مانتی ہوں میں کہ برحق ہے سب ارشاد خلیل
کی ترے حکم سے اس گھر کی بنا با تعجیل
جس پہ ہوتے ہیں ملک صدقے یہ ایسا گھر ہے
بے مکاں تو یہ زمیں پر ترا پہلا گھر ہے

۴۰

جدِ امجد کا ہیں اب واسطہ دیتی ہوں تجھے
یہ جنیں ویسا ہی کرتا ہے جو باتیں مجھے
اور اس طفل کا بھی ہے جو شکم میں میرے
یارب اس عاجزۂ مضطر کی دعا کو سن لے
درِ مقصود سے امید کا دامن بھر دے
ہے ولادت کی جو مشکل اسے آساں کر دے

۴۱

کر رہی تھیں یہ دعا شیرِ خدا کی مادر
مادرِ حیدرؑ صفدر ہوئیں داخل اندر
بطنِ دیوارِ حرم سے ہوا پیدا اک در
ہوگئی وصل جو دیوار تو تھے سب ششدر
غل تھا حق کا ولی احمدؐ کا مصاحب آیا
کہا کعبہ نے مرا مالک و صاحب آیا

۴۲

دیکھ کر یہ متحیر ہوئے سب حد سے سوا
داخلِ کعبہ ہو ہر ایک کا یہ مقصد تھا
چاہا معلوم کریں حال ہے کیا اندر کا
کیں بہت کوششیں لیکن نہ کھلا قفل اصلا
ہوگیا بند درِ سعی خردمندوں پر
راز اللہ کا کس طرح کھلے بندوں پر

۴۳

داخلِ کعبہ ہوئیں والدۂ ضیغمِ حق
لات و عزیٰ کے ہوئے رعبِ علیؑ سے رنگ فق
جب مکیں آیا ہوئی اور مکاں کی رونق
باطل اب مٹ گیا کہنے لگے سب جاء الحق
مولدِ پاک سے کعبہ کے شرف بڑھنے لگے
سارے اصنام علیؑ کا کلمہ پڑھنے لگے

۴۴

قدر عیسیٰؑ و علیؑ دیکھیں ذرا اہل نظر
نکلی وہ بیت مقدس سے بحکم داور
دروازہ سے ہوئیں جب حضرت مریمؑ مضطر
فاطمہ بنت اسد آئیں حرم کے اندر
گھر میں یہ آئیں ہیں باہر وہ گئیں ظاہر ہے
فرق بیگانے یگانے میں یہیں ظاہر ہے

۴۵

آئیں اس شان سے جبدم اسد اللہ کی ماں
فکر ان کو تھی کرے کون مدد میری یہاں
کہا کعبہ نے کہ نکلے مرے دل کے ارماں
بیبیاں چار یکایک ہوئیں گوشہ سے عیاں
ان میں مریمؑ بھی تھیں اور حضرت حواؑ بھی تھیں
حضرت آسیہؑ تھیں مادر موسیٰؑ بھی تھیں

۴۶

حبذا منزلت و قدر علیؑ شاہ انام
بیبیاں خلد سے خدمت کیلئے آئیں تمام
گھر ہے اللہ کا حضرت کی ولادت کا مقام
اور حجر و مر کو جھک جھک کے کیا سب نے سلام
گرد خاتون معظم کے ادب سے بیٹھیں
آئیں جس کام کو تھیں سب اسی دھب سے بیٹھیں

۴۷

طالب مے ہوں ہیں مطلوب ہے ساقی نامہ
جو ہیں میکش انھیں مرغوب ہے ساقی نامہ
دل ہے احباب کا محبوب ہے ساقی نامہ
شور رندوں میں ہو کیا خوب ہے ساقی نامہ
عید میلاد ہے مل مل کے گلے جھومیں گے
جتنے میخوار ہیں ساقی کے قدم چومیں گے

۴۸

جمع ہیں محفلِ میلاد میں ہمت والے
ہو گئے الفت ساقی سے کرامت والے

کرتے ہیں رشک ملک ایسے ہیں قسمت والے
پینے کی کھا کے قسم بیٹھے ہیں سب متوالے

ٹھہرو ٹھہرو ابھی ساقی کو بلاتا ہوں میں
پہلے میں پیتا ہوں پھر تم کو پلاتا ہوں میں

۴۹

ساقیا آج ہے کیوں بند درِ میخانہ
المدد پیرِ مغاں کام کروں رندانہ

کس طرح سے ترے میکش کو ملے پیمانہ
اپنے مطلب کا ہی ہشیار ترا دیوانہ

ہوں میں سودائی یہ مستوں کو خبر ہو جائے
سر جو ٹکراؤں تو دیوار میں در ہو جائے

۵۰

ساقیا تجھکو کیا حق نے دو عالم کا امیر
بھر دے کچکول مرا مے سے کرا تا خیر

ہے ازل سے ترے میخانہ کا یہ منت پذیر
ہو چکا ہے مری طینت کا اسی مے سے خمیر

خون بن کر یہی بھرتی ہے بدن میں میرے
روح کی طرح رواں ہے یہی تن میں میرے

۵۱

روزِ میثاق سے اس مے کے ہیں متوالے ہم
جس کی حرمت کی قسم کھاتا ہے کعبہ کا حرم

ہے جو میخواروں کے ایمان کا رکن اعظم
جس کی چاہت میں ہے ڈوبا ہوا چاہ زمزم

سرد دوزخ کی ہو سب شعلہ فشانی جس سے
ہے یہ وہ آتش تر آگ ہو پانی جس سے

۵۲

پہلے جو مجھکو دیا تھا وہی پھر ساغر دے
مئے تسنیم مجھے دے نہ مئے کوثر دے

چھوڑ دوں اپنی خودی یوں مجھے بیخود کر دے
جام دل بادۂ عرفاں سے لبالب بھر دے

نظر آئے مجھے اس جام میں صورت تیری
رنگ و بو تیری ہو خو تیری ہو طلعت تیری

۵۳

آج ہو جام مرے رخ سے ملاقی ساقی
تاب صبر اب نہیں دل میں ہے مرے باقی ساقی

اے مرے پیارے حجازی و عراقی ساقی
ہچکیوں سے بھی صدا آتی ہے ساقی ساقی

کیف صہبائے ولا جب کرے بیہوش مجھے
یاد میں تیری دو عالم ہو فراموش مجھے

۵۴

تیرے میخانہ کی مستوں سے ہی بستی ساقی
ہوں وہ میکش. ازلی جس کی ہے مستی ساقی

اسی مئے کیلئے میری ہوئی ہستی ساقی
حق پرستی ہے یہی بادہ پرستی ساقی

جام اس کا دل ایماں ہے خدا ساقی ہے
خم اسی بادہ کا قرآں ہے خدا ساقی ہے

۵۵

ساقیٔ کوثر و تسنیم ہے تو اے ساقی
دور ہو جام تو لا کا پیالے ساقی

اپنی الفت کی پلا آج مجھے مے ساقی
آج میخانہ مرا کعبہ ہے تو ہے ساقی

گھر ہے اللہ کا اور ساقی ذیجاہ کا ہاتھ
جام پر جام پلائے مجھے اللہ کا ہاتھ

۵۶

تیرے مستوں کیلئے خاص ہے انعام شراب
خاتمہ خیر سے ہو ہے یہی انجام شراب
دل میں ہو یاد تری لب پہ رہے نام شراب
وقت آخر بھی پلانا تو مجھے جام شراب

گھونٹ اس مئے کے مجھے آب بقا ہو جائیں
ہچکیاں موت کی قلقل کی صدا ہو جائیں

۵۷

پہونچے جب عرش الٰہی پہ حبیب داور
ہوا دست شفقت پردہ سے ناگاہ باہر
رعب و ہیبت کا ہوا قلب مبارک پہ اثر
رکھ دیا شہ کی تسلی کے لئے شانہ پر

ہاتھ اللہ نے رکھا تھا جہاں اے ساقی
تو نے کعبہ میں رکھے پاؤں وہاں اے ساقی

۵۸

ساقیا اوج پہ معراج سے ہرگز نہیں کم
تھا دم بت شکنی اور ہی تیرا عالم
دوش احمدؐ پہ چڑھا توڑنے کعبہ کے صنم
سر پہ تھا لطف خدا دوش نبیؐ زیر قدم

اترا تو شانہ سے اک آیۂ رحمت کی طرح
رہ گیا نقش قدم مہر نبوت کی طرح

۵۹

ساقیا ظاہر و باطن میں ہے تیرا جلوہ
کبھی پردہ میں کبھی پردہ سے تو باہر تھا
ایک ہے تیرے لئے عرش ہو یا ہو کعبہ
گیا نا صاحب معراج نے اور کیا دیکھا

حق یہ ہے دونوں جگہ ایک حقیقت دیکھی
کہیں آواز سنی اور کہیں صورت دیکھی

۶۰

دیر چلنے میں نہ ہو دور کے فی الفور چلے
تو کہے دور چلے دور دورے چلے دور چلے

چلنے کا کوئی طریقہ ہو بہر طور رہے چلنے
میں کہوں اور چلے اور چلے اور رہے چلے

دین و دنیا میں ترا نام چلے گا ساقی
جام چلنے سے مرا کام چلے گا ساقی

۶۱

ساقیا جام یہ دے جام کہ جی بھر کے پیوں
مثل سلماں کے پیوں مثل ابوذر کے پیوں

اس مئے طیب و طاہر کو وضو کر کے پیوں
زندگی بھر پیوں پی پی کے مروں مر کے پیوں

اس کے نشہ میں ہے مرنا مرا جینا میرا
ہاں حیات ابدی ہے یہی پینا میرا

۶۲

ہوئی مکہ کی زمیں نور قدم سے پُر نور
بطن کعبہ سے ہوا نور الہی کا ظہور

صاف دکھلانے لگا کوہ صفا جلوہ طور
پرتو رخ نے کیا کعبہ کو بیت المعمور

پر جبریل بصد عز و شرف فرش ہوا
حرم کعبہ حق رشک دہ عرش ہوا

۶۳

متولد ہوا خالق کا ولی کعبہ میں
رونق افروز ہوئے آج علی کعبہ میں

ہو گیا ہر خفی حق کا جلی کعبہ میں
ضو دکھانے لگا نور ازلی کعبہ میں

کف پا میں ہے ضیائے ید بیضا دیکھو
کہہ رہے ہیں اب نفی حضرت موسیٰ دیکھو

۶۴

پائے حیدرؑ سے ہوا خانۂ حق سر افراز ۔۔۔ سنگ اسود نے قدم چومے بصد عجز و نیاز
ہو گیا پردۂ قدرت کا ہویدا اسرار ۔۔۔ صاف آنے لگی یہ عرش بریں سے آواز

مظہر شان خداوند ہوا ہے پیدا
گھر میں اللہ کے فرزند ہوا ہے پیدا

۶۵

آج کعبہ میں مجسم ہوئی رحمت دیکھو ۔۔۔ جس سے موسیٰؑ ہوئے بیہوش وہ طلعت دیکھو
فیہ آیات کا مقصد ہے جو آیتہ دیکھو ۔۔۔ مصحف ناطق حق آیا ہے صورت دیکھو

سورۂ نور کی تفسیر ہے اس آیتہ میں
جلوۂ طور کی تصویر ہے اس آئینہ میں

۶۶

رکھ کے مولود نے سجدہ کیلئے اپنی جبیں ۔۔۔ دی شہادت بجز اللہ کے معبود نہیں
اور رسولؐ اس کے محمدؐ ہیں شہ عرش نشیں ۔۔۔ ہیں بلا فصل وصی ان کا ہوں اور حافظ دیں

حجت اللہ ہے ہر اک مرا پیارا فرزند
اور امام ایک کے بعد ایک ہیں گیارہ فرزند

۶۷

پھر کیا طفل نے دو نبیوں کو ہنس کے سلام ۔۔۔ حال دریافت کیا آدمؑ و عیسیٰؑ کا تمام
ایک بی بی نے لیا گود میں با صد اکرام ۔۔۔ طفل کے عالیہ خلد میں تھا یہ کام

اپنے آغوش میں پھر اس کو دیا مریمؑ نے
جانب خلد میں بھیجدہ کیا مریمؑ نے

۶۸

آئے جبریل امیں پیش رسولؐ دوسرا
ہے یہ ارشاد خداوند علیؐ اعلیٰ

عرض کی بعد سلام اے شہ لولاک لما
آپ کا بھائی ہوا گھر میں ہمارے پیدا

آپکا نفس وصی مہر ولی آیا ہے
میرے محبوب مبارک کہ علیؐ آیا ہے

۶۹

دین حق کا ہوا اب ناصر و یاور پیدا
یہ ہے شریک امر رسالت میں تمہارے ہوگا

وقت اظہار نبوت کا قریب آ پہونچا
پیشوائی کو علیؑ کی ہے مناسب جانا

جاؤ تم دہنی طرف سے کہ ہے پیارا بھائی
بیشک اصحاب ہمیں سے ہے تمہارا بھائی

۷۰

سن کے یہ مژدہ ہوئے شاد شہ بدر و حنین
لائے تشریف جو کعبہ میں بصد زینت و زین

دیکھنے کیلئے بھائی کے ہوا دل بےچین
ہوگیا منزل اشرف میں قرآن السعدین

نور واحد کا ظہور آج یہ دکھلاتے ہیں
مل کے اب بدر و ہلال ایک نظر آتے ہیں

۷۱

عرض کرنے لگیں یہ فاطمہؑ خوش آئیں
دودھ پینے بھی مائل نہیں یہ یا شہ دیں

دیکھو اس بچے نے اب تک نہیں آنکھیں کھولیں
رعب ایسا ہی تجھے دیکھنے کی تاب نہیں

کہا حضرت نے کہ ذی شوکت و ذیجاہ ہے یہ
اس میں صولت نہ ہو کیونکر اسد اللہ ہے یہ

۷۲

لیکے آغوش میں بھائی کو رسولؐ دوسرا
پا کے خوشبوئے گل عارض محبوب خدا

جھک پڑے شوق و محبت سے لبوں کو چوما
نرگسی آنکھوں کو مولود نے ہنس کر کھولا

سب سے پہلے شہ لولاک کی صورت دیکھی
مصحف ناطق معبود کی آیت دیکھی

۷۳

۷۳

منہ میں مولود کے حضرت نے زباں دیدی اپنی
حبذا فیض لعاب دہن پاک نبیؐ

ساقی کوثر و تسنیم دہن نے چوسی
شیر مادر کی کبھی روز ضرورت نہوئی

لحمہ و خول ایک ہے دونوں کا یہ مفہوم ہوا
یا علی لحمک لحمی سے یہہ معلوم ہوا

۷۴

ایک نے دوسرے کے کان میں اسرار کہے
کتب و جملہ صحف صاف پڑھے بچپنے

کیا ہوئیں راز کی باتیں یہ خدا ہی جانے
عالم علم لدنی ہوئے یہہ بچپن سے

مصحف ناطق حق خاصۂ باری ہیں یہہ
حافظ دین ہیں یہہ قرآن کے قاری ہیں یہ

۷۵

لئے بچے کو نبیؐ کعبہ سے نکلے باہر
فاطمہؑ کو یہہ ہوا حکم خدائے اکبر

طالع اک برج شرف سے ہوئے خورشید و قمر
رکھو تم اس کا علیؑ نام مبارک ہو لیسر

خاصۂ رب صمد کاسر اصنام ہے یہہ
خانہ زاد احد و ناصر اسلام ہے یہہ

۷۶

۷۶

عین سے ذات مقدس ہے تری عین خدا
یا سے ثابت کہ یداللہ ہے تو اے مولا
لام ناطق کہ تو حق کی ہے لسان گویا
کون سمجھے کہ حقیقت ہیں تری اسم ہے کیا

وجہ ربی کی شرف و صاحب اکرام ہے تو
نام تیرا علیؑ ۔ اللہ کا ہمنام ہے تو

۷۷

شان میں تیری ہوا آیتِ بلّغ نازل
نعمت کاملہ حق ہوئی تجھ سے حاصل
تیرے صدقے سے ہوا دین ہمارا کامل
دین اسلام سے راضی ہوا رب علا دل

حق میں تیرے یہہ ارشاد نبیؐ اولا ہے
جس کا مولا ہوں میں اس کا یہ علیؑ مولا ہے

۷۸

کس کی طاقت جو بیاں کر سکے قدر تیری
راز حق کا ہے حقیقت میں حقیقت تیری
جو خدا کی ہے مشیت وہ مشیت تیری
یعنی وجہ خدا رکھتی ہے صورت تیری

غیر اللہ و نبیؐ کون ترا عارف ہے
تو کشف سے کھلا اسرار کا تو کاشف ہے

۷۹

حق کی مقبول عبادت جو ہے وہ ذکر ترا
طور پر تیرے ہی جلوہ سے ہوئے غش موسیٰؑ
دیکھنا ہے تری صورت کا عبادت مولا
تو ہی ہے نور خدا وجہ خدا عین خدا

یہہ تو ممکن نہیں ہو رب علا کی رویت
دیکھ لینا تجھے بیشک ہے خدا کی رویت

۸۰

کھولے مشکل گرہ عقدہ کشائی تیری — فہم عاجز وہ ہے اعجاز نمائی تیری
عقل کل نے بھی حقیقت نہیں پائی تیری — تو خدا کا ہے خدا تیرا خدائی تیری

ہم تو نفس شہ لولاک لما کہتے ہیں
ایسے بندے بھی ہیں جو تجھ کو خدا کہتے ہیں

۸۱

گھر میں اللہ کے ہے محفل میلاد صفی — سن کے اس تیرے مسدس کو ہیں سب شاد صفی
طبع موزوں کا ہے یہ زور خداداد صفی — کیا عجب ہے کہ علی اس کو کریں صاد صفی

چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے کیا مانگوں میں
جو وہ چاہیں سو دیں کیا اسکا صلا مانگوں میں

تمام شد

سنہ ۱۳۴۸ھ ....

مسدس ولادت حضرت فاطمہ زہراؑ

(۱)

پھر مری فکر ہے مشاطۂ سلمائے سخن
خامہ ہے سرمہ کش دیدۂ لیلائے سخن
طبع ہے شانہ زن زلف چلیپائے سخن
پھر شباب اپنا دکھاتی ہے زلیخائے سخن
حسنِ یوسف کی جھلک حسن بیاں دکھلا دے
ذائقہ کانِ ملاحت کا زباں دکھلا دے

۲

وصف بندش میں کھلے کیوں نہ زبانِ سحبان
کیوں نہ تحسین کرے حسنِ بیانِ حسان
روزمرہ ہے وہ صاف اہلِ زباں ہیں حیران
ہیں جو دلچسپ مضامین تو دلکش ہے بیاں
سادگی بھی ہے صفائی بھی ہے رنگینی بھی
یہ مزہ ہے نمکینی بھی ہے شیرینی بھی

۳

مصرع نو میں ہے یوں شاہد مضموں کا ظہور
جیسے فانوس میں ضو دیتی ہو شمع کا نور
اس طرح لفظوں میں خوبان معانی مستور
جس طرح پھول میں بو جسم میں جاں چشم میں نور
جلوہ گر ہے رخ سلمائے سخن حجلہ میں
بیت میں معنی نو ہیں کہ دلہن حجلہ میں

۴

طبع فیضان گہر بار ہے موتی رولیں
مال کو دیکھ کے سوداگر ہیں قیمت بولیں
جو خریدار جواہر ہیں وہ آنکھیں کھولیں
جو سخن سنج ہیں میزان خرد میں تولیں
جوہری جو ہیں سخن کے وہ پرکھ لیں انکو
جو نظر رکھتے ہیں آنکھوں پہ وہ رکھ لیں انکو

۵

نطق کہتا ہے کہ دیکھو مری شوکت دیکھو
لفظ کہتے ہیں معانی کی لطافت دیکھو
کہہ رہی ہے یہ زباں زور طلاقت دیکھو
نظم کہتی ہے بلاغت میں فصاحت دیکھو
نہ یہ ہے سحر حلال اور نہ کرامات یہ ہے
فیضِ مدحِ شہِ لولاک ہے بس بات یہ ہے

۶

ورنہ میں قوت تخیل کہاں رکھتا ہوں
لطفِ تقریر نہ کچھ حسن بیاں رکھتا ہوں
زور تحریر نہ میں طبع رواں رکھتا ہوں
کہہ نہیں سکتا ہوں کہنے کو زباں رکھتا ہوں
نہ پریشاں کرے آشفتہ بیانی میری
جانتے ہیں ہمہ داں ہیچمدانی میری

۷

خار ہے رنگ نہ دکھلائے جو اپنا گل تر
کیف جس میں نہ ہو پانی سے وہ مٹی ہی بدتر
بو نہ دیتے ہوں اگر خاک ہیں مشک و عنبر
نہ رہے رنگ تو یاقوت ہے ہمسنگ حجر
مثل خرمہرہ زمرد ہے اگر آب نہیں
ایک کوڑی کا ہے موتی ہیں اگر آب نہیں

۸

بحرِ عالم میں ہے ہستی مری مانندِ حباب
دیکھ لے وہ مجھے جس نے نہیں دیکھا ہے سراب

بے نشاں میرا فقط نام کو ہوں نقش بر آب
نہیں اعداد میں معدود کہ ہوں صفرِ حساب

جس میں موجود کا دھوکہ ہو وہ معدوم ہوں میں
خطِ مفروض ہوں میں نقطۂ موہوم ہوں میں

۹

نخلِ مومی ہوں ثمر اپنے چکھاؤں کیونکر
آبِ آئینہ ہوں میں پیاس بجھاؤں کیونکر

گلِ تصویر ہوں بو اپنی سنگھاؤں کیونکر
آتشِ گل ہوں حرارت میں دکھاؤں کیونکر

نرگسِ تر ہوں کہ ہے آنکھ نہیں بینائی
گلِ سوسن ہوں زباں ہے پہ نہیں گویائی

۱۰

جنسِ کاسد ہوں کوئی دام لگاتا ہی نہیں
نقشِ پا ہوں سرِ رہ کوئی اٹھاتا ہی نہیں

میں خریدار کی نظروں میں سماتا ہی نہیں
شمعِ کشتہ ہوں کوئی بزم میں لاتا ہی نہیں

منہ لگاتا نہیں کوئی وہ ہی ساغر ہوں
گر گیا ہے جو نگاہوں سے میں وہ گوہر ہوں

۱۱

نعتِ احمدؐ ہے وظیفہ سحر و شام مرا
دل نشیں ہے صفتِ نقشِ نگیں نام مرا

نیک تر ہو گیا آغاز سے انجام مرا
دن پھرے بن گیا بگڑا ہوا اب کام مرا

آسمانِ شرف و اوج کا اختر چمکا
چاند سورج کی طرح میرا مقدر چمکا

۱۲

شکرِ حق میں نے ہر اک طرح کی نعمت پائی
دولتِ ایمان کی حضرت کی بدولت پائی
عزتِ مدحِ شہنشاہِ رسالت پائی
رشک کرتے ہیں ملک وہ بشریت پائی
مصدرِ فیضِ جلی لطفِ خفی کہلایا
آدمیت ہوئی کامل تو صفی کہلایا

۱۳

وہ شہنشاہ کہ سب خلق ہے جسکی محتاج
جس کی نعلین ہوئی عرشِ خدا کی سرتاج
جس کے دم سے ہوا توحید کا عالم میں رواج
جس شہنشاہ کا ہے رتبۂ ادنیٰ معراج
اُدْنُ مِنّی کی صدا اس کے قریب آتے رہے
فرق جو واجب و ممکن میں ہے دکھلاتے رہے

۱۴

یہ اگر چاہیں تو قطرہ درِ نایاب بنے
موم ہو آہنِ سخت آتشِ تیزاب بنے
سیم سیماب بنے مس بھی زرِ ناب بنے
نار ہو نور تو کانٹا گلِ شاداب بنے
خاک اکسیر حجر لعلِ بدخشاں ہو جائے
مہر ذرہ پہ جو ہو مہرِ درخشاں ہو جائے

۱۵

اسی مرکز سے ہے وابستہ مدارِ فلکی
نورِ اقدس ہی سے روشن ہے نظامِ شمسی
ذاتِ والا ہی ہے بنائے ارض و سما کی ہستی
ان میں ہو جائے تغیر یہ اگر ہو مرضی
چھوڑ دے سیر کو سیارہ وہیں ساکن ہو
قطب دونوں متحرک ہوں زمیں ساکن ہو

۱۶

اوجِ پشہ کو جو دیں آپ تو ہو جائے ہما   روکشِ افسرِ شاہانہ ہو کچکولِ گدا

ان کی مرضی ہی سے وابستہ ہے تاثیرِ دوا   ان کے قانونِ توسل ہی کا نسخہ ہے شفا

کام ممکن ہے یہہ از قسم محالات نہیں

گنگ اشارہ میں ہو گویا یہہ بڑی بات نہیں

۱۷

درد درماں ہو تو بیمار مسیحا ہو جائے   دستِ اسود میں ضیائے یدِ بیضا ہو جائے

بہرہ اندوزِ سماعت ابھی بہرا ہو جائے   جوہرِ روح لطافت سے ہیولا ہو جائے

کور بینا ہو جو قسمت کی ہے تحریر پڑھے

ان کی تعلیم سے امّی خطِ تقدیر پڑھے

۱۸

چاہیں تغیر مو الید ثلاثہ میں اگر   ہو حجر بڑھ کے شجر اور شجر ہنس کے بشر

اگر امکانِ محالات ہو منظورِ نظر   قلبِ ماہیتِ اشیا ہو عرض ہو جوہر

فرش سے عرش ہو نزدیک تو کچھہ دور نہیں

کیوں نہ ہو احمدؐ مختار ہیں مجبور نہیں

۱۹

آپ سے حضرت یوسفؑ کا تقابل کیا   فرق دونوں میں ہے ظاہر عرض و جوہر کا

حسن ان کا نمکیں حسن ہے ان کا پھیکا   وہ ہیں معشوقِ زلیخا یہ ہیں محبوبِ خدا

مصر کی ایک زنِ نیک وہاں عاشق ہے

یہہ عزیز ایسے ہیں خلاقِ جہاں عاشق ہے

۲۰

جب کیا خلق میں خورشید رسالت نے ظہور
نور پھیلا تو ہوئی ظلمت عالم کافور
رحمت ایزد باری کا تھا یثرب میں وفور
خانۂ آمنہ تھا رشکِ بیت المعمور

جب وہ نور ازلی جلوہ گر فرش ہوا
شبستہ الحمد کا گھر رشکِ وہ عرش ہوا

۲۱

آپ کے یمن قدم سے ہوئی حاصل برکت
پرورش ہوتی تھی حضرت کی بناز و نعمت
تربیت کرتے تھے جد مادرِ مشفق خدمت
چھ برس کے ہوئے جب ہو گئی ماں سے فرقت

جد کے مہر پدری کرنے سے راحت پائی
ہشت سالہ تھے کہ دادا نے بھی رحلت پائی

۲۲

گوہر بحرِ رسالت جو بنا دریتیم
بعد جد کے متکفل ہوئے عمران کریم
فاطمہ بنت اسد کرتی تھیں بیحد تکریم
آپ بھی کرتے تھے دونوں کی نہایت تعظیم

یہ چچی اور چچا آپ کے ماں باپ ہوئے
ان کو اولاد سے بھی بڑھ کے عزیز آپ ہوئے

۲۳

ہو گئے تیرہ برس کے جو رسولِ دوجہاں
عازم بصرہ ہوئے بہر تجارت عمراں
تھی بھتیجے کی جدائی جو بہت دل پہ گراں
آپ بھی ساتھ چچا کے ہوئے [illegible] رواں

اس سفر میں ہوئے حالات عجیبہ ظاہر
ذات شہ سے ہوئے آثار غریبہ ظاہر

٢٤

سب کو معلوم ہوئی عقل و خطانت شہ کی
مان لی قافلہ والوں نے فضیلت شہ کی
منکشف ہوگئی ہر اک پہ صداقت شہ کی
جانچ لی اہل تجارت نے دیانت شہ کی
کارواں آپ کے اخلاق کا بازار بنا
ہر بشر جنس امانت کا خریدار بنا

٢٥

دیکھ کر حال یہ عمران ہوئے بیحد خوشنود
جب ہوا قافلہ کا بصرہ سے مکہ میں ورود
اس تجارت میں ہوا انکو بہت حاصل سود
سنکے حضرت کے فضائل ہوئے دل تنگ یہود
تھے جو ناری انھیں اوصاف نبیؐ کھلنے لگے
آتش بغض و حسد بھڑکی تو دل جلنے لگے

٢٦

لائے تشریف جو مکہ میں حبیب داور
کوہ میں غار میں کرتے تھے عبادت اکثر
خلق سے موڑ کے منہ کرتے تھے عزلت میں گزر
کنج طاعت سے نکلتے تھے بہت کم باہر
منہمک یاد الٰہی میں تھے ایسے احمدؐ
سب یہ کہنے لگے عاشق ہیں خدا کے احمدؐ

٢٧

قوم کے حال یہ کرتے تھے نظر جب مولا
کفر کی شرک کی چھائی تھی عرب پہ گھٹا
آپ کے قلب کو ہوتا تھا نہایت صدمہ
جن کو بندوں نے بنایا تھا خدا ایسے بھی
یاد تھی انکی پرستش انھیں سب بھولے تھے
جو حقیقت میں ہے رب اس کو عرب بھولے تھے

۲۸

ہوئے پچیس برس کے جو شہنشاہ امام
کہ خدیجہ سے کریں عقد شہ عرش مقام
بھیجا عمران نے خویلد کو یہ فرخندہ پیام
کیا منظور خویلد نے کہ تھا نیک یہ کام

خوش نصیبی نے خدیجہ کی زبس یاری کی
آپ نے شوق سے اس بیاہ کی تیاری کی

۲۹

حال عقد شہ لولاک کروں اب تحریر
یوں قلم بزم عروسی کی اتارے تصویر
شادیانہ کی صدا دیتی ہے خامہ کی صریر
دیکھ کر چشم تصور جسے پائے تنویر

لکھوں اس طرح میں اس خاصۂ رب کی شادی
دیکھ لیں ہند کے باشندے عرب کی شادی

۳۰

نظر افروز ہے بطحا کا سہانا منظر
صاف آئینے ہیں یا کوہ صفا کے پتھر
ذرّے تابندہ زمیں پر کہ فلک کے اختر
شجر مردہ ہے یا طور کا پرنور شجر

سرخ خرمہ کا ہری شاخ میں خوشہ دیکھو
شجر سبز میں ہے آگ تماشہ دیکھو

۳۱

سبز اشجار مغیلاں سے بھرا ہے جنگل
وہ مغافیر کے پھول اور وہ شرم کے پھل
زرد ہیں پھول ہری ڈالیاں تازہ کونپل
ان میں بو ان میں حلاوت ہی کہ صدقے ہو عسل

بھر گئی بو دوں سے اذخر کے فضائے مکی
سبز و شاداب و معطر وہ سنائے مکی

۳۲

فرس ایسے ہیں جنہیں دیکھ کے ہوتا عجب
تیز و خوش قدم و برق عناں سب کے سب
ابلق و ادہم و شقرا و اغر و اشہب
ایسے جانباز کہ رکھتے ہیں عزیز ان کو عرب

شاہد خوش قدمی جنگ کے ہنگامے ہیں
ہیں اصیل ایسے کہ محفوظ نسب نامے ہیں

۳۳

جمل اور ناقے وہ جو ایک سے ہیں ایک اچھا
یہی دولت عرب کی ہے یہی مال انکا
تیز رفتار سے کوسوں وہ چلیں دم الیا
گھاٹیوں کا وہ سفر اور وہ کوہ و صحرا

منزلیں قافلے طے کرتے ہیں آسانی سے
ظاہر آہنگ حجازی ہے حدی خوانی سے

۳۴

قصر جنت ہے خدیجہ کی عروسی کا مکان
سب غلام اور کنیزیں ہیں کہ حور و غلماں
ہیں زر و سیم کی میخیں وہ خیام ذیشاں
ہیں شیوخ اور قبائل عربوں کے مہماں

مطلع

اس تکلف سے ضیافت کا سر انجام ہوا
شہر مکہ میں خدیجہ کا بڑا نام ہوا

۳۵

مالک دولت و حشمت ہیں خدیجہ خاتون
قابل زیور مدحت ہیں خدیجہ خاتون
لائق عزت و حرمت ہیں خدیجہ خاتون
صاحب عفت و عصمت ہیں خدیجہ خاتون

جب شہنشاہ رسالت کو پیام آتا ہے
حق کی جانب سے خدیجہ کو سلام آتا ہے

۳۶

اس طرح کرتے ہیں ارشاد نبیؐ ذی حشمت
فاطمہؑ، آسیہ، مریمؑ، دُرِ درجِ عفت
عورتیں چار ہیں سردارِ زنانِ جنت
اور چوتھی ہیں خدیجہ مہ برجِ عصمت

آپ نے نورِ رسالت سے ہدایت پائی
بڑھ کے سب بیبیوں سے دین کی دولت پائی۔

۳۷

خیر زینب میں خاتونِ قیامت انکی
صرف اسلام ہوئی دولت و ثروت انکی
قدر کرتے ہیں شہنشاہِ رسالت انکی
آپ کرتا ہے خدا عزت و حرمت انکی

گیا آراستہ جنت کا چمن ان کے لئے
باغ فردوس سے بھیجا تھا کفن ان کیلئے

۳۸

ان سے جب تک رہا پُر نور نبیؐ کا گھر
اور ازواج ہوئیں اس بی بی کے ہوتے نہ مگر
محترز دوسری شادی سے رہے خیر بشر
آگے خورشید کے انجم نہیں آتے ہیں نظر

مہر جب ڈوب گیا اور ستارے نکلے
چھپ گیا ماہ چمکتے ہوئے تارے نکلے

۳۹

بزم شادی میں ہیں سب پیر و جوان و صبی
ابطحی و قرشی اختر عالی نسبی
ہیں قبائیں جو حجازی تو عبائیں عربی
ہاشمی مطلبی گوہر والا حسبی

جلوہ گر آپ ہیں یوں مکہ کے سردار دنیں
مہر جس طرح سے ذروں میں قمر تار دنیں

٤٠

ساقیا بزم عروسی ہے چلے جام شراب
ہو برات آتش دوزخ سے کھلے خلد کا باب
ساتھ شربت کے پلا بادہ گلشوں کو مئے ناب
بوئے خوش ہو وہ گلابی میں کہ شرمائے گلاب

پھول جنت کے نچھاور ہوں دلہن دولہا پر
صدقہ مہر و مہ و اختر ہوں دلہن دولہا پر

٤١

ساقیا دے وہ مجھے جام بلوریں بھر کر
جس میں شکل آرسی مصحف کی مجھے آئے نظر
صاف و شفاف ہو آئینہ صفت جو ساغر
نشہ کے بدلے ہو کیفیت شادی کا اثر

آج ہے بادشہ کون و مکاں کی شادی
اسی شادی سے تو ہے دونوں جہاں کی شادی

٤٢

تجھ کو خالق نے کیا ساقی کوثر ساقی
پا چکا ذائقۂ قندِ مکرر ساقی
پی چکا پہلے ہی دو جام ثنا گر ساقی
مئے صافی کا دے اب تیسرا ساغر ساقی

بس پیوں گا مئے گلفام کے چودہ ساغر
چودہ معصوم کے ہوں نام کے چودہ ساغر

٤٣

کر لے اس آتش تر سے جو ذرا بھی پرہیز
جام دل اس مئے طاہر سے ہو گر لبریز
تو جلائے گی جہنم کی اسے آتش تیز
اس کے اعمال ہوں محشر میں عقوبت انگیز

رند کے ہاتھ سے چھوٹے ترا کیونکر دامن
پاک دامن ہے جو اس مئے سے رہی تر دامن

ے پہلے کے دو مسدس کی طرف اشارہ ہے

٤٤

تیری صہبائے تولا بھی ہے کیا شے ساقی
تلخیٔ موت میں شربت ہے یہی مے ساقی
جس کے پینے سے حیاتِ ابدی ہو ساقی
نزع میں آ کے پلانا تو مجھے اے ساقی

پی کے تن سے نہ جاں لے مرے ہمدم نکلے
گھونٹ ادھر حلق سے اترے اور ادھر دم نکلے

٤٥

تیرا میخانہ حقیقت میں ہے کعبہ ساقی
باندھ کر آیا ہوں احرام تولا ساقی
حج ہے مستوں کیلئے طوف اسی کا ساقی
کیف میں لب خم صہبا کا ہیں بوسہ ساقی

لب ساغر کو صراحی کے گلو کو چوموں
پائے مینا پہ گروں دست سبو کو چوموں

٤٦

بحرِ فیض و کرم و بذل و عطا بہتا ہے
ہاں جو بیگانہ ہے وہ پیاس کا غم سہتا ہے
جو یگانہ ہے ترا تشنہ وہ کب رہتا ہے
رند ہر ایک مجھے مستِ ولا کہتا ہے

تیرا میکش ہوں بہکنے سے بری ہوں ساقی
جام بارہ دے کہ اثنا عشری ہوں ساقی

٤٧

غنچۂ خاطر میخانہ کھلا اے ساقی
دے وہ پیمانۂ صہبائے ولا اے ساقی
مے گلرنگ گلابی میں پلا اے ساقی
دل کے آئینہ کی بڑھ جائے جلا اے ساقی

وہ مئے ناب ملے خاص جو ہو عام نہ ہو
صاف میں تجھ سے کہوں دُرد تہِ جام نہ ہو

۴۸

میکدہ پر ترے قربان فضا جنت کی
ہے اسی بادۂ صافی سے بقا جنت کی
ایک جام مئے الفت ہی بہا جنت کی
کشتیٔ مئے سے موافق ہے ہوا جنت کی

بادباں تیرا ہے دامانِ تولا ساقی
ناخدا تو ہے مرا پار ہے بیڑا ساقی

۴۹

تو ہے میخانۂ عالم میں سخاوت کا دھنی
جو دے اور بڑے پیمانہ پر اللہ غنی
مجھ کو محروم نہ رکھیو ساقیٔ مکی مدنی
جام اگر ٹوٹے تو ٹوٹے نہ ہو خاطر شکنی

ساقیا ٹھیس نہ لگ جائے کہیں ڈر ہے
ساغرِ دل مرا مینا سے بھی نازک تر ہے

۵۰

ہم ترے مست ہیں اور تو ہی ہمارا ساقی
مئے بھی پیاری ہے تری تو بھی ہے پیارا ساقی
تیرے گھر حق نے اتارا ہے ستارا ساقی
ساغرِ نور ہے یا عرش کا تارا ساقی

بزمِ معراج میں خود دور چلایا حق نے
جام پر پردہ میں احمد کو پلایا حق نے

۵۱

بندہ ساقی کا ہوں اللہ رے قسمت میری
ہے خمیرِ گلِ میخانہ سے طینت میری
مقتبس نورِ ولایت سے ہے فطرت میری
فاضلِ طینتِ ساقی سے ہے خلقت میری

روح میکش ہے تو سینہ خمِ میخانہ ہے
ساغرِ دل نہیں ایمان کا پیمانہ ہے

۵۲

اسی مئے سے ہوئی آدمؑ کی پذیرا توبہ
نہیں پینا ہے گنہ اس کا ہے پینا توبہ
اس کا نشہ ہو جس کو وہ کرے کیا توبہ
اس مئے پاک سے کوئی کرے تو بیجا توبہ

اس طرف جھر جھر شیشۂ صہبا ٹوٹے
اس طرف زاہد صد سالہ کی توبہ ٹوٹے

۵۳

جلوہ گر مسند عشرت پہ ہے مکی دولھا
فرق انور پہ ہے دیہیم وماارسلنا
جسم پر نور میں ہے خلعت لولاک لما
شان ایسی ہے کہ پڑھتے ہیں ملک صل علیٰ

صدقے ہیں انجم و خورشید و قمر چہرہ پر
جمع ہیں قدسیوں کے تار نظر چہرہ پر

۵۴

سنو پڑھتے ہیں ابو طالبؑ غازی خطبہ
ترجمان طرب تازہ ہے تازی خطبہ
دیکھو کرتا ہے عجب سمع نوازی خطبہ
ہاشمی کی ہے زباں اور حجازی خطبہ

لب لہجہ عربی ہے جو خوش آئینی سے
لحن داؤد کے لب بند ہیں شیرینی سے

۵۵

لایق حمد و ثنا ہے وہ خداوند جلیل
لطف سے ہم کو اسی نے کیا اولاد خلیل
رب کعبہ ہے جو اور صاحب قدر و تبجیل
ہم ہیں ذریت ذی مرتبت اسمٰعیل

حرم امن و اماں میں کیا قایم ہم کو
اور اسی نے کیا سب لوگوں پہ حاکم ہم کو

۵۶

جان لیں سب یہ محمدؐ جو بھتیجے ہیں ترے — افضل و اشرف و ذی مرتبہ ہیں تم سب سے
کسی انساں کا قیاس ان پہ نہیں کر سکتے — ایک بھی عالم امکاں میں نہیں مثل ان کے

دے شرف رب تعالیٰ و تبارک ان کو
عقد مسعود خدیجہ سے مبارک ان کو

۵۷

ختم خطبہ جو ہوا ہو گیا ایجاب و قبول — تہنیت دی ورقہ نے تو ہوئے شاد رسولؐ
انس و جن حور و ملک سب تھے خوشی میں مشغول — گلشن رحمت باری کے کھلے اور نئے پھول

سب دلہن دولہا کی توصیف و ثنا کرتے تھے
خانہ آبادی احمدؐ کی دعا کرتے تھے

۵۸

گھر میں آئیں جو دلہن ہو گیا آباد مکاں — خوش ہوئیں بنت اسد حضرت عمرانؑ شاداں
جان اس عقد ہمایوں پہ ہوئی سب کی قرباں — ہو گیا خوب ہدایت کا ہماری ساماں

مطلع

نیک شادی سے ہوا نیک نتیجہ پیدا
کہ ہوئیں خیر نسا بنت خدیجہ پیدا

۵۹

غازۂ چہرۂ عصمت ہے ثنائے زہراؑ — سرمۂ دیدۂ عفت ہے توتیائے زہراؑ
جلوۂ لمعۂ قدرت ہے فدائے زہراؑ — گوشۂ پردۂ رحمت ہے ردائے زہراؑ

غیر زہراؑ کسے یہ شان یہ توقیر ملی
سر اطہر کے لئے چادر تطہیر ملی

۶۰

اصلِ گلزارِ امامت ہے بتولِ عذرا — ثمرِ نخلِ رسالت ہے بتولِ عذرا
اخترِ برجِ کرامت ہے بتولِ عذرا — گوہرِ درجِ طہارت ہے بتولِ عذرا

طیبہ طاہرہ صدیقہ و زہراؑ ہے یہی
سیدہ فاطمہ انسیۂ حورا ہے یہی

۶۱

اس طرح کرتے ہیں ارشاد رسولؐ دوسرا — بالیقیں فاطمہؑ ہے میرے جگر کا ٹکڑا
جس نے ایذا دی اُسے اسنے مجھے دی ایذا — جو ہے موذی مرا لاریب ہے موذیِ خدا

شک نہیں اس میں کہ موذی ہے خدا کا کافر
یعنی موذی ہے بتولِ عذرا کا کافر

۶۲

حبذا منزلت و شانِ بتولِ عذرا — مادرِ پاک خدیجہ ہیں پدر خیرِ ورا
زوجِ حیدرؑ ہیں خدا جن کا ہے خود مدح سرا — دونوں فرزند ہیں سبطین رسولؐ دوسرا

دین و دنیا میں اسی ذات سے آبادی ہے
نو اماموں کی زمانہ میں یہی دادی ہے

۶۳

ہل اتیٰ شان میں آیا ہے سخاوت ایسی — حق میں ہے آیۂ تطہیر طہارت ایسی
جس کی تعظیم محمدؐ کریں عظمت ایسی — جس پہ معبود کرے ناز عبادت ایسی

آستاں کعبۂ مقصد ہے خدائی کے لئے
آسماں خلق ہوا ناصیہ سائی کے لئے

٦٤

قدرِ زہراؑ کی کنیزوں کی یہ ہے پیشِ خدا
گھر میں خاتونِ قیامت کے نہ تھی کچھ بھی غذا
ہوئے مہمان جو فضہ کے رسولِ دوسرا
فکرِ تحصیلِ غذا میں تھی علیؑ و زہراؑ
بولی فضہ کہ سب اللہ کی قدرت دیکھیں
پیشِ معبود ہے لونڈی کی جو عزت دیکھیں

٦٥

کہہ کے یہ حجرۂ طاعت میں گئیں بہرِ نماز
بے نیازی پہ تو بندوں کے اٹھاتا ہے ناز
پڑھ کے دو رکعتیں کی حق سے دعا یوں بہ نیاز
مجھکو زہراؑ کی کنیزی سے کیا ہے ممتاز
تیرے محبوب کی لونڈی کے یہاں دعوت ہے
میرے رزاق ترے ہاتھ مری عزت ہے

٦٦

اپنے آقا سے یہ لونڈی نہ خجل ہو مولا
خوانِ نعمت ہو ابھی لطف و عنایت سے عطا
سب پہ ہو جائے عیاں قدرِ کنیزِ زہراؑ
ختم ہونے بھی نہیں پائی تھی فضہ کی دعا
دفعتاً مائدۂ بخشش و رحمت اترا
آسماں سے طبقِ نعمتِ جنت اترا

٦٧

طبقِ نور میں فردوسِ بریں کا تھا طعام
سجدۂ شکر ادا کر کے باخلاص تمام
جس کی خوشبو سے معطر ہوا فضہ کا مشام
لے گئیں فضہ طبق پیشِ شہنشاہِ امام
پوچھا حضرت نے کہ نعمت یہ کہاں سے آئی
عرض کی منعمِ مطلق کے یہاں سے آئی

٦٨

سنکے فضہ سے یہ شاداں ہوئے محبوب خدا
سجدۂ شکر الٰہی کیا حضرت نے ادا
پھر یہ فرمایا کہ کرتا ہوں میں اس رب کی ثنا
جس نے دختر کو مری رتبۂ اعلیٰ بخشا
مرتبہ مریمؑ عمراں کے جو ہاتھ آیا ہے
وہی فضہ نے بھی منجانب حق پایا ہے

٦٩

باپ کے پاس جب آتی تھیں بتولؑ عذرا
پیشوائی کے لئے جاتے تھے محبوب خدا
پیار سے چومتے تھے دستِ جنابِ زہراؑ
جا کے پر اپنی بٹھاتے تھے بصد لطف و عطا
میوۂ قلب رسولؐ دو جہاں ہے زہراؑ
قرۃ العین نبیؐ راحت جاں ہے زہراؑ

٧٠

خلق اللہ نے جب آدم و حوا کو کیا
اور دونوں کو گلستانِ جناں میں رکھا
دیکھ کر حسن و جمال اپنا یہ دونوں نے کہا
ہم سے بہتر نہ کیا حق نے کسی کو پیدا
ہم سے کیا جن و ملک قصد مساوات کریں
ہے سزاوار جو ہم فخر و مباہات کریں

٧١

ہوا اس وقت یہ ارشاد خداوند جلیل
باغ فردوس میں ان دونوں کو لے جائیں جبریل
لائے تشریف جو فردوس میں وہ دونوں جمیل
نظر آئی انھیں اک دختر بے مثل و عدیل
جس سے موسیٰ ہوئے بیہوش وہ طلعت دیکھی
صورت آئینۂ طور حقیقت دیکھی

٧٢

جلوہ گر نور کے ہے تخت پہ وہ نیک اختر
ہے گلوبند مرصع کا گلے میں زیور

تاج اک نور کا کس حسن سے ہے زینت سر
روکش شمس و قمر کانوں کے دونوں گوہر

رخ پرنور سے فردوس اعلا روشن ہے
آسمانوں میں ضیا عرش خدا روشن ہے

٧٣

پوچھا آدمؑ نے کہ یہ کون یہ ذی شوکت و شان
آپ کی نسل سے خلق اسکو کریگا یزداں

کہا جبریل نے یہ فاطمہؑ خاتون جناں
تن ہستی کے مرقع کی ہے یہ روح رواں

نقش لاثانی کلک ید قدرت ہے یہ
جس پہ خود ناز ہے صانع کو وہ صنعت ہے یہ

٧٤

تاج سر سے ہے ہویدا کہ محمدؐ ہیں پدر
گوشواروں سے عیاں ہیں حسینؑ اسکے پسر

ہے گلوبند سے ظاہر کہ علیؑ ہیں شوہر
حبذا مرتبۂ خاص بتول اطہر

بیشک حق ایسی ہے ذی شان و معزز زہراؑ
بن گئی دائرہ قدر کا مرکز زہراؑ

٧٥

یوں امالی میں رقم ہے یہ حدیث زیبا
میرے ماں باپ فدا آپؑ اور میں بھی فدا

صادقؑ آل محمدؐ سے مفضلؓ نے کہا
حال زہراؑ کی ولادت کا بیاں ہو مولا

ذکر مسعود سے ہو دل میں مسرت پیدا
ہوئیں کس طرح جگر بند رسالت پیدا

۷۶

ہوئے در بار لب لعل امام ابرار
اہل مکہ نے عداوت کا کیا یوں اظہار
جب خدیجہ سے ہوا عقد رسولؐ مختار
سب نے ان کی ترک ملاقات نبیؐ آخر کار

رشتۂ الفت کا خدیجہ کی جو تھا توڑ دیا
ملنا جلنا قرشی عورتوں نے چھوڑ دیا

۷۷

گھر میں رہتی تھیں پیمبرؐ کے خدیجہ تنہا
تھی خدیجہ کو بڑی فکر یہ اور یہ غم تھا
کوئی مونس نہ تھا اس حال میں حضرت کے سوا
دیں نہ حضرت کو عداوت سے قریشی ایذا

رنج و اندوہ میں بس شام و سحر ہوتی تھی
اسی حالت سے خدیجہ کی بسر ہوتی تھی

۷۸

ناگہاں ہو گئی ظلمت شب غم کی کافور
ہوا اسباب تسلی خدیجہ کا ظہور
سحر امید کی دکھلانے لگی عالم نور
نور زہراؑ سے ہوا بطن مبارک معمور

بارور نخل تمنا ہوا لطف رب سے
بھر گیا دامن امید در مطلب سے

۷۹

بن گئی مونس تنہائی مادر زہراؑ
نطق کہتا تھا کہ ہے قدرت داور زہرا
باتیں کرتی تھیں شکم میں سے برابر زہراؑ
کیوں نہ ہو مصحف ناطق کی ہے دختر زہراؑ

سنیے کیا جوہر تقریر ہے آئینہ میں
دیکھیے بولتی تصویر ہے آئینہ میں

۸۰

تھیں عجب شان کی اس نیک سیر کی باتیں
سبب راحت دل لخت جگر کی باتیں
وجہ تنویر بصر نور نظر کی باتیں
سینۂ اسرار کی باتیں تھیں اثر کی باتیں

شکم پاک سے زہراؑ کی صدا آتی تھی
پردۂ عرش سے یا وحیٔ خدا آتی تھی

۸۱

ایک دن گھر میں جو داخل ہوئے شاہ دوسرا
باتیں کرتی تھیں خدیجہ یہ پیمبرؐ نے سنا
گھر میں کوئی نہ تھا بالکل تھیں خدیجہ تنہا
پوچھا کس سے تھیں یہ باتیں تو خدیجہ نے کہا

باتیں کرتا ہے جو بطن میں پیارا فرزند
بن گیا مونس و دمساز ہمارا فرزند

۸۲

متبسم ہوئے یہ سن کے رسولؐ داور
اور فرمایا کہ جبریل نے دی ہے یہ خبر
ہے شکم میں جو تمہارے وہ ہے پیاری دختر
طیبہ طاہرہ پاکیزہ گہر نیک اختر

ایک ہی فرع گلستان رسالت ہے یہ
نسل اس سے ہے مری اصل امامت ہے یہ

۸۳

الغرض جب ہوئے آثار ولادت پیدا
جمعہ تھا بیسویں اور ماہ جمادی الاخریٰ
پانچواں بعثت احمدؐ کا مبارک سن تھا
پاس کوئی نہ تھا گھر میں تھیں خدیجہ تنہا

ہاشمی عورتیں خدمت کے لئے بلوائیں
کوئی ان میں سے نہ آئی تو بہت گھبرائیں

۸۴

فکر یہ تھی کہ مدد میری کریگا کون اب — بی بیاں چار یکایک ہوئیں حاضر بہ ادب
ہاشمی عورتوں کے ساتھ نہ شاید تھیں سب — بڑھ کے سارہ نے کہا ہم ہیں فرستادۂ رب

کیجئے خوف نہ کچھ آپ کی بہنیں ہم ہیں
آسیہ یہ ہیں یہ کلثوم ہیں یہ مریم ہیں

۸۵

آئی آفاق میں زہرا کی ولادت کی سحر — لیلۃ القدر سے بہتر تھی وہ قدرت کی سحر
بن گئی صبح شب عید مسرت کی سحر — نور برسانے لگی خلق میں رحمت کی سحر

جب سر چرخ بریں مہر دل آرا چمکا
ارض بطحا کے مقدر کا ستارا چمکا

۸۶

افق چرخ پہ پھولا جو گلستان سحر — آشیانوں سے نکلنے لگے مرغان سحر
جھلملانے لگے سب انجم تابان سحر — چادر لیلیٔ شب بن گئی دامان سحر

رخ گیتی پہ ہے نور سحری کا غازہ
ہے شفق عارض حور سحری کا غازہ

۸۷

چہرہ افروز فلک ہو گئی تنویر سحر — آنکھیں جھپکاتے ہیں انجم ہے یہ تاثیر سحر
ہاتھ میں قاضی بیضا کے ہے تفسیر سحر — کھنچ گئی ہے ورق چرخ پہ تصویر سحر

مہر تابندہ ہوا نور کی طلعت دیکھو
غرفۂ خلد کھلا حور کی طلعت دیکھو

٨٨

پھر پلا جام مئے طاہر و اطہر ساقی
نظر لطف و عطا کا ہوں میں خوگر ساقی
پھر مئے ناب کا ہو دور مکرر ساقی
گردش چشم سے ہو گردش ساغر ساقی
عید ہے آج شہ کون و مکاں کے گھر میں
جشن میلاد ہے شاہ دو جہاں کے گھر میں

٨٩

مشکل آسان ہو جس سے وہ عطا کر صہبا
مست ہیں بادۂ الفت سے تمام اہل ولا
نشۂ مئے سے ہو کیفیت تازہ پیدا
پاک ہے رجس سے مولود مطہر بخدا
مئے طاہر میں رخ پاک کی تنویر رہے
جام پر آیۂ تطہیر کی تحریر رہے

٩٠

غنچۂ دل ہو شگفتہ وہ پلا پھول سا جام
جمع ہیں محفل میلاد میں یہ مئے آشام
تیرے میخواروں کا کیا نیک ہے آغاز انجام
دور صہبائے مسرت سے ہوں سب شیریں کام
کیف مئے رنگ طرب بزم میں دکھلانے لگے
تہنیت کی لب ساغر سے صدا آنے لگے

٩١

تیری آواز پہ ساقی ہمہ تن گوش ہیں محفل
رہے مستی میں جو ہشیار وہ ذی ہوش ہیں محفل
کھینچتا ہے مرا دل جسے کو وہ پرجوش ہو میں
ظرف عالی کی محبت جس کا وہ مے نوش ہو میں
ہوں خم و جام و سبو شیشہ و ساغر خالی
میری نیت نہ بھرے اور ہو کوثر خالی

۹۲
مست کیفیت میں کسی نہوں کیونکر ساقی
جذب الفت کا دکھادوں میں اثر گر ساقی
دل ہے میخانۂ اخلاص کا ساغر ساقی
کھنچ کے آجائے اسی جام میں کوثر ساقی

۹۳
قلب میخوار کی وسعت کا تماشہ دیکھیں
رند کوزہ میں سمایا ہوا دریا دیکھیں

میکشو آگیا اب وقت سعید و مسعود
عرش سے فرش پہ ہے رحمت باری کا ورود
آتی ہے قلقل مینا سے بھی آواز درود
ہوتی ہیں خیر نساز زیب دہ بزم شہود

۹۴
ساغر آنکھیں کریں اور خم سر تسلیم کریں
رند جو بیٹھے ہیں اب اٹھ کے وہ تعظیم کریں

لو مجسم ہوئی خاتون قیامت پیدا
روح اعجاز ہوئی جان کرامت پیدا
جگر و جان شہنشاہ رسالت پیدا
مصحف حق کی ہوئی آیت رحمت پیدا

۹۵
قدسی و حور و ملائک ہیں بہم سجدہ میں
دم تحریر ادب سے ہے قلم سجدہ میں

ہوا صدیقۂ کبریٰ کا جو دنیا میں ظہور
نور زہرا سے ہوا عالم امکاں پرنور
گھر پیمبر کا ہوا رحمت حق سے معمور
باغ فردوس معلیٰ میں تھیں حوریں مسرور

مدح زہرا اور رسول دوسرا کرتی تھیں
ہو کے خوش تہنیت آپس میں ادا کرتی تھیں

۹۶

طشت و ابریق لئے حورِ جناں آئی
ایک مخدومہ نے نہلانے کی عزت پائی
آبِ کوثر بھی پئے غسلِ ولادت لائی
باغِ فردوس کی پوشاک انہیں پہنائی
رخِ پرنور و ضیا زیرِ نقاب آیا ہے
چہرۂ ماہ پہ باریک سحاب آیا ہے

۹۷

رکھ کے پھر سجدۂ خالق میں جبیں کو یہ کہا
اور پدر میرے محمدؐ ہیں رسولؐ دوسرا
میرا معبود نہیں کوئی بجز ذاتِ خدا
میرے شوہر ہیں علیؑ حجتِ حق راہ نما
بخشے اللہ نے سبطین سے مجھ کو فرزند
ہیں امام دو جہاں میرے یہ ہر دو فرزند

۹۸

بی بیاں چار جو آئیں تھیں پھر انکے لئے نام
تھیں بہت خرم و مسرور خواتین تمام
اور ہر بی بی کو زہراؑ نے کیا ہنس کے سلام
تہنیت کا دیا ہر اک نے خدیجہؑ کو پیام
تھی ولادت کی تمام اہلِ جہاں کو شادی
باغِ جنت میں بھی تھا شورِ مبارک بادی

۹۹

اے شہنشاہِ رسالت ہو مبارک دختر
قمرِ برجِ رسالت ہے یہی نیک اختر
ہے یہ آرامِ دل و راحتِ جاں لختِ جگر
گوہرِ درجِ طہارت ہے یہ پاکیزہ گہر
کیا اللہ نے خاتونِ قیامت اس کو
کر دیا لطف سے مختارِ شفاعت اس کو

١٠٠

آئینگی حشر میں یوں بنت رسول مختار
محمل اس کی جوب مرجاں کی تو موتی کی مہار
ہوں گی اک ناقۂ جنت پہ وہ معصومہ سوار
لاکھ ہیں سوئے یمیں لاکھ ملک سوئے یسار

محو میکال و سرافیل بہ کار ناقہ
اور تھامے ہوئے جبریل مہار ناقہ

١٠١

اک منادی یہ ندا دیگا بحکم داور
دختر احمد مرسل کا ہے جبتک ہو گزر
فاطمہ آتی ہیں واقف ہوں سب اہل محشر
اپنی آنکھیں کریں بند اور جھکا لیں سب سر

موقف حشر میں اس شان سے جب آئینگی
تا در خلد پہنچکر وہ ٹھہر جائیں گی

١٠٢

لطف سے اپنے پدر زہرا سے کہیگا رحمان
با ادب عرض کرینگی یہی خاتون جناں
باغ جنت میں نہ جانیکا سبب کر تو بیاں
آج سب خلق پہ ظاہر ہو مری شوکت و شاں

اپنے سب شیعوں کو میں ساتھ نہ جب تک لونگی
باغ فردوس میں ہرگز نہ قدم رکھوں گی

١٠٣

ہوگا ارشاد یہ حق کا کہ حبیبہ میری
شوق سے ساتھ اسے لے [illegible]
قلب میں جس کے ذرا بھی ہے محبت تیری
سنکے یہ حشر میں آئیں گی جگر بند نبی

یوں یگانوں کو نکالیں گی وہ بیگانوں سے
مرغ جس طرح سے دانوں کو چنے دانوں سے

۱۰۴

لے کے ہمراہ محبوں کو بصد شوکت و شان
داخل خلد بریں ہونگی وہ خاتون جناں

واہ کیا رحمت و لطف ہے کیا ہے احسان
جان سب کی قدمِ پاکؑ اس کے قرباں

بے ہمارے نہیں رکھیں گی قدم جنت میں
جائیں گے ساتھ ہی معصومہ کے ہم جنت میں

۱۰۵

اے صفیؔ بس نہ زیادہ دے سخن کو اب طول
کر دعا حق سے کہ ہو رحمت باری کا نزول

بہر زہراؑ و علیؑ از پئے سبطین و رسولؐ
کر عطا میرے سخن کو سندِ حسن قبول

خیر دارین ہو حاصل تری رحمت ہو نصیب
روز محشر مجھے زہراؑ کی شفاعت ہو نصیب

ختم شد

ھو المحسن

مسدس ولادت حضرت امام حسن علیہ السلام

(۱)

انسان کی راحت کا سبب خلق حسن ہے
انساں کی شرافت کا سبب خلق حسن ہے
انسان کی فضیلت کا سبب خلق حسن ہے
انساں کی کرامت کا سبب خلق حسن ہے

اخلاق حسن میں ملکوتی کی جھلک ہے
جس میں ہو یہ خوبی وہ بشر فخر ملک ہے

۲

اس علم میں حاصل فضائل کی ہے شہرت
وہ حکمت و عفت ہے شجاعت ہے عدالت
تفریط اور افراط فضیلت ہے رذیلت
ہے حد وسط ہر ایک بہ وجہ فضیلت

کوشش کرے انسان کہ حاصل ہو فضائل
زائل ہوں رزائل تو خصایل ہوں فضائل

۳

انسان کا ہے عز و شرف جوہر اخلاق
ہو کیوں نہ ضیا بخش جہاں اختر اخلاق
کیا بیش بہا خلق میں ہے گوہر اخلاق
ہے زینت حسن بشری زیور اخلاق

طالب ہے خرد جسکی وہ مطلوب یہی ہے
سب جانتے ہیں جس کو وہ محبوب یہی ہے

۴

ہے صاحبِ قسمت وہ ملے جس کو یہ نعمت
آباد اسی سے ہے تمدّن کی عمارت

بیشک ہے غنی وہ جسے حاصل ہو یہ دولت
ہے بہرِ مسِ عیب یہ اکسیرِ سعادت

وہ خوب پرکھ لیتے ہیں جو اہلِ نظر ہیں
اخلاق ہی معیارِ بد و نیک بشر ہیں

۵

اس شاہدِ زیبا کا ہر انسان ہے مشتاق
ہے عیب اگر زہر تو یہ اس کا ہے تریاق

اس مہرِ جہاں تاب سے پُرنور ہے آفاق
حیوان سے بدتر ہے وہ جس میں نہ ہوں اخلاق

شکلِ بشری ہے فقط انسان نہیں ہے
ہے خلقِ حسن جسم تو ہے جان نہیں ہے

۶

کلیۂ اخلاق یہ فرماتے ہیں لقمان
ان دونوں میں اک موت ہے اک ایزدِ سبحاں

دو باتیں رکھے یاد نہ بھولے کبھی انساں
دو باتیں ہیں انساں کے لئے لائقِ نسیاں

مطلع

وہ اپنی بھلائی کو کبھی یاد نہ رکھے
غیروں کی بُرائی کو کبھی یاد نہ رکھے

۷

خورشیدِ فلک نقشِ کفِ پائے حسنؑ ہے
سروِ چمنِ دیں قدِ بالائے حسنؑ ہے

گلدستۂ جنت رُخِ زیبائے حسنؑ ہے
یاقوت لبِ لعل شکر خائے حسنؑ ہے

ہے خاتم اس شاہ پہ شیریں سخنی کا
شہرہ ہے بہت خلق میں خُلقِ حسنی کا

۱۶

فردوس بریں گلشنِ احسانِ حسنؑ ہے
جبرئیلِ امیں تابع فرمانِ حسنؑ ہے
قرآنِ مبیں معترفِ شانِ حسنؑ ہے
سرمایۂ دیں سایۂ دامانِ حسنؑ ہے

سب خلق پہ واجب ہے ولا آلِ عبا کی
ایماں ہے محبت حسنؑ سبز قبا کی

۱۷

اللہ رے عز و شرف حضرتِ شبرؑ
بھائی ہیں حسینؑ آپ کے عم حضرتِ جعفرؑ
نانا ہیں نبیؐ باپ علیؑ فاطمہؑ مادر
دادا ہیں ابوطالبِ ذیجاہ و فلک فر

حاصل ہوا رتبہ کسی انساں کو کب ایسا
پایا ہے کسی نے حسب ایسا نسب ایسا

۱۸

سردار جوانانِ جناں مالکِ جنت
خورشید ولایت قمرِ برجِ رسالت
کرسی کا شرف زیبِ فلک عرش کی زینت
دریائے طہارت گہرِ درجِ امامت

زہرا کا پسر حیدرؑ صفدر کا خلف ہے
یہ گوہرِ رخشندۂ بحرین شرف ہے

۱۹

خلق حسن و حلم و حیا صدق و عدالت
علم و عمل و مہر و وفا زہد و عبادت
شکر و ادب و صبر و رضا رفق شجاعت
لطف و کرم و بذل و عطا جود و سخاوت

یکتا ہے یہ گل عالمِ امکاں کے چمن میں
ہیں جملہ صفات حسنہ ذاتِ حسنؑ میں

نوٹ۔ مضمون نظم کا سلسلہ درست ہے صفحہ اور بند کی بے ترتیبی کو نظرانداز فرمائیں۔

٢٨

ماہِ رمضاں میں جو ہوئی شہ کی ولادت
واجب ہوئی اس ماہ میں روزوں کی عبادت
حاصل ہے اسے اور مہینوں پہ فضیلت
رحمت برکت مغفرت اسمیں ہے بہ نہایت
ہے خاص یہ انعام یہ احسان خدا کا
ہر بندۂ مومن ہوا مہمان خدا کا

٢٩

سونا بھی صائم کا عبادت میں ہوا داخل
مقبول دعا اس کی وہ رحمت کے ہے قابل
انفاس کو تسبیح کا ہے مرتبہ حاصل
خوشبوئے دہن مشک ختن کے ہو مماثل
در بند ہوئے ہاویہ شعلہ فشاں کے
روزہ جو کھلا کھل گئے در باغ جناں کے

٣٠

صافی میں ہے اسطرح سے وارد یہ روایت
فرماتے ہیں ارشاد شہنشاہ ولایت
جس سے ہے عیاں صوم کی مقدار فضیلت
مخصوص رسولوں سے تھی روزہ کی عبادت
کیا مرتبہ امت محبوب خدا ہے
ہدیہ جو رسولوں کا تھا وہ اسکو ملا ہے

٣١

جب خواب سے اٹھکر سحری کھاتا ہے دیندار
ہو جاتا ہے بس رحمت باری کا سزاوار
اور مغفرت حق کا وہ ہوتا ہے طلب گار
رکھتا ہے جو روزہ تو یہ فرماتا ہے غفار
ہوں رب کریم اجر اسے دوں میں جو چاہوں
میرے ہی لئے صوم ہے میں اس کی جزا ہوں

۳۲

ماہِ رمضاں ہے مہِ خلاقِ دو عالم — ہے اور مہینوں سے فضیلت میں مقدم
روزہ اس کا مبارک ہے تو شب اس کی مکرم — ایک ایک گھڑی اس کی ہر دقیقہ معظم

افضل بود ایں شام و سحر قدر بدانی
ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

۳۳

وہ ذکر وہ تسبیح وہ اعمال وہ طاعت — رونق وہ مساجد کی وہ جمعہ وہ جماعت
وہ لطفِ مناجات وہ قرآں کی تلاوت — وہ ذوقِ دعائے سحر و شوقِ عبادت

کیا بھوک میں اور تشنہ دہانی میں مزہ ہے
لذت ہے جو کھانے میں تو پانی میں مزہ ہے

۳۴

اب شہ کے خصائل بھی سنیں مومنِ دیندار — جاتے تھے فرس پر کہیں اک دن شہِ ابرار
کوڑا کفِ اقدس سے گرا راہ میں یکبار — بیٹھا تھا وہاں ایک گدا عاجز و ناچار

مفلوج تھا مشلول تھا مجبور تھا درویش
حس و حرکت کرنے سے معذور تھا درویش

۳۵

آیا یہ خیال اسکو جو ہوتی مجھے قدرت — یہ کوڑا اٹھا کر ابھی دیتا میں بہ عجلت
اس کام سے حاصل مجھے ہو جاتی سعادت — درویش کے اس قصد سے واقف ہوئے حضرت

ارشاد کیا جلد خدا تجھ کو شفا دے
اٹھ دوڑ وہ کوڑا تو ذرا مجھ کو اٹھا دے

٣٦

فرمانِ قضا امرِ شہِ کون و مکاں تھا
درویش پلک مارتے ہیں ہو گیا اچھا
جنبش تھی لبِ پاک کی اعجازِ مسیحا
پھولا پھلا اجڑا ہوا گلزارِ تمنا
یوں آئی شفا اور گیا درد بدن سے
جس طرح بہار آئے خزاں جا کے چمن سے

٣٧

پھر سوکھی ہوئی کھیتی میں جاری ہوا پانی
گویا کہ پلٹ آئی زلیخا کی جوانی
بجلی سی ہوئی خون کی رگ رگ میں روانی
حسن اس کا یہ چمکا کہ بنا یوسفِ ثانی
زندانِ غم و درد و محن سے نکل آیا
دیکھو مہِ کامل وہ گہن سے نکل آیا

٣٨

لکھا ہے یہ کرتے تھے سفر سرورِ ذیجاہ
آیا نظر اک باغ انھیں راہ میں ناگاہ
تھا ابن زبیر ابن ید اللہ کے ہمراہ
اترا اسی منزل پہ وہ ماہ اسد اللہ
پرتو سے رخِ پاک کی تھا نور کا جلوہ
ہر نخل سے روشن شجرِ طور کا جلوہ

٣٩

آئے شہِ دیں باغ میں یا فصلِ گل آئی
سبزہ نے وہاں سبز بساط اپنی بچھائی
گلشن کی ہر اک غنچے نے بہار اپنی دکھائی
سوسن کی زباں کرنے لگی مدح سرائی
استادہ تھے اشجار بھی تعظیم کی خاطر
خم شاخِ ثمردار بھی تسلیم کی خاطر

۴۰

کنگھی سے تھے سنبل کے یہ اک وقت اتارے　شانہ کرے وہ گیسوئے سرور کو سنوارے
نرگس ہمہ تن چشم بنی شوق کے مارے　فوارے نے سونپی سر پُر نور پہ وارے
حاصل در شبنم کو بھی صدقہ کا شرف تھا
جو گل تھا زر سرخ لئے نذر بکف تھا

۴۱

چلتی تھی ہوا ہوتے تھے اشجار گل افشاں　تھے برگ درختان چمن مروحہ جنباں
کرتے تھے یہی زمزمہ مرغان خوش الحاں　خوش آمدی اے زینت وہ گلشن ایماں
استادہ لب نہر جو وہ سرو جناں تھا
پانی بھی قدم چومنے کو سر سے رواں تھا

۴۲

سرو چمن فاطمہؑ نے سایہ جو ڈالا　شمشاد کا بالیدہ ہوا قامت بالا
اللہ رے فیض لب لعل شہ والا　غیرت دہ یاقوت بدخشاں ہوا لالہ
گل بس گئے خوشبوئے گریبان قبا سے
کلیاں بھی شگفتہ ہوئیں دامن کی ہوا سے

۴۳

اللہ ری خوشبو کہ بسا باغ وہ سارا　تھی خاک چمن مشک ختن عنبر سارا
ذروں کا تھا خورشید فلک سے یہ اشارا　دیکھ ایسا چمکتا ہے مقدر کا ستارا
روشن جو زمیں ہو گئی نقش کف پا سے
خورشید نے منہ پھیر لیا شرم و حیا سے

خدام نے مسند شہ والا کی منگائی
زینت دہ مسند ہوا مختار خدائی

۴۴

اک نخل کے سایہ میں بصد شان بچھائی
سر سبز ہوا نخل سعادت جو یہ پائی

وہ نور خدا زیر شجر جلوہ نما تھا
چتر سر سلطان زمن نخل بنا تھا

۴۵

کہنے لگا یوں ابن زبیر اے شہ ذیشاں
ملتے رطب تازہ یہی دل میں ہے ارماں

ہرچند کہ اب فصل رطب کا نہیں امکاں
فرمایا کہ جی چاہتا ہے تیرا کہا ہاں

مطلع ثالث

جی چاہتا ہے باغ سے کچھ لطف اٹھاتے
آئے تھے یہاں ہم رطب تازہ تو کھاتے

۴۶

اے نخل قلم تو بھی ذرا اعجاز دکھا دے
کھلتا ہوا گلشن میں گل راز دکھا دے

شیریں سخنی کا بھی اب انداز دکھا دے
بندوں کو ذرا کار خدا ساز دکھا دے

مضمون ثمر نور سے گلزار ارم ہو
سرسبز مرا خانۂ اعجاز رقم ہو

۴۷

خالق سے دعا کرنے لگے سید اکرم
کوئی بھی وہاں ہو نہ سکا راز کا محرم

فرمائے کچھ ایسے کلمے آپ نے باہم
سوکھا ہوا نخل ایک ہوا سبز اسی دم

شاداب ہوا نخل تو پھول آئے پھل آئے
فوراً رطب تازہ و شیریں نکل آئے

۴۸

اس نخل کا کیا نخل خیال سے ہوا پیوند
وہ شہد بہشتی سے حلاوت میں تھی وہ چند
شیریں وہ رطب جس سے تھے پھیکے شکر و قند
لے نام رطب کوئی تو ہو جاتے ہیں لب بند
ذکر ان کا کیا جب تو زباں ہو گئی شیریں
جاں ان پہ فدا کرنے سے جاں ہو گئی شیریں

۴۹

ظاہر جو ہوا معجزہ حضرت شبیرؑ
بولا یہ شتربان کہ جادو ہے سراسر
سب گر پڑے اک بار رطب [illegible]
کہنے لگے یوں ابن زبیر اس سے بگڑ کر
اے تیرہ دروں منکر فضل شہ دیں ہے
اعجاز ہے یہ فعل حسینؑ سحر نہیں ہے

۵۰

اللہ رے فیض ثمر نخل رسالت
کھانے کی ہوئی پھر نہ کبھی روز ضرورت
کھائے رطب تازہ و تر کو جو بہ غربت
ہے آل نبیؐ صاحب اعجاز و کرامت
جو ان کی فضیلت پہ یقیں لائے گا بیشک
جنت میں محبت کا وہ پھل پائے گا بیشک

۵۱

فرزند یہ تھے دل سے فدا احمد مختارؐ
کاندھے پہ بٹھا کر انھیں فرماتے تھے ہر بار
یوں اپنی محبت کا کیا کرتے تھے اظہار
دیکھو یہ حسینؑ میرا ہے سب اس سے خبردار
جو اس کا ہے طالب وہی مطلوب ہے میرا
جو ہو گا حبیب اس کا وہ محبوب ہے میرا

۵۲

ایک روز رسولؐ دوسرا گھر سے جو نکلے
شبّرؑ کو بٹھائے ہوئے تھے دوش پہ اپنے
اس وقت کہا ایک صحابی نے حسنؑ سے
کیا اچھا ہے مرکب تو نبیؐ اس سے یہ بولے
جو شان میں ارفع ہے وہ بجا ہے یہ راکب
تو کس لئے کہتا نہیں اچھا ہے یہ راکب

۵۳

پڑھتے تھے نماز احمدؐ ذیجاہ و فلک فر
پہلو میں محمدؐ کے تھے بیٹھے ہوئے شبرؑ
جس وقت گئے سجدۂ خالق میں پیمبرؐ
اس وقت حسنؑ بیٹھ گئے پشت نبیؐ پر
ناز اپنے نواسے کا محمدؐ نے اٹھایا
سجدہ سے سر پاک نہ احمدؐ نے اٹھایا

۵۴

وارد ہے مناقب میں انس کی یہ روایت
سجدہ سے اٹھے جب نہ شہنشاہ رسالت
حیران ہوئے جتنے تھے حضار جماعت
سر میں نے اٹھایا تو نظر آئی یہ حالت
سجدہ میں تو سر رکھے ہوئے شاہ زمن تھے
بیٹھے ہوئے پشت شہ والا پہ حسنؑ تھے

۵۵

فارغ جو عبادت سے ہوئے سید بطحا
اس طول کا سجدہ میں سبب لوگوں نے پوچھا
فرمایا مری پشت پہ فرزند تھا میرا
سر میں نے اٹھایا نہیں جب تک وہ اترا
اللہ ری عزت حسنؑ سبز قبا کی
ناز ان کا اٹھانا بھی عبادت ہے خدا کی

۵۶

لکھا ہے روایت میں کہ پیغمبرؐ داور
اک روز حضور شہ دیں فضل کی مادر
شبر کی ولادت کی خبر دیتے تھے اکثر
حاضر ہوئیں اور عرض یہ کی اے مرے سرور

دل فکر و تحیّر سے اب آزاد ہو حضرت
تعبیر مرے خواب کی ارشاد ہو حضرت

۵۷

فرمایا بیاں تو کرو کیا خواب میں دیکھا
چمکا مرے پاس آ کے مثال ید بیضا
کی عرض کہ اک جزو تن سید بطحاؐ
حضرت متبسم ہوئے اور یوں ہوئے گویا

دل آپ کا ہو شاد کہ محبوب ہے یہ خواب
طالع ہوئے بیدار بہت خوب ہے یہ خواب

۵۸

اس خواب کی تعبیر ہے سرمایۂ فرحت
ہوگا متولد جو وہ با خیر و سعادت
زہراؐ کو کریگا پسر اللہ عنایت
تم دودھ پلائیگی بجالاؤگی خدمت

ارشاد پیمبرؐ کا نہ تھا حکم خدا تھا
ظاہر ہوا جو مخبر صادق نے کہا تھا

۵۹

جن و بشر و بحر و بر و باد و نم و خاک
موجود نہ تھے اور تھا نور شہ لولاک
کرسی و جناں عرش بریں انجم و افلاک
مشتق ہے اسی نور سے نور حسنؑ پاک

مختار خدائی ہیں شہ کون و مکاں ہیں
لاریب کہ یہ علت غائی جہاں ہیں

٦٠

قرآن میں ارشاد یہ فرماتا ہے رحمان
ان دونوں میں برزخ ہے کہ پیدا نہ ہو طغیان
بحرین رواں اور ملاقی ہیں بصد شان
ان دونوں سے ہوتے ہیں عیاں گوہر و مرجان
مصداق ان آیات کے ہیں پنجتن پاک
گوہر سے مراد ان میں ہے ذات حسن پاک

٦١

ہوتا ہے عیاں بحر شرف سے وہی گوہر
فردوس معلیٰ کی ہوا آتی ہے فر فر
ہے روکش گلزار جناں فاطمہؑ کا گھر
ہیں نور خدا سے در و دیوار منور
تنویر رخ پاک سے معمور ہے حجلہ
دیکھو کہ تجلی کدۂ طور ہے حجلہ

٦٢

آتا ہے نظر آج مدینہ کا سماں اور
اسباب طرب سے ہے یہاں اور جہاں اور
دیکھو ہے زمیں اور زماں اور مکاں اور
سامان مسرت ہے یہاں اور وہاں اور
آراستہ کس حسن سے دنیا کا چمن ہے
پیراستہ فردوس معلیٰ کا چمن ہے

٦٣

پھر اے مرے ساقی مئے گلفام پلا دے
کرنے لگے پھر میری زباں کام پلا دے
ہاں جام شراب طرب انجام پلا دے
میں صدقے پلا دے مجھے اک جام پلا دے
تیرا ہوں فقیر اور دو عالم سے غنی ہوں
چوتھا مجھے دے جام کہ میں پنجتنی ہوں

۶۴

اندوہ سے کیونکر نہ غلام آج ہو آزاد
میخانہ میں ہے آج بپا محفل میلاد
تو شاد ہے ساقی ترے میخوار بھی ہیں شاد
فرزند نرینہ سے ترا گھر ہوا آباد

سلطان حجازی و عراقی ہوا پیدا
میخانہ کا یہ دوسرا ساقی ہوا پیدا

۶۵

ماہ رمضاں ہے ترے پاس آؤنگا پیاسا
یہ سوکھے ہوئے لب تجھے دکھلاؤنگا ساقی
صائموں میں آرام نہیں پاؤنگا ساقی
پاؤں گا نہ گر جام تو مر جاؤں گا ساقی

اے بحر عطا تشنہ لبی سے نہ جیوں گا
قدموں کی قسم تیرے میں روزہ میں پیوں گا

۶۶

ہونٹوں سے مرے ساغر لبریز ملا دے
وہ مے دے جو آئینۂ خاطر کو جلا دے
صہبائے مودت مجھے جی بھر کے پلا دے
وہ مے جو مری مردہ امیدوں کو جلا دے

اعجاز مسیحا خم صہبا پہ فدا ہو
قم قم کی بجا قلقل مینا کی صدا ہو

۶۷

جز تیرے شہ عقدہ کشا کوئی نہیں ہے
ہمشان پیمبر بخدا کوئی نہیں ہے
نفس شہ لولاک کہا کوئی نہیں ہے
ساقی مرا بس تیرے سوا کوئی نہیں ہے

میخواروں پہ الطاف و کرم عام ہے تیرا
مے جام مجھے خاص یہ انعام ہے تیرا

۶۸

کہتا نہیں سلمان و ابوذر مجھے کر دے
میثم مجھے یا مالک اشتر مجھے کر دے

عمار کا مقداد کا ہمسر مجھے کر دے
قنبر کے حذیفہ کے برابر مجھے کر دے

سینہ کو مرے عشق کا میخانہ بنا دے
دل کو مئے اخلاص کا پیمانہ بنا دے

۶۹

سر سے مئے سرجوش کا سودا نہیں جاتا
شوق نظر ساغر و مینا نہیں جاتا

دل سے اثرِ الفتِ صہبا نہیں جاتا
ذوق مئے صافی نہیں جاتا نہیں جاتا

آنکھوں میں سوا تیرے سماتا نہیں کوئی
جز تیرے تصور میں بھی آتا نہیں کوئی

۷۰

میری تپش دل یہ مرا سوز جگر دیکھ
جذب دل میخوار کا آنکھوں سے اثر دیکھ

خود کھنچی آتی ہے مئے میری طرف ایک نظر دیکھ
للہ ادھر دیکھ ادھر دیکھ ادھر دیکھ

ہاں چشم عطا تجھ سے یہ کہے اے کرم ساقی
گردش کرے اب ساغر مئے اے کرم ساقی

۷۱

کونین میں ہے جلوہ نمائی تری ساقی
لاریب خدا تک ہے رسائی تری ساقی

مشہور جہاں عقدہ کشائی تری ساقی
بندہ ہے تو لیکن ہے خدائی تری ساقی

حیران سمجھنے میں ترے رہتے ہیں بندے
سمجھے تو یہ سمجھے کہ خدا کہتے ہیں بندے

۷۲

قربان شبِ نیمۂ ماہ رمضاں پر
زہرا کا ہے گھر ماہ دو ہفتہ سے منور

تاباں ہوا جس میں قمر احمد و حیدر
قدر اس کی شبِ قدر سے افزوں ہو نہ کیونکر

لختِ دلِ پیغمبر صادق ہوا پیدا
اللہ کا یہ مصحف ناطق ہوا پیدا

۷۳

نوبادۂ گلزار پیمبر کے تصدق
صدیقۂ کبرا کے سمن بر کے تصدق

سرو چمن حیدر صفدر کے تصدق
گلدستہ قدرت کے گل تر کے تصدق

ہے نور اسی ماہ دو ہفتہ کا جہاں میں
خوشبو ہے اسی پھول کی گلزار جناں میں

۷۴

دلبند ہو یا احمد مختار مبارک
اے فاطمہ یہ چاند سا دلدار مبارک

فرزند ہو یا حیدر کرار مبارک
اے امتیو رحمت غفار مبارک

لو مومنو بخشش کا سہارا ہوا پیدا
ایک اور وسیلہ یہ تمہارا ہوا پیدا

۷۵

پیدا ہوا جب جان و دل حیدر کرار
کی عرض کہ ارشاد یہ فرماتا ہے غفار

حاضر ہوئے جبریل حضور شہ ابرار
فرزند مبارک تمہیں یا احمد مختار

سجدہ کیا یہ سن کے رسول عربی نے
اور سجدہ میں خالق کا کیا شکر نبی نے

٧٦

خوش ہو کے ادا کر چکے جب سجدۂ داور — پھر آئے قریں فاطمہ زہرا کے پیمبر
فرمایا مبارک ہو پسر اے مری دختر — جبریل نے دی تہنیت اس کی ابھی آکر

فرزند یہ ہے اکبر اولاد تمہارا
اے فاطمہ گھر ہو گیا آباد تمہارا

٧٧

کہنے لگے پھر حیدر صفدر سے یہ ہنسکر — کچھ نام بھی بیٹے کا رکھا تم نے برادر
حیدر نے کہا آپ سلامت رہیں سر پر — مولود کا حضرت ہی کریں نام مقرر

فرمایا کہ ہے خاص یہ انعام خدا کا
میرا ابھی نہیں کام یہ ہے کام خدا کا

٧٨

فوراً ہوئے جبریل امیں چرخ سے نازل — کی عرض کہ فرماتا ہے یہ خالق باذل
ہارون کو موسیٰ سے جو تھی نسبت کامل — ہے آپ سے حیدر کو بھی نسبت وہی حاصل

جو نام تھا ہارون کے فرزند حسیں کا
ہو نام وہی آپ کے اس ماہ جبیں کا

٧٩

سنکر یہ سخن کہنے لگے شاہ خوش انجام — بتلاؤ جو ہارون کے فرزند کا تھا نام
کی عرض کہ شبر تھا وہ اے صاحب اکرام — فرمایا زباں عربی سے ہے ہمیں کام

وہ بولے جو یہ مطلب سلطان زمن ہے
میں عرض کروں ترجمۂ شبر کا حسن ہے

٨٠

ہے زیب دہ عرش خدا نام حسنؑ کا
ایمان حسنؑ کا ہے اور اسلام حسنؑ کا
کچھ خاص نہیں عام ہے انعام حسنؑ
بے مثل ہے کیا روئے دل آرام حسنؑ
ایسا کوئی پر نور سراپا نہیں ملتا
حیران مہ و خورشید ہیں سایا نہیں ملتا

٨١

رشک گل و غنچہ ہیں لب ایسے دہن ایسا
یعقوبؑ نے پایا نہیں گل پیرہن ایسا
گلزار جہاں میں نہیں نازک بدن ا
یوسفؑ کو میسر نہیں حسنِ حسنؑ ای
ہے شان سراپا میں رسول عربیؐ کی
طفلی میں بعینہ یہی صورت تھی نبیؐ کی

٨٢

سب جنسِ جمالِ حسنیؑ کے ہیں خریدار
مطلوبِ زلیخا بھی ہیں خود طالبِ دیدار
کاسد بن یعقوبؑ کے ہیں حسن کا باز
یوسفؑ سے ہیں یوں محو یہی عشق کا
چل جائے چھری قلب و جگر کاٹ کے رکھدے
کیا انگلیوں کا ذکر ہے سر کاٹ کے رکھدے

٨٣

سردارِ جوانانِ جناں بس یہ صبی ہے
یہ جانِ علیؑ ہے یہ جگر بندِ نبیؐ ہے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی ہے
زہراؑ کا پسر سبطِ رسولؐ عربی ہے
لاریب کہ بے مثل ہے یہ کون و مکاں میں
ثانی ہے فقط ایک حسینؑ اس کا جہاں میں

ہے محفل میلاد کہ جنت کا چمن ہے
یہ نظم حسن قولِ حسن فعلِ حسن ہے
کیونکر نہ جمے رنگ کہ رنگیں یہ سخن ہے
یہ چمنِ سخن شمۂ احسانِ حسنؑ ہے ۸۴

نازاں ہوں میں اس پر کہ صفیؔ دکنی ہوں
الطاف سے مولا کے ولیٔ دکنی ہوں

ختم شد

سالِ تصنیف رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ

یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَان

مسدس ولادت باسعادت امام حسین علیہ السلام

(۱)

ثنائے ایزدِ سبحاں ہے پنجتن کی ثنا
بیانِ معنیٔ قرآں ہے پنجتن کی ثنا
بہارِ روضۂ عرفاں ہے پنجتن کی ثنا
خواصِ خمسۂ ایماں ہے پنجتن کی ثنا

کسی نے مرتبہ ایسا جہاں میں پایا ہے
انہی کی شان میں قرآں تمام آیا ہے

٢

زمیں کے ہر سر موالید کا قیام ان سے
جہاں میں چار عناصر کا ہے قوام ان سے
بنائے شش جہت انسے ہے انتظام ان کے
فلک کے ہفت کواکب کا ہے نظام ان سے

سقر ہے ہفت سقر پنجتن کے اعدا کا
مقام ہشت بہشت ان کے ہے احبا کا

٣

جہاں میں رحمت باری کا ہے وفور انسے
خدا نے کردیا سب رجس و عیب دور ان سے
ہوا طہارت و عصمت کا بس ظہور ان سے
چمک رہا ہے صفات خدا کا نور ان سے

ثنا محال ہے عالی ہوں مرتبے جن کے
کہ روشنی ہے قدم کی حدوث میں ان کے

٤

انہی میں خاصۂ باری ہے مصطفےٰ کوئی
خدا کا ان میں پسندیدہ مرتضیٰ کوئی
انہی میں منتخب رب ہے مجتبیٰ کوئی
ہے ان میں ذی شرف و عصمت و حیا کوئی

ہر ایک انمیں در قلزم حقایق ہے
خدا کا کوئی ہے معشوق کوئی عاشق ہے

٥

جمال ان کا ہے آئینۂ جمال خدا
جلال ان کا ہے گنجینۂ جلال خدا
نہیں ہے مثل و نظیر ان کا بھی مثال خدا
یہ بندے وہ ہیں کہ حاصل جنہیں وصال خدا

ہیں وجہ رب یہی ممکن نہیں فنا ان کو
بقائے ذات الٰہی سے ہے بقا ان کو

۶
انگوٹھی ایک کی انگشت میں رسالت کی
ردا کسی کے سر پاک پر طہارت کی
حسام ایک کے قبضہ میں ہو ولایت کی
عطا ہوئی ہے کسی کو سند امامت کی

خدا کے بندے خداوند ہیں یہ بندوں کے
کہ ناز اٹھاتے ہیں اپنے نیاز مندوں کے

۷
محال حمد خدا کی طرح ثنا ان کی
ہے انتہائے کمالات ابتدا ان کی
حریم رحمت غفار ہے کسا ان کی
یہ وہ ہے شان بڑھاتا ہے خود خدا انکی

کسی کو عرش پہ بلوا کے شاد کام کیا
کسی کے لہجہ و آواز میں کلام کیا

۸
انہی کے نام سے عرش بریں کی ہے تنویر
انہی کے قبضۂ قدرت میں خوبیٔ تدبیر
انہی کا وصف ہے ام الکتاب میں تحریر
انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا خطِ تقدیر

کریں محال کو ممکن وہ قدرت ان کی ہے
خدا کی جو ہے مشیت مشیت ان کی ہے

۹
یہ ہیں مقرب درگاہ خالق ذوالمنن
ہیں ایک اصل میں ظاہر میں پانچ ہیں تن
مباہلہ سے ہوئی انکی منزلت روشن
محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ

تمام خلق سے پہلے ظہور ہے ان کا
حقیقت ایک ہے اور ایک نور ہے ان کا

۱۰

ہے مشت خاک سے نور خدا کا وصف محال — زبان ناطقہ توصیف میں ہے ان کی لال
بلند اتنا ہے ان کا مقام اوج کمال — کہ عقل کل کا بھی پہونچے جہاں نہ وہم و خیال

اگر قدم کو ہو لغزش تو کب سنبھلتے ہیں
بڑھیں ذرا تو پر جبرئیل سے جلتے ہیں

۱۱

حبیب خاص الٰہی محمدؐ عربی — ہیں آپ کے کلمہ گو جوان و پیر و صبی
پڑھیں درود نہ گر آپ پر ہے بے ادبی — بنا تھا پتلا نہ آدمؑ کا اور تھے یہ نبیؐ

یہ کیا ہیں کب سے ہیں کب تک رہیں گے کیا جانے
حقیقت اپنی یہ خود جانیں یا خدا جانے

۱۲

علیؑ ہے وجہ خدا نفس احمدؐ مختار — شہ سریر ولایت قسیم جنت و نار
مہ منیر امامت شفیع روز شمار — معین و ناصر اسلام قاتل کفار

سخاوت ایسی کہ جس کا ہے ہل اتیٰ شاہد
شجاعت ایسی کہ لا سیف و لا فتیٰ شاہد

۱۳

علیؑ کی تیغ کے ہر جنگ میں کھلے جوہر — علیؑ کے قبضۂ قدرت میں تھا لوائے ظفر
حنین و بدر و احد تک خندق و خیبر — علیؑ ہی تیغ بکف انہیں تھے نبیؐ کی سپر

نہ صرف عمرو کو عنتر کو زیر خاک کیا
علیؑ نے حارث و مرحب کو بھی ہلاک کیا

۱۴

...ی تیغ سے گھر کفر کا ہوا برباد
...ملا ہے مدح سرا خود علیؓ کا ہو وہ جہاد
علیؓ سے ہوگئی اسلام کی قوی بنیاد
علیؓ کی شان میں آیا لکلِ قومٍ ہاد

علیؓ نے دین کی نصرت بھی کی حمایت بھی
علیؓ پہ ختم شجاعت بھی ہے ہدایت بھی

۱۵

...یاد حیدرؓ صفدر کا ہو رقم جو بیاں
...ہو خامہ فوج مضامیں کا سر بلند نشاں
بنے یہ صفحۂ قرطاس جنگ کا میداں
دکھا دوں بزم میں میدان رزم کا بھی سماں

نظر سے معرکہ شاہنامہ گر جائے
ابھی نگاہوں میں تصویر جنگ پھر جائے

۱۶

...وہ دیکھئے نظر آتا ہے قلعہ خیبر
...یہ کر رہے ہیں کئی دن سے سعی پیغمبرؐ
مقابل اسکے ہے اسلام کا بڑا لشکر
کسی طرح سے بھی یہ معرکہ کہیں ہو سر

یہ کہہ چکے تھے عدو کو شکست دیدینگے
ہم اس حصار کو چالیسؓ دن میں لے لینگے

۱۷

...مجاہدین سے کہتے ہیں احمدؐ مختار
...جو مرد جنگ ہے کرار ہے نہیں فرار
میں دوں گا کل یہ علم اسکو سن کر کہیں حصار
محب خدا کا ہے محبوبِ ایزدِ غفار

وہ ہوگا قلعہ کشا لطف و مہر یزداں سے
بغیر فتح نہ ہرگز پھرے گا میداں سے

۱۸

زبانِ شاہِ رسالت سے جب یہ سنے تھا
ملے شرف یہ مجھے ہو علم مجھی کو عطا
ہر اک کے دل میں یہی آرزو ہوئی پیدا
اسی خیال میں کوئی نہ رات بھر سویا

جو خفتہ بخت ہو کیوں کر وہ یہ حشم پائے
ہو جس کا طالع بیدار وہ علم پائے

۱۹

کٹی جو شب تو افق سے ہوا طلوعِ سحر
سپاہِ شب نے جو پائی شکستِ گردوں سر
ہوا اسیرِ فلک پر مکیں شہِ خاور
جنودِ روز نے کھلوا لوائے فتح و ظفر

وہ زر نگار علم آسمان پر چمکا
کہ رنگِ شوخ ابھی نیلوفری ہے پرچم کا

۲۰

نمازِ صبح سے فارغ ہوئے جو شاہِ امم
نکل کے قلعہ سے بولا یہ مرحبِ ناکام
دغا پہ ہو گیا تیار لشکرِ اسلام
کہ آج وعدۂ محمد کا ہو رہا ہے تمام

وہ ایک روز میں یہ قلعہ کس طرح لیں گے
ہم آج ان کو مع فوج قتل کر دیں گے

۲۱

یہ حال تھا جو کہا جبرئیل نے آ کر
کرو علی کو ندا جو ہے خاصۂ داور
حضور سے ہے یہ ارشادِ خالقِ اکبر
ہے بازو آپ کا مفتاحِ قلعۂ خیبر

بعینِ جملۂ رسل دافعِ نوائب ہے
خدا کا ہاتھ ہے وہ مظہر العجائب ہے

٢٢

یہ سُن کے سوئے مدینہ پھری تیز نگاہ
سنی علیؑ نے جو آوازِ شاہِ عرش پناہ
پکارے یا علیؑ آؤ میں دیکھتا ہوں راہ
کہا جواب میں۔ لبیک یا رسول اللہ

پلک جھپکنے نہ پائی یہ زود تر آئے
اٹھی نگاہ جو سب کی علیؑ نظر آئے

٢٣

دل جناب رسالت میں تھی جو یاد علیؑ
زبس تھی نصرت دین خدا مراد علیؑ
ہوا زبان مبارک سے وردِ نادِ علیؑ
جلال حق کا مرقع بنا جہاد علیؑ

جو ہمرکاب ظفر تھی تو فتح تھی ہمراہ
پکارنے لگی نصرت کہ جاء نصر اللہ

٢٤

رمد سے چشم مبارک تھی نرگس بیمار
نشان فوج عطا کرکے با شکوہ و وقار
زباں نبیؐ نے جو پھیری شفا ہوئی یکبار
علیؑ سے کہنے لگے پھر یہ احمدؐ مختار

یہ قلعہ سر کرو خندق کو پاٹ کر آؤ
اکھاڑ دو در، سرِ مرحب کو کاٹ کر آؤ

٢٥

یہ سُن کے جانب قلعہ غضب میں آ کے چلے
نشان دوش پہ کس شان سے اٹھا کے چلے
جلال و جاہ و حشم ساتھ مرتضیٰؑ کے چلے
وغا کے بگڑے ہوئے کام کو بنا کے چلے

اِدھر سے آپ چلے جنگ آزمائی کو
اُدھر سے فتح و ظفر آئی پیشوائی کو

۲۶

قریں حصار کے پہونچا جو شاہ خیبر گیر
بروج قلعہ سے ہونے لگی جو بارش تیر
علم کو نصب کیا سنگ میں کہی تکبیر
علیؑ نے کھینچ لی شمشیر صاعقہ تنویر
گیا تھا دنگ خم تیغ نے شریروں کو
حسام بن کے کمان کاٹتی تھی تیروں کو

۲۷

قریب در گئے خندق کو پھاند کر حیدر
تکان وہی جو ذرا زلزلہ ہوا اندر
درآئیں انگلیاں شہ کی میان حلقۂ در
یہودیوں کی ہوئی فوج مضطر و ششدر
ہر ایک خود سر و برگشتہ بخت الٹ کے گرا
صفیہ تخت پہ بیٹھی تھیں تخت الٹ کے گرا

۲۸

اکھاڑا دست خدا نے جو باب خیبر کو
اتارا پار اسی پر سے اپنے لشکر کو
اٹھا کے ہاتھ پہ خندق کا پل کیا در کو
بہت عجب ہوا دیکھا جو سب نے حیدر کو
زہے بروئے زمیں دست کبریا کے پاؤں
بنے زیب شہ پر جبریل مرتضیٰؑ کے پاؤں

۲۹

بڑھے جو تیغ بکف آگے فاتح خیبر
کیا جو حملہ شیرانہ غیظ میں آ کر
وہ در تھا دست یداللہ میں بجائے سپر
تو دم میں ہو گیا تر بتر یہود کا لشکر
یہ حال دیکھ کے مرحب کو غم کمال ہوا
خدا کے شیر سے آمادۂ جدال ہوا

۳۰

مثال مار یہ پیچ و تاب جب کھایا
وہ زہر اگلنے لگا غیظ و قہر دکھلایا
فرس کو چھیڑ کے میدان جنگ میں آیا
سخن زباں پہ یہ لاف و گزاف کے لایا

بشر کی اصل ہے کیا مجھ سے دیو ڈرتے ہیں
میں وہ ہوں سام و نریمان و گیو ڈرتے ہیں

۳۱

وہ تیغ زن ہوں کہ ہے شعلہ بار میری حسام
فن نبرد میں شاگرد میرے رستم و سام
وہ جنگ جو ہوں کہ شہرت ہے روم سے تا شام
یلان دہر ہیں ہیبت سے لرزہ براندام

وغا کرے کوئی مجھ سے مجال یہ کب ہے
وحید عصر ہوں میں میرا نام مرحب ہے

۳۲

زبان حال سے شیر نے اُسے جواب دیا
نہ بھولے اصل کو انساں ہے خاک کا پتلا
نہیں غرور و تکبر کبھی بشر کو روا
ہے کبریا کیلئے کبر لایق و زیبا

یہ کیا کہا بشر و دیو مجھ سے ڈرتے ہیں
خدا سے ڈرتے جو ہیں کب وہ تجھ سے ڈرتے ہیں

۳۳

پسند صلح کرے جنگجو نہ ہو انساں
ہنر دکھا کے ہمیں گوئے و بس ہمیں میداں
سلامتی ہے اگر اسلام کا ہے تو خواہاں
ہے تیغ زن تو اگر میں بھی ہوں شہ مرداں

خدا کا بندہ محمدؐ کا میں برادر ہوں
جو تیرا نام ہے مرحب تو میں بھی حیدر ہوں

۴۴

غضب خدا کا یہ پندار اور یہ دعویٰ
غلط سمجھتا ہے کج فہم آپ کو یکتا

غرور و کبر میں استاد ہے تو شیطاں کا
وحید و واحد و فرد و ماجد ہی ذات خدا

نہیں ہے دیر ابھی دیکھ لے گا جو ہو گا
اگر ہے ایک تو تیغ دو سر سے دو ہو گا

۴۵

یہ سن کے کھینچ لی سر جب نے میاں سے تلوار
علم ادھر بھی ہوئی ذوالفقار صاعقہ بار

شقی نے زور سے بھرپور اک لگایا وار
لگائی آپ نے بھی ہاتھ کی ضرب اک بار

وہ تیز دستی اشہ سے نہ بچ سکا ہٹ کر
کلائی اس کی مع تیغ گر پڑی کٹ کر

۴۶

شکست اس نے سر دست ایسی جب پائی
غرور سر سے گیا جسم سے توانائی

یہ صدمہ قلب پہ پہنچا کہ روح تھرائی
جو ماں نے کی تھی نصیحت اسے وہ یاد آئی

کہا تھا ماں نے کہ سب سے مقابلہ کرنا
جو ہو اسد تو نہ اس سے مقابلہ کرنا

۴۷

خیال آتے ہی یہ ڈر گیا وہ بد انجام
یہ اس سے کہنے لگے مسکرا کے شاہ انام

کہا علیؑ سے کوئی اور بھی ہے آپکا نام
ہے ایک نام اسد اللہ میرا اے ناکام

سنا جو نام دل خود پسند تھرایا
حواس جاتے رہے بند بند تھرایا

۳۸

ہوا جو شیرِ الٰہی کے رعب کا وہ شکار — تو بزدلی نے کہا اس سے لے تو راہ فرار
مگر خیال ملامت سے ہوگیا ناچار — نہ تھی مجال فرار اور تھی نہ تاب قرار

کوئی کمندِ قضا سے نکل نہیں سکتا
شکار شیر کے آگے سے ٹل نہیں سکتا

ساقی نامہ

۳۹

کرم کر اے مرے ساقی مدد کا ہے ہنگام — پلا دے بادۂ عرفاں کا اک چھلکتا جام
چڑھے جو نشہ تو آساں ہو یہ مشکل کام — علم سنان قلم ہو کہ جنگ ہو یہ تمام

دو نیم پیکر نخوت شعار ہو جائے
یہ خامۂ دو زباں ذوالفقار ہو جائے

۴۰

تری ثنا سے قلم جبرئیل کا ہے پر — نہیں یہ صفحۂ قرطاس ہے در خیبر
رقم کروں میں ظفر تیرے نام نامی پر — دکھاؤں لشکرِ اعدا ہوا جو زیر و زبر

ہر اک کے پیش نظر وہ کتاب خیبر ہو
ہو جس میں فصل تو خندق کی باب خیبر ہو

۴۱

قدم سے تیرے ہوئے معرکے جہاد کے سر — نہیں ہے جنگ کے سر کرنے ہی میں ترا ہنر
کہ ایک ضرب تری حسبِ قولِ پیغمبر — ہے دو جہاں کی عبادت سے افضل اے سرور

نہ کیوں ہو روح عبادت یہ تیری مے ساقی
کہ ذکر تیرا خدا کا ہے ذکر اے ساقی

۴۲
ہے آبِ کوثر و تسنیم کا زلالی شراب — مے حرام میں بھی ہے تجھے حلال شراب
عیاں یہ کرتی ہے ساقی ترا جلال شراب — برنگِ خونِ عدو ہے جو لال لال شراب

وہ مے پلا رہوں میدان میں سرخرو ساقی
بہے گا تیرے عدو کا ابھی لہو ساقی
۴۳

مدام ہے لبِ ساغر پہ تیرا افسانہ — تری تمنا سے ہی میدانِ جنگ میخانہ
عدو کے کاسۂ سر کا بنا دے پیمانہ — بڑھائیں جوشِ وغا نعرہ ہائے مستانہ

اِدھر شراب تو لا سے بادہ خوار پیئے
اُدھر عدو کا لہو تیری ذوالفقار پیئے
۴۴

جھجکتا آیا جو ہنستا انس کر سپر موذی — تو لے کے تیغ ادھر سے بڑھا خدا کا ولی
وہ ابرؤوں پہ شکن پڑ گئی چڑھی تیوری — وہ حیدری کیا نعرہ وہ آستین الٹی

وہ ذوالفقار کھینچی ہے برش دکھانے کو
وہ دیکھو آ گئے جبریل پر بچھانے کو
۴۵

سپر کو تیغ نے مثلِ خیارِ تر کاٹا — غضب کا کاٹ تھا خود و سر کا خود و سر کاٹا
چلی تو سینۂ مرحب کو تا کمر کاٹا — بڑھی تو زین و فرس کو بکر و فر کاٹا

گری تو خونِ عدو دم میں چاٹ کر اٹھی
اٹھی تو شہپرِ جبریل کاٹ کر اٹھی

۴۶

جب ایک وار میں مرحب سا یل و دونیم ہوا
خوشی سے دی لب قدرت نے مرحبا کی صدا
کہا تھا مخبر صادق نے جو ہوا پورا
یہود یونکا غرور اس شکست سے ٹوٹا
نوید نصرت حق مرتضیٰؑ کے ساتھ آئی
خدا کے ہاتھ سے خیبر کی فتح ہاتھ آئی

۴۷

شقی کی صورت ہستی بگاڑ کر پلٹے
نفاق و کفر کی بستی اجاڑ کر پلٹے
نشان شوکت اسلام گاڑ کر پلٹے
کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑ کر پلٹے
شکست دم میں سپاہ عدو کو دیکے پھرے
مہم کو سر کیا مرحب کے سر کو لیکے پھرے

۴۸

ٹھہر ذرا اے قلم واقعہ نگار اس جا
کہ ہے ابھی مجھے خیبر سے بدر میں جانا
ہلال تیغ علیؑ جنگ بدر میں چمکا
مجاہدین کے سر فتح کا رہا سہرا
عجیب فتح طرب خیز و دل کشا یہہ ہے
علیؑ و فاطمہؑ کے عقد کی بنا یہہ ہے

۴۹

مہ صیام تھا ہجرت کا دوسرا تھا سال
کہ جنگ بدر کا چمکا ستارۂ اقبال
ہزار لشکر کفار میں تھے بد اعمال
ادھر تھے ہم عدد جنگی غازی اہل کمال
ملائکہ ہوئے نازاں نبیؐ کی نصرت کی
خدا نے دین کی اس طرح سے حمایت کی

۵۰

عدو کی فوج میں تھا حرب کا بڑا ساماں
کمند و خنجر و گرز و خدنگ و تیغ و سناں
بھرا ہوا شتر و اسپ سے تھا سب میداں
سران فوج ابوجہل اور ابوسفیاں

جیالے منچلے مکہ کے نوجواں بھی تھے
ولید و عتبہ و شیبہ سے پہلواں بھی تھے

۵۱

نبیؐ کی فوج میں سامان حرب تھا یہ بس
ادھر قلیل کثیر اس طرف کس و ناکس
چھ سات تیغ و زرہ ستّر اونٹ ایک فرس
ہوئے جو مستیٔ کارزار اہل ہوس

نبیؐ نے حکم وغا لشکر جری کو دیا
نشان عسکر اسلام کا علیؑ کو دیا

۵۲

ہوا جو مستعد جنگ لشکر کفار
مقابل ان کے ہوئے غازیان اہل وقار
تو نکلے عتبہ و شیبہ ولید بدکردار
عبیدہ حمزۂ ذیجاہ و حیدرؑ کرار

سراک کے دل میں جو تھے حوصلے نکلنے لگے
کھنچی نیام سے تلوار وار چلنے لگے

۵۳

حریف شیر خدا تھا ولید بدانجام
کھنچی ادھر شہ صفدر کی تیغ خوں آشام
مقابل آپ کے آیا لگائی ضرب حسام
گری تو کر دیا دم بھر میں کام اس کا تمام

علیؑ کی تیغ دو دم سے نہ دم لیا اس نے
بس ایک وار میں دشمن کو دو کیا اس نے

٥٤

گیا جو آپ نے حملہ صفوفِ لشکر پر
نہ کس طرح چلے تیزی سے وہ سرِ لشکر
تو اور کھلنے لگے تیغِ تیز کے جوہر
کہ شہپرِ ملک الموت تھی حسامِ ظفر

رہی نہ دستِ اجل سے وہ خوش ادا پیچھے
یہ آگے رہتی تھی چلنے میں اور قضا پیچھے

٥٥

گری تو قصرِ تنِ سرکشاں ہلا کے اٹھی
اجل کے گھاٹ کا پانی پلا پلا کے اٹھی
ہر ایک تن پہ چمن زخم کا کھلا کے اٹھی
جلا کے ناریوں کو خاک میں ملا کے اٹھی

تباہ مثلِ بنی عاد ہو گئے ناری
ہوائے تیغ سے برباد ہو گئے ناری

٥٦

ہلالِ عید بھی قربانِ مہ لقا ایسی
پلٹ کے دیکھا نہ مل کو بھی جا ایسی
گلے ہر ایک لگاتا تھا دلربا ایسی
ہزار جان سے سب تھے فدا ادا ایسی

تھی لاجواب وہ سفّاک کج ادائی میں
کہ جان لیتی تھی ہر اک کی رونمائی میں

٥٧

دمِ حسام سے اعدا تھے سب لہو میں غرق
چمک تھی تیغِ ہلالی کی غرب سے تا شرق
جدا تھے صدر و کمر دست و پا و گردن و فرق
زبانِ مردم دیدہ پہ تھا یکاد البرق

چمک کے گرتی تھی شمشیر صاعقہ کردار
نظر میں پھرتی تھی تصویر یخطف الابصار

۵۸

کلید فتح تھی مشکل کشا کی تیغ دوسر
کھلا وہ عقدۂ دشوار جنگ ہوگئی سر
مجاہدین تو چودہ ہوئے شہید ادھر
معاندین ہوئے قتل اس طرف ستر

علیؑ نے قتل کیا اکثر ان جوانوں کو
ملایا خاک میں بتیس پہلوانوں کو

۵۹

خوشا جہاد غضنفر ذوالفقار شیر خدا
شجاعت ایسی کہ اعجاز جس سے ہے پیدا
ہوئے تھے جنگ میں زخمی جو اہل گرد و غا
جب ان سے پوچھا کہ مجروح تم کو کس نے کیا

ہر ایک دست خدا کا نشان دیتا تھا
علیؑ کا نام بتا کر وہ جان دیتا تھا

۶۰

پھرے مظفر و منصور جب شہ مرداں
تو آئے پیش رسول خدا بہ شوکت و شان
خوشی کا لشکر اسلام میں ہوا ساماں
علیؑ کی فتح سے کیوں خوش نہ ہو رسول زماں

شریک امر رسالت معین و یاور بھی
وصی بھی نفس بھی داماد بھی برادر بھی

۶۱

عطا ہوئی ہے جسے ذوالفقار وہ داماد
عروس فتح ہے جس پر نثار وہ داماد
امام جس کے پسر ہفت و چار وہ داماد
جسے خدا نے کیا ذی وقار وہ داماد

دلہن ہے ام حسینؑ اور ابوالحسنؑ دولہا
یگانہ دونوں جہاں میں ہیں یہ دلہن دولہا

عروس فکر ذرا دور کر حجاب اپنا
پھرا دے آنکھوں میں اب جلوۂ شباب اپنا

مطلع ۶۲

ہٹا دے چہرۂ پر نور سے نقاب اپنا
دکھا دے آئینۂ حسن لاجواب اپنا

ہو بزم شاد وہ شادی کی داستاں لکھوں
علیؑ و فاطمہؑ کے عقد کا بیاں لکھوں

۶۳

خوشا عروسیٔ زہراؑ علیؑ کی دامادی
ملی ہے ناز سے ہم کو برات آزادی

کہ جس سے ہو گئی دو نوجواں کی آبادی
خوشی سے کی ہے خدا و نبیؐ نے یہ شادی

دلہن تو لخت دل و جان شاہ بطحا ہے
خدا کے گھر میں جو پیدا ہوا وہ دولہا ہے

۶۴

ہوا بہار عروسی کا باغ میں ساماں
جو نغمہ سنج ہیں سب طائران خوش الحاں

نہیں ہیں ذرّے جبیں تر میں ہیں ہوا افشاں
چمن میں بزم عروسی کا بندھ گیا ہے سماں

شگفتہ ہوتے ہیں گل بوئے گل نکلتی ہے
صبا درختوں میں عطر عروس ملتی ہے

۶۵

چمن میں ناز سے مشاطۂ بہار آئی
لگایا سرمہ تو نرگس نے پائی بینائی

ملی جو کنگھی تو سنبل کی رخ پہ صبا چھائی
بڑھائی غالیہ مل کر گلوں کی روشنائی

بہار باغ کا اب جم گیا سراسر رنگ
خوشی ہے لالہ و گل کھیلتے ہیں مل کر رنگ

۶۶

ہوئی ہے تازہ نہالان باغ کی کثرت
وفور لالہ و گل سے سوا ہوئی زینت
بہار کے ہیں یہ مہمان ان کی ہے دعوت
بنا ہے صحن چمن ایک خوان پر نعمت

غذا جو ملتی ہے پیتے ہیں اور کھاتے ہیں
نہال ہوتے ہیں آب و ہوا وہ پاتے ہیں

۶۷

چمن ہے جلوہ گہ ناز نو عروس بہار
بندھا ہے پھولوں کا گلشن کے جو پہ بندھنوار
گلوں میں تازہ نہالوں کے ہیں گندھے ہار
ملی ہو مہندی تو ہے سرخ سرخ دست چنار

نکالیں پٹیاں سنبل کی زلف پرخم نے
روش کی مانگ بھری موتیوں سے شبنم نے

۶۸

کیا ہے رخت مشجر چمن نے زیب بدن
دھڑی ہے مستی کی زینت وہ لب سوسن
خمیدہ شاخ ثمردار کی ہے یوں گردن
جھکائے شرم سے جسطرح اپنے سر کو دلہن

قبائے سرخ پہنکر تنے ہوئے ہیں شجر
لدے ہیں پھولوں سے دولھا بنے ہوئے ہیں شجر

۶۹

بہار آتے ہی دور خزاں ہوا ماضی
نکھر گیا چمن ایسی ہے شان فیاضی
بنا ہے بزم طرب باغ فصل گل قاضی
وصال پر گل و بلبل بھی ہو گئے راضی

فسانہ سنتے ہیں سب ان کی رسم الفت کا
بندھا جو عقد تو عقدہ کھلا محبت کا

۷۰

ہے آسمان پہ شادی کا اور ہی ساماں
دلہن بنی ہے ہر اک حور شاد ہیں غلماں
بہار نو سے ہیں سرسبز بوستان جناں
بسا ہے عطر سے جنت کے گلشن امکاں
خوشی سے جوش میں تسنیم و کوثر آئے ہیں
درخت سدرہ و طوبیٰ نے کُھلے پائے ہیں

۷۱

ہوئے ہیں خلد میں مسرور جملہ حور العین
ملائکہ سے ہوا ارشاد رب عرش بریں
پڑھیں وہ سورۂ طٰہٰ و سورۂ یٰسین
کہ جمع چرخ چہارم پہ ہوں بصد آئیں
خدا کے نور سے معمور بیت النور ہے
وہاں رکھا ہوا پر نور ایک منبر ہے

۷۲

فرشتہ ایک فصیح و بلیغ ہے راحیل
وہ چڑھ کے منبر پر نور پر بصد تبجیل
ہوا ہے اس کو یہ ارشاد پاک رب جلیل
پڑھے نکاح کا اک خطبہ بے نظیر و عدیل
ملک نے خطبۂ فرخندہ جب تمام کیا
ملائکہ سے خدا نے یہ پھر کلام کیا

۷۳

کنیز و عبد مرے خاص ہیں بتولؑ و علیؑ
رہو گواہ تم اس کے یہ میری ہے مرضی
نبیؐ کا بھائی ہے اک اور ایک بنت نبیؐ
کیا ہے عقد سعید انکا میں نے اب بخوشی
انہی سے سلسلہ جاری رہے گا حجت کا
رہے گا نسل میں انکی شرف امامت کا

۷۴

زمیں پہ بیاہ کا اس طرح سے ظہور ہوا
نبیؐ کو عقد کا اصحاب نے پیام دیا

کہ نو برس کی ہوئیں جب جناب خیر ن[illegible]
جواب میں یہی ارشاد مصطفیٰ نے کی[illegible]

نہیں اس امر اہم میں کچھ اختیار مرا
گرہ کو عقد کے کھولے گا کردگار مرا

۷۵

نبیؐ کے پاس پھر آئے امین وحی خدا
حضور سے ہے یہ ارشاد رب ارض و سما

پس از درود و سلام خدا یہ عرض کیا
کہ وصل نور سے ہو نور کا بصدق و صفا[illegible]

ستارہ اتریگا جس کے مکاں میں زہرا کا
اسی سے کیجئے گا آپ عقد زہرا کا

۷۶

ہوئے یہ سن کے بہت شاد شاہ جن و بشر
طمع میں آ گئے اصحاب ذکر یہ سنکر

منادی فجر صادق نے سب کو پھر یہ خبر
ہر ایک تھا متمنی کہ بخت ہو یاور

یہ حال تھا شب جمعہ بصد طرب آئی!
ستارہ اتریگا جس میں وہ نیک شب آئی

۷۷

گیا جو خلوت مغرب میں خسرو خاور
نجوم کا تن لیلائے شب میں تھا زیور

تو آسماں پہ ہوئے جلوہ گر مہ و اختر
تھی سر سے پاؤں تلک اوڑھے وہ نور کی چادر

وہ شب سعید و ضیا پاش و نیک اختر تھی
شب برات و شب قدر سے بھی بہتر تھی

۷۸

کئے صحابہ نے عیش و سرور کے ساماں — خوشی سے خوب سنوارے ہر اک نے اپنے مکاں
تھے آئینہ کی طرح صاف حجرہ و دالاں — بچھایا فرش، گئے ان میں پردے آویزاں

بجز رشکِ تتاری ہی سب معطر تھے
وفورِ نورِ چراغاں سے گھر منور تھے

۷۹

زمیں پہ شمع و چراغ آسماں پہ اختر — ادھر ہے روشنی ان کی ضیا ہے ان کی ادھر
فضائے ارض و سما نور کا بنا منظر — ستارۂ زہرہ کا تاباں ہے اوجِ گردوں پر

فلک کی سمت ہر امیدوار تکتا ہے
کہ اب ستارہ مرے بخت کا چمکتا ہے

۸۰

ہے سقفِ خانہ پہ استادہ احمدِ مختار — جھکائے سر بھی عقب میں شغول خوش کردار
علی مکاں میں مشغولِ طاعتِ غفار — اور انتظار میں اصحابِ مصطفیٰ بیدار

نزولِ زہرہ کا تھا شوق دل میں جن جن کے
بسر وہ کر رہے تھے رات تارے گن گن کے

۸۱

جب آئے گیسوئے لیلائے لیل تا بہ کمر — جدا فلک سے ہوا کوکبِ ہمایوں فر
نگاہِ شوق تھی سب کی جمی ہوئی اس پر — ہر ایک کی تھی یہ خواہش کہ اترے میرے گھر

شرف وہ پائیگا وہ جس پہ مہرِ داور ہو
ملے گا اوج یہ اس کو جو نیک اختر ہو

۸۲

زمیں کی سمت چمکتا ہوا وہ آتا تھا
پیام وصلت سعدین وہ سناتا تھا
خدا کی شان ضیا پاشیاں دکھاتا تھا
خوشا کمال کہ پستی سے اوج پاتا تھا
شرف ملا در حیدر کی جبہ سائی کا
ستارہ بن گیا آئینہ خود نمائی کا

۸۳

علیؑ کے گھر میں جو اترا وہ کوکب روشن
کمال شاد ہوئے حیدر و رسول زمن
کہا ادب سے مبارک حضور کو یہ دلہن
رواں ستارہ ہوا سوئے آسماں فوراً
زمیں سے مثل دعائے سحر چلا کوکب
فلک پہ بن کے دعا کا اثر چلا کوکب

۸۴

ہوس تھی عقد کی جنکو ہوئی وہ مہر سے سوا
اتر نے ٹھہرنے چڑھنے کا وقت آتا تھا
ستارہ مثل نظر آسماں پہ پہونچا
کہ جتنی دیر میں تسبیح فاطمہؑ ہو ادا
شب برات تھی شب کام یہ سعید ہوا
ہوئی سحر تو وہ دن سب کو روز عید ہوا

۸۵

اتر کے کوٹھے سے مسجد میں آئے خیر الوریٰ
فلک پہ حق نے کیا عقد حیدر و زہرا
صحابہ اور اعزہ کو جمع کر کے کہا
عمل کروں میں یہاں ہے مجھے یہ حکم خدا
یہ کہہ کے حکم وہ جاری کیا پیمبر نے
علیؑ سے کر دیا زہراؑ کا عقد سرور نے

۸۶

درود پڑھنے لگے حاضرین پاک نہاد
کیا عقیل سے خیر البشرؐ نے جب ارشاد

ہر اک نے احمدؐ و حیدرؑ کو دی مبارکباد
تو بانٹے سب کو مویز و رطب بخاطر شاد

صحابہ خوش ہوئے حلوائے انگبیں کھا کے
جو تھا ولیمہ میں عقد علیؑ و زہراؑ کے

۸۷

دلہن بتولؑ کو اب بی بیاں بناتی ہیں
خوشی ہے ایسی کہ پھولے نہیں سماتی ہیں

لباس خاص خدیجہؑ انھیں پنہاتی ہیں
کس انبساط سے حوریں جناں سے آئی ہیں

لباس و زیور جنت بھی ساتھ لائی ہیں
وہ سب کنیزئ خیر النساؑ میں آئی ہیں

۸۸

تن عروس میں پیراہن طہارت ہے
تو زیب دوش مقدس ردائے رحمت ہے

ضیا فگن سر انور پہ تاج عصمت ہے
دلہن بنی ہوئی گویا خدا کی قدرت ہے

کمال حسن ازل ضو فگن ہے حجلہ میں
نبیؐ کے سینہ میں دل یا دلہن ہے حجلہ میں

۸۹

عروس پاک کی رخصت کا وقت جب آیا
شرف سواری زہراؑ کا اسپ نے پایا

رسولؐ نے فرس خوش لجام منگوایا
لجام لینے کا سلماں کو فخر ہاتھ آیا

فرس کے گرد بصد عز و شاں بنی ہاشم
درود پڑھتے ہوئے تھے رواں بنی ہاشم

۹۰

فرشتے ساتھ تھے ستر ہزار مثل خدم
رواں جلو میں تھے میکال و جبرئیل بہم
دکھاتے جاتے تھے غلمان و حور جاہ و حشم
نثار رحمت معبود تھی قدم بہ قدم

بہار گلشن ایماں سوئے چمن آئی
اس احترام سے دولھا کے گھر دلہن آئی

۹۱

کبھی ہوئی نہیں اس آب و تاب کی شادی
علیؑ سے بنت رسالتمآبؐ کی شادی
جہاں میں جیسی ہوئی بوتراب کی شادی
اک آفتاب سے اک ماہتاب کی شادی

اسی قرآن سے تابندہ نیرین ہوئے
جہاں میں متولد حسنؑ حسینؑ ہوئے

۹۲

کلید گلشن فردوس ہے ثنائے حسینؑ
نہ کس طرح سر عرش بریں ہو جائے حسینؑ
ولائے ائمہؑ و غفار ہے ولائے حسینؑ
کہ سجدہ گاہ ملائک ہے نقش پائے حسینؑ

خم ان کے در پہ جو فرق نیاز کرتا ہے
خدا جہاں میں اسے سرفراز کرتا ہے

۹۳

ضیائے عرش بریں مہر مشرقین حسینؑ
خدا کا نور محمدؐ کا نور عین حسینؑ
علیؑ کی جان دل فاطمہؑ کا چین حسینؑ
لکھا ہوا دل مومن پہ ہے حسینؑ حسینؑ

بلند ذروۂ ادرک سے مقام ان کا
نگین خاتم قدرت پہ نقش نام ان کا

۹۴

جنابِ خامسِ آلِ عبا یہی تو ہیں — وسیلۂ کرمِ کبریا یہی تو ہیں
ہمارے دردِ گنہ کی دوا یہی تو ہیں — مسیحِ نسخۂ خاکِ شفا یہی تو ہیں

ذخیرۂ صدفِ نشاتینؑ امام حسینؑ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین

۹۵

چمک رہے ہیں بزرگوں کے آپ میں جوہر — ملی ہے عقلِ عقیل اور سطوتِ جعفرؑ
بتولؑ پاک کی عصمت شجاعتِ حیدرؑ — عیاں ہے حسنِ حسنؑ اور خلقِ پیغمبرؐ

کمالِ مرتبۂ خلّتِ خلیل ملا
امامِ خلق بنے منصبِ جلیل ملا

۹۶

یہ عہد وہ ہے کہ معبود کو ہی جس پر ناز — حریمِ قدس کا روزِ ازل سے محرمِ راز
اسی کی ذات کو درگاہِ حق سے سرافراز بنایا — حقیقت اس کی ہوئی کاشفِ حجابِ مجاز

خدا کے قلزمِ الفت کا آشنا ہے یہ
سفینۂ نوحؑ کا عترت ہے ناخدا ہی یہ

۹۷

کیا حسینؑ نے قائم جہاں میں دینِ خدا — انہی کی نسل میں ہے سلسلہ امامت کا
نواں ہے ان کا جو فرزند خاتم الخلفا — زمیں کو نور سے ایمان کے وہ بھر دیگا

نبود مصلحتِ حق پدر تمام کند
اگر پدر نتواند پسر تمام کند

۹۸

خدا کے نور سے مشتق حسینؑ کا ہے نور
انہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں حور و قصور
تمام خلق سے پہلے ہوا انہی کا ظہور
جھلک تھی ایک انہی نور کی تو لمعۂ طور
انہی کا نور تھا جس نے یہ ضو فشانی کی
کلیمؑ سمجھے حقیقت کو لن ترانی کی

۹۹

جہاں میں ہوتا ہے نور حسینؑ جلوہ نما
نہاں جو راز تھا ہوتا ہے آج وہ پیدا
بنا ہے مطلع انوار خانۂ زہراؑ
جناں سے آئی ہے خدمت کو واسطے العبا
وہ فرش پاک ہے بیت الشرف میں زہراؑ کے
جسے بچھایا ہے حوروں نے خلد سے آ کے

۱۰۰

کہاں ہے اے مرے ساقی ہے لطف کا ہنگام
چلے وہ جام کہ میرا بخیر ہو انجام
پھر آج مجھکو پلا ساغر مئے گلفام
ہو آسمان خم مئے تو آفتاب ہو جام
ہو دور ساغر صہبائے ناب اے ساقی
پھر آج پھیر دے تو آفتاب اے ساقی

۱۰۱

ازل سے کوثر و تسنیم کا ہے تو مختار
نہ تجھ سا کوئی ہے ساقی نہ مجھ سا ہے میخوار
مئے ولا سے ہے تیری غدیر خم سرشار
تری عطا کے فدا دور ہو چلے ہیں چار
ثنائے خامس آل عبا زباں پر ہے
کہ میں ہوں پنجتنی پانچواں یہ ساغر ہے

١٠٢

صفی ہے رند ترا کامیاب کر دے اسے
تمام میکشوں میں انتخاب کر دے اسے
پھر آج سرخوش صہبائے ناب کر دے اسے
جو بے زوال ہو وہ آفتاب کر دے اسے

دل اس کے پھیر دے میکش وہ خاص تیرا ہے
کہ اک اشارہ میں خورشید تو نے پھیرا ہے

١٠٣

شراب لطف ساقی مدام پیتا ہوں
زباں سے لیتا ہوں ساقی کا نام پیتا ہوں
سیاہ مست ہوں میں صبح و شام پیتا ہوں
نہیں ہے اس کے سوا کوئی کام پیتا ہوں

وہ مجھکو مست مئے بیخودی جو پاتا ہے
میں جتنی پیتا ہوں ساقی مجھے پلاتا ہے

١٠٤

خوشا نصیب کہ تجھ سا مجھے ملا ساقی
زیادہ آئینۂ دل کی ہو جلا ساقی
پلا چکا ہے جو مئے پھر وہی پلا ساقی
خدا پسند ہے تیری مئے ولا ساقی

یہ میرے حصہ میں روز ازل سے آئی ہے
خدا نے خود یہ شراب ولا پلائی ہے

١٠٥

جو بے مثال ہے ساقی تو لاجواب شراب
نہ کیوں ہو راہبر جادۂ ثواب شراب
ہے آسمان اگر خم تو آفتاب شراب
مراد آئینۂ بلغ سے ہے شراب شراب

کمال دین خدا لا کلام ہے اس میں
رضا و نعمت باری تمام ہے اس میں

١٠٦

نہ بوئے عطر ہے ایسی نہ مشک نافے کی بو
ہمارے جام گلی میں ہے بوتراب کی بو
مئے ولا کی گلابی میں ہے گلاب کی بو
بسی ہوئی ہے کفن میں اسی شراب کی بو

جواب دوں گا نکیرین کو یہ مستی میں
تمام عمر کٹی میری مے پرستی میں

١٠٧

میں تیرا مست ہوں تو جانتا ہے ہاں ساقی
بھرے ہیں ذوق بلے سے دل و زباں ساقی
ہوا ہے دور الست اس کا امتحاں ساقی
دکھا دے بزم ازل کا وہی سماں ساقی

نہاں نظر سے حجاب مجاز ہو جائے
عیاں حریم حقیقت کا راز ہو جائے

١٠٨

ہوا ہے مہر حقیقت جہاں میں آج عیاں
وہ آسمان ہدیٰ کے ستارہ تاباں
حسینؑ باعث ایجاد عالم امکاں
خدا کے عاشق جانباز و جان جہاں

خدا کے فضل سے یہ مالک شفاعت ہیں
خطا ملک کی بھی بخشی گئی وہ رحمت ہیں

١٠٩

فرشتہ ایک ہے جس کا ہے نام دردائیل
یہ اس کی قوت پرواز کا ہے وصف قلیل
ملے ہیں سولہ ہزار اس کو پر ہے یہ تفصیل
کہ شرق و غرب کرے دم میں طے بہ تعجیل

ارادہ اس نے کیا آزمائے قوت کو
وہ اڑ کے دیکھ لے عرش خدا کی وسعت کو

۱۱۰

خدا نے کر دیئے اسکے دو چند جب پر و بال — ارادہ یا نسو اڑنے میں اسکو گزرے سال
رہی نہ طاقت پرواز ہوگیا یہ حال — ملک تھے ہوش اڑے دیکھکر خدا کا جلال

ہوا نہ اپنے ارادہ میں کامیاب آخر
وہ کبریا کا ہوا مورد عتاب آخر

۱۱۱

پر اس فرشتے کے مقراض قہر نے کتری — وہ پایہ گاہ ملائک سے گر پڑا نیچے
کئی ہزار برس اس کو اس طرح گزرے — کہ مبتلا رہا قہر و غضب میں خالق کے

کسی کو ہمدم و ہمدرد جب نہ پاتا تھا
خود اپنے حال پہ وہ اشک خوں بہاتا تھا

۱۱۲

ہوئی جو پنجم شعبان جہاں میں جلوہ نما — کہ جس میں خامس آل عبا ہوے پیدا
ہوا یہ مالک دوزخ کو حکم رب علا — کمال جوش پہ ہے آج میرا بحر عطا

سقر بجھا دے کہ ناری بھی پائیں جنت آج
ولی حق کی زمانہ میں ہے ولادت آج

۱۱۳

ہوا یہ خازن جنت کو حکم اے رضواں — کر آج اور بھی آراستہ تمام جناں
خدا کا پہونچا یہ روح الامیں کو بھی فرماں — کہ سو کرور ملک ساتھ لیکے تو ہو رواں

مری طرف سے ادا رسم کر مسرت کی
حبیب خاص کو دے تہنیت ولادت کی

۱۱۴

ملائکہ کو لئے ساتھ جبرئیل چلے ــــ براق کا زین مرصع تھا گھوڑی ابلق کے
لئے حربے نور کے ہاتھوں میں ان فرشتوں کے ــــ اس احتشام سے سب اس مقام سے گزرے
غم و الم میں جہاں مبتلا تھا دردائیل
شکستہ بال پریشاں پڑا تھا دردائیل

۱۱۵

جب اس جلوس کو اس دردمند نے دیکھا ــــ تو جبرئیل سے پوچھا کہ ماجرا ہے کیا
زمیں پہ کیوں ہے نزول سقدر ملائک کا ــــ یہ کیسی شب ہے قیامت ہوئی ہے کیا برپا
کہا نہیں یہ شب افرالسعادت ہے
حسینؑ ابن علیؑ کی شب ولادت ہے

۱۱۶

دیا ہے حق نے محمدؐ کو دوسرا یہ پسر ــــ ادا کریں گے ہم اب رسم تہنیت جاکر
یہ سن کے کہنے لگا بس وہ بیکس بے پر ــــ میں تم کو دیتا ہوں سوگند خالق اکبر
ادا جو تہنیت اے میرے مہرباں کرنا
یہ حال زار مرا شاہ سے بیاں کرنا

۱۱۷

یہ عرض کرنا کہ امداد کا ہے اب ہنگام ــــ اگر اس عذاب میں مدت سے مبتلا ہے غلام
حضور شاہ جب آیا وہ پیک نیک نام ــــ کہا خدا کی طرف سے پس از درود و سلام
یہ نور عین یہ لخت جگر مبارک ہو
مرے حبیب تمہیں یہ پسر مبارک ہو

۱۱۸

ادا جو کر چکے پیغام تہنیت جبریل
سنا جو یہ متاثر ہوئے رسول جلیل
تو پھر نبیؐ سے کیا عرض دردائیل
ہوئے دعا کے لئے مستعد بصد تعجیل

نبیؐ کے ہاتھوں پہ فرزند خوش جمال آیا
وہ دیکھو پنجۂ خورشید میں ہلال آیا

۱۱۹

اٹھا کے ہاتھوں پہ اپنے پسر کو پیغمبرؐ
دعا یہ کرنے لگے حق سے شاہ جن و بشر
مجھے حسینؑ کے حق کی قسم ہے اے داور
قسم ہے تجھ کو ترے حق کی [illegible]

بحل کر اپنی عطا سے خطائے دردائیل
ترے کرم سے پر و بال پائے دردائیل

۱۲۰

عزیز و رتبۂ شبیرؑ نامور دیکھو
عطائے ایزد غفار اک نظر دیکھو
دعائے احمد مختارؐ کا اثر دیکھو
دوبارہ پائے فرشتے نے بال و پر دیکھو

اڑا زمیں سے فلک پر بکرّ و فر پہونچا
ملا یہ اوج کہ اپنے مقام پر پہونچا

۱۲۱

کس افتخار سے تھی اسکے لب پہ یہ تقریر
غلام سبط پیمبرؐ ہوں میں خوشا تقدیر
ملی حسینؑ کے صدقہ میں عزت و توقیر
لقب ملا ہے آزاد کردۂ شبیرؑ

ادب سے لیتے نہیں اس کا نام اہل جناں
پکارتے ہیں لقب سے تمام اہل جناں

۱۲۲

صفی بھی آپ کا ادنیٰ غلام ہے یا شاہ
نہیں سوا در دولت کے کوئی جائے پناہ

شمار سے بھی زیادہ ہیں اسکے جرم و گناہ
نگاہ رحمت و لطف اس پہ ہو للہ

اماں عذاب جہنم سے دیجئے مولا
شفاعت اس کی قیامت میں کیجئے مولا

تمام شد

سال تصنیف ۱۳۵۱ ہجری

هو المعبود

مسدس ولادت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

(۱)

پھر گلشن عالم میں بہار آئی ہے
رت بدلی ہے گھنگھور گھٹا چھائی ہے

پھر مژدۂ گل باد صبا لائی ہے
سبزان چمن نے تازگی پائی ہے

چلنے سے صبا کے ہر شجر سبز ہوا
پامال ہوا سبزہ تو سر سبز ہوا

٢

ہے ابر سپید خیمۂ لیلائے بہار
سنبل نہیں۔ ہے زلف چلیپائے بہار
ہر سرو لب جو قامت زیبائے بہار
نرگس ہی کہ ہے دیدۂ بینائے بہار
رخسار ہیں گل اور دہن غنچہ ہے
گلشن گویا بہار کا چہرہ ہے

٣

آنے سے بہار کے ہوا باغ آباد
اب بلبل و قمری نہ کریں گے فریاد
شمشاد ہوا بند خزاں سے آزاد
وصل گل و سرو سے ہیں دونوں دلشاد
ہے ہجر کا ڈر نہ خوف بیداد کا ہے
دھڑکا گلچیں کا ہے نہ صیاد کا ہے

٤

ہیں گل تو ہزار رنگ کے اک گلشن
پھولوں نے نسیم کا لیا ہے دامن
سو طرح کی صد برگ دکھاتا ہے پھبن
اترائی ہوئی پھرتی ہے مابین چمن
کیا عطر فشاں و غالیہ بار ہے باغ
گلزار نہیں طبلۂ عطار ہے باغ

٥

کیا قوت نامیہ بھی ہے زوروں پر
سنبل کی بھی زلف آگئی تا بہ کمر
ہو ہو گئے نونہال بڑھ بڑھ کے شجر
غنچے دم بھر میں بن گئے ہیں گل تر
اک ساتھ جو فیض نامیہ پاتے ہیں
پتے پھل پھول سب نکل آتے ہیں

۶

منظور گلوں کو ہے جو اپنی زینت
شوخی رنگت میں اور زیبا طلعت
زیب تن نازک ہے گلابی خلعت
جھک کر نہروں میں دیکھتے ہیں صورت

اللہ رے صفا عقل کو حیرانی ہے
آئینہ سے شفاف سوا پانی ہے

۷

ہر باغ میں اقسام کے نورس ہیں ثمر
میووں سے سوا ثمر زیر سر شاخ شجر
خوشبو خوش رنگ خوش مزہ تازہ و تر
پتوں نے چھپا رکھا ہے اپنے اندر

آفت کوئی نہ دفعتاً آ جائے
ان کو نظر بد نہ کہیں کھا جائے

۸

چلتی ہے نسیم سحری رہ رہ کے
خوشبو پھیلی چمن میں جب گل مہکے
غنچے چٹکے ادہر عنادل چہکے
مرغان چمن پھرتے ہیں بہکے بہکے

بوندیں پڑنے لگیں گھٹا چھائی ہے
ہاں میکشو اب تمہاری بن آئی ہے

۹

اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی آتی ہے نسیم
چلتی ہے چمن میں گل کھلاتی ہے نسیم
سوئے ہوئے سبزہ کو جگاتی ہے نسیم
ہنس دیتے ہیں گل جو گدگداتی ہے نسیم

چلنے سے ہوا کے ڈالیاں ہلتی ہیں
کس شوق سے آپس میں گلے ملتی ہیں

۱۰

کنگھی شانہ ہے زلف سنبل کے لئے
سامان طرب ہیں جمع بلبل کے لئے
مشاطہ صبا ہے شاہد گل کے لئے
بے چین ہیں مست ساغر مل کے لئے

بے مئے پئے کب یہ رند رہ سکتے ہیں
للچائی نظر سے تاک کو تکتے ہیں

۱۱

جاتا رہا موسم خزاں کا دھڑکا
چٹکی بھی اگر کلی تو بلبل بھڑکا
وہ برق کا رعد کا فلک پر کڑکا
برسی جو گھٹا شعلۂ لالہ بھڑکا

رغبت سے جوانان چمن تکتے ہیں
اس آتش بے دود سے پھل پکتے ہیں

۱۲

گلشن میں شگفتہ ہوئے سب گل بوٹے
فوارے بھی قید باغباں سے چھوٹے
گلہائے چمن نے درِ شبنم لوٹے
شاخوں سے جھڑے پھول ستارے ٹوٹے

ہے کاہکشاں بھی خوشہ چین گلشن
دیکھو یہ فلک ہے یا زمین گلشن

۱۳

گلشن کی عجب رنگ سے ہے تیاری
پتوں میں زمرد کی ہے رنگت ساری
یاقوت کی تختی ہے گلوں کی کیاری
کی ہے دُرِ شبنم نے مرصع کاری

سبزہ سے ہرا ہوگیا گہرا پانی
عکس زرِ گل سے ہے سنہرا پانی

۱۴

کیسی نظر افروز ہے یثرب کی بہار
صحرا سبز ہے مدینہ گلزار
آ آ کے نسیم باغ جنت ہر بار
بیت الشرف علیؑ پہ ہوتی ہے نثار

ہوتا ہے وہ گل باغ جہاں کی زینت
جب سے ہوئی گلزار جناں کی زینت

۱۵

وہ کون ہے گل جس سے ہوئی زینت زین
سیراب ریاض دیں بہار کونین
فرزند علیؑ فاطمہؑ کے نور العین
دلبند نبیؐ قلب حسنؑ جان حسینؑ

اعلیٰ ہے اگر اسم تو اچھی کنیت
ہے نام علیؑ ابو محمد کنیت

۱۶

سجاد کی توصیف جو ہے زیب رقم
سجدہ کو جھکا ہے دم تحریر قلم
لکھتا ہوں جو مدح عابد نیک شیم
ہے صفحۂ قرطاس مصلائے حرم

صاف آتی ہے کانوں میں نوائے تکبیر
خامہ کی صریر ہے صدائے تکبیر

۱۷

آرام دل سبط پیمبر ہیں یہ
نور نظر بتولؑ و حیدرؑ ہیں یہ
لخت جگر حضرت شبر ہیں یہ
روح تن عباسؑ دلاور ہیں یہ

اسلاف کے ان سے ہی شرف قائم ہیں
عمران کے جگر جان بنی ہاشم ہیں

١٨

دین ان کا ہے ملت و شریعت انکی
ہے اجر رسالت کا مودت انکی
قرآن سے ثابت ہے طہارت انکی
منصوص من اللہ امامت ان کی
ایمان کی شان جان اسلام ہیں یہ
ہاں نام خدا علیؑ کے ہمنام ہیں یہ

١٩

والد ہیں حسینؑ ابن علیؑ خاصۂ رب
اعلیٰ ہے حسب آپ کا والا ہے نسب
ہیں شاہ زناں والدہ فرخندہ لقب
یہ فخر عجم اور یہ ہیں فخر عرب
ذی منزلت و جاہ و شرف والا ہیں
بحرین شرف کے گوہر یکتا ہیں

٢٠

کثرت سے ہیں القاب امام امجد
سجاد ذکی امین خاشع زاہد
ہیں ذو الثفنات ابو الائمہ عابد
عدل و متہجد ہیں کتب میں وارد
ہے سید ساجدین بھی مولا کا لقب
ہے زین العابدین بھی آقا کا لقب

٢١

مشغول نماز ایک دن تھے مولا
ہیں خیر البشر جو آدم آل عبا
شیطان لعین بشکل افعی آیا
اس وجہ سے ابلیس تھا دشمن انکا
سجاد کے پاؤں کو چبایا اس نے
دانتوں سے انگوٹھے کو دبایا اس نے

٢٢

شعلے بھی نکل رہے تھے اسکے منہ سے
دنداں تھے تیز سر بھی اسکے دس تھے
آنکھیں تھیں سرخ جیسے دو انگارے
حضرت پہ شریر نے شرارے پھونکے

تھا حال وہی پیش خدا حضرت کا
سر کا بھی نہیں پاؤں ذرا حضرت کا

٢٣

اللہ رے حضور قلب محبوبیت شاہ
کیا طاقت ابلیس رجیم و گمراہ
فرق اس میں نہ آسکا یہی معبود گواہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

فارغ جو نماز سے شہنشاہ ہوئے
ابلیس کی شیطنت سے آگاہ ہوئے

٢٤

فرمایا کہ بس دور ہو اے شعبدہ باز
ظاہر ہوا یوں شہ کی فضیلت کا راز
پھر حضرت عابدؑ ہوئے مشغول نماز
آنے لگی صاف کان میں یہ آواز

ہاتف نے کہا زین عبادت تو ہی
لاریب کہ عابدوں کی زینت تو ہے

٢٥

مشہور کتاب ہے بحار الانوار
تھا بلخ میں ایک مرد مومن دیندار
اس میں تابندہ ہیں در شہوار
خوشرو خوش خلق خوش عمل خوش کردار

ایمان کا تھا نور اس کی آب و گل میں
رکھتا تھا ولائے آل احمدؐ دل میں

٢٦

مکہ میں وہ حج کے لئے آتا اکثر — کرتا تھا وہاں سے پھر مدینہ کا سفر

وہ کرکے زیارتِ رسولِ داور — پھر خدمتِ سجادؑ میں حاضر ہو کر

لاتا تھا جو ہدیے ساتھ گزرانتا تھا

حضرت کو امامِ وقت وہ جانتا تھا

٢٧

رہتا تھا مہمانِ امامِ باذل — ہوتی تھی خدا کی اس پہ رحمت نازل

کونین کی نعمتیں وہ کرکے حاصل — جاتا تھا وطن کو پھر محبِ کامل!

یہ خوبیٔ قسمت اور سعادت اس کی

ہر سال تھی اس طرح کی عادت اس کی

٢٨

زوجہ نے ایک دن کیا اس سے سوال — کس کو دیتا ہے تو یہ ہدیے ہر سال

اس شخص سے تجھ کو عقیدت ہے کمال — کچھ اس کی محبت کا نہیں کھلتا حال

تحفے ہدیے ہمیشہ وہ لیتا ہے

تجھکو بھی وہ ان کے عوض دیتا ہے

٢٩

سنکر زوجہ کی بات اس نے یہ کہا — لیجاتا ہوں جن کی نذر کو میں ہدیہ

وہ حجتِ حق ہیں شاہِ دین و دنیا — خلقت کی جو ملک ہے وہ ہے مال ان کا

فرزندِ نبیؐ خلیفۃ اللہ بھی ہیں

ہم سب کے امام ہیں شہنشاہ بھی ہیں

۳۰

چپ ہو گئی زوجہ نے سنا جب یہ کلام
گھر سے وہ چلا حج کا جب آیا ہنگام
حج سے فارغ ہوا جو وہ نیک انجام
پھر آکے مدینہ میں کیا اس نے مقام
آیا در شہ پہ لی اجازت اس نے
کی اپنے امام کی زیارت اس نے

۳۱

آداب بجا لایا قدمبوس ہوا
اس وقت شہ امام کھاتے تھے غذا
مہمان کی نبی کی حضور والا نے صلا
اس کو بھی شریک خوان نعمت میں کیا
فارغ ہوئے کھانے سے تو آقا اٹھے
رزاق کا شکر کر کے مولا اٹھے

۳۲

یہ پاک ل آفتابہ لے کر اٹھا
کی عرض دہلاؤنگا میں دست مولا
مہمان ہے تو یہ شہ والا نے کہا
کس طرح دہلا سکتا ہے تو ہاتھ بھلا
مہمان نے کہا کہ آرزو ہے میری
گر ہاتھ دہلاؤں آبرو ہے میری

۳۳

فرمایا اگر ہے یہی تیری مرضی
لے ہاتھ دہلا اس میں ہے میری بھی خوشی
دکھلاؤں گا وہ چیز قسم ہے حق کی
ہو جائینگی جس سے تیری آنکھیں ٹھنڈی
پانی جو وہ ڈالتا تھا خوش ہوتے تھے
ہاتھ اپنے امام دو جہاں دھوتے تھے

٣٤

جس وقت کہ ثلث طشت پانی سے بھرا
اس نے کہا پانی ہی یہ اے بحر عطا
پوچھا حضرت نے اسمیں کیا ہے بتلا
فرمایا نہیں غور سے تو دیکھ ذرا
جب اس کو یہ حکم شہ ذیجاہ ہوا
پانی یاقوت سرخ ناگاہ ہوا

٣٥

فرمایا پھر اس سے اور تو پانی ڈال
کیا چیز ہے اس طشت میں اے نیک خصال
ڈالا اس نے تو پھر کیا شہ نے سوال
بولا پانی ہے اس میں شبیر کے لال
فرمایا سب زمرد اخضر ہے
تو دیکھ یہ شان قدرت داور ہے

٣٦

پانی ڈال اور۔ بولے پھر شاہ انام
پوچھا حضرت نے کیا ہے اے خوش انجام
ڈالا پانی تو بھر گیا طشت تمام
بولا پانی ہے اے در بحر مرام
فرمایا ہمارے مرتبے والا ہیں
پانی یہ نہیں لولو لالا ہیں

٣٧

جس وقت بنا کان جواہر وہ لگن
مہمان کا بھر دیا سخی نے دامن
آنکھیں ہوئیں اس اہل وفا کی روشن
فرمایا کہ لیجا تو اسے سوئے وطن
تحفوں کا عوض نہ دے سکے ہم بھائی
جو کچھ کہ دیا یہ ہے بہت کم بھائی

۳۸

اپنی بی بی کو تو یہ دے لیجا کے — کرنا تو اس سے عذر موقع پا کے
مہماں نے سر جھکا لیا شرما کے — کہنے لگا چوم کر قدم مولا کے

کیونکر ہوتے زوجہ کے سخن سے واقف
ہیں آپ ہر اک سر و علن سے واقف

۳۹

لے کر وہ جواہر جو وطن میں پہونچا — زوجہ سے تمام ماجرا ذکر کیا
وہی اس نے قسم اور یہ شوہر نے کہا — تو خدمت مولا میں مجھے بھی لیجا

حج کے لئے جب وہ نیک اختر نکلا
زوجہ کو بھی اپنی ساتھ لے کر نکلا

۴۰

رستہ ہی میں بیمار ہوئی وہ عورت — نزدیک مدینہ ہوئی اسکی رحلت
نازل ہوئی شوہر پہ سفر میں آفت — روتا ہوا حاضر ہوا پیش حضرت

مطلع ثانی

کی عرض کہ قسمت نے دغا کی مولا
حضرت کی کنیز نے قضا کی مولا

۴۱

اے طبع رواں اور روانی دکھلا — پیری میں بہار نوجوانی دکھلا
ہاں قوت اعجاز بیانی دکھلا — سرچشمۂ آب زندگانی دکھلا

مضمون جو مردہ ہو وہ زندہ ہو جائے
ہر سانس حریف دم عیسیٰ ہو جائے

۴۲

ہو صفحۂ قرطاس خضر کا داماں
خامہ سے ٹپکنے لگے آب حیواں

لفظوں میں نئی روح معانی ہو رواں
قم قم کی صدا صریر کلک دو زباں

جان آگئی مردہ میں یہہ ہنگامہ ہو
انگشت مسیحا یہہ مرا خامہ ہو

۴۳

دیکھو وہ اٹھے اور پڑہی شہ نے نماز
کی حق سے مناجات بصد عجز و نیاز

پھر کہنے لگے اس سے یہ سلطان حجاز
جا اب زوجہ کو دیکھ کھل جائیگا راز

ہے فیض الٰہی سے ہر اک شئے زندہ
اللہ نے اس کو کر دیا ہے زندہ

۴۴

مولا نے جو یہہ حکم اُسے فرمایا
سننا تھا کہ دل پیام عشرت لایا

روتا وہ گیا تھا گھر میں ہنستا آیا
زوجہ کو یہاں صحیح و سالم پایا

جب سامنے شوہر کے بصد شان آئی
دیکھا زندہ تو جان میں جان آئی

۴۵

پوچھا شوہر نے حال تو یوں بولی
جب روح بدن سے ملک الموت نے لی

چاہا لے جائے آسماں پر جلدی
آیا ناگاہ ایک مرد مدنی

پھر کہنے لگی بیان شمائل شہ کے
شوہر نے کہا زہے فضائل شہ کے

۴۶

اس طرح سے کہنے لگی وہ نیک انجام
حضرت کے قدم چوم لئے بعد سلام

دیکھی ملک الموت نے جب شکل امام
بولے کہ ہو تم حجت حق شاہ انام

مولا نے جواب سے انھیں شاد کیا
پھر یوں ملک الموت سے ارشاد کیا

۴۷

تم ڈال دو روح اب بدن میں اسکے
مانگی ہے دعا میں نے یہ اپنے رب سے

یہ مومنہ آرہی تھی مجھ سے ملنے
دہ تیس برس اور اسے زندہ رکھے

سن لی تقریر شاہ عالی اس نے
پھر روح مرے جسم میں ڈالی اس نے

۴۸

لے کر شوہر کو ساتھ وہ اہل ولا
سجاد کو دیکھتے ہی اس نے یہ کہا

آئی بہ ادب حضور شاہ دوسرا
واللہ یہ ہے سیّد و مولا میرا

پھر آب حیات اس نے پلایا مجھ کو
مردہ تھی اسی نے تو جلایا مجھ کو

۴۹

کہہ کہہ کے یہ چومتی تھی پائے سرور
آباد ہوا پھر ان کا اجڑا ہوا گھر

اللہ رے الطاف شہ جن و بشر
کر دی دو نوں نے بس وہیں عمر بسر

زندہ کیا مومنہ کو دولت بخشی
دونوں کو عجب طرح سے نعمت بخشی

۵۰

بے مانگے یہ محتاج کو زر دیتے ہیں
دامن در مقصود سے بھر دیتے ہیں
یاقوت و زمرد و گہر دیتے ہیں
مرجائے اگر تو زندہ کر دیتے ہیں

کیا بندگئ خدا کے پابند ہیں یہ
کہتے ہیں مسیحا کہ خداوند ہیں یہ

۵۱

ممکن نہیں لکھ سکوں میں حضرت کی ثنا
اب حال ولادت شہ ہر دوسرا
یہ حجت خالق ہیں یہ ہیں نور خدا
کرتا ہوں بیاں سنیں تمام اہل ولا

گلزار مدینہ کی فضا بدلی ہے
ہے آمد فصل گل ہوا بدلی ہے

۵۲

ساقی ہے یہی تو میکشی کا ہنگام
تیرا مشہور شش جہت میں ہے نام
بے بادہ زباں کر نہیں سکتی کچھ کام
دے آج مجھے چھٹا چھلکتا ہوا جام

بڑھنے لگے میگسار ساقی نامہ
یہ بھی رہے یادگار ساقی نامہ

۵۳

تیرا ہوں پرانا بادہ خوار اے ساقی
سب سے پہلے مجھے پکار اے ساقی
نشہ کا نہو کبھی اتار اے ساقی
مستی میں بھی ہوں میں ہوشیار اے ساقی

لغزش جب پاؤں میں ذرا پاؤں گا
تیرے دامن سے میں لپٹ جاؤں گا

۵۴

ساقی ہے یاد مجھکو وہ روز الست
پھر عہد غدیر خم کا ہوں بادہ پرست

اس مئے سے ہوئی تھی روح میری جب مست
جان و دل رند تو ہماں بیثاقست

۵۵

پیمانہ کشی ہے دین و مذہب میرا
پیماں شکنی نہیں ہے مشرب میرا

چھوٹے گا نہ میخانہ کا باب اے ساقی
خاکی ہوں میں تو ہے بوتراب اے ساقی

مٹی نہ ہو رند کی خراب اے ساقی
بھر دے جام گلی شتاب اے ساقی

۵۶

خلقت ہے مقر اسی شئے سے میری
طینت ہے مخمر اسی مئے سے میری

ہمسر ترا ہے کون احمدؐ کے سوا
حق میں دونوں کے حق عطا لطف عطا

عاشق ہے خدا کا تو وہ معشوق خدا
فرماتا ہے ارشاد کہ لولاک لما

۵۷

ہیں مالک و مختار خدائی دونوں
کونین کی ہیں علت غائی دونوں

ہیں احمدؐ مختار بدن سر تو ہے
احمدؐ ہیں نبیؐ ولیؑ داور تو ہے

حضرت ہیں مدینہ علم کا در تو ہے
وہ رحمت حق نفس پیمبرؐ تو ہے

میخانہ کا دونوں سے شرف باقی ہے
وہ پیر مغاں میرے ہیں تو ساقی ہے

٥٨

ساقی تیرا ہے۔ مست میرا ہے لقب
ہوں رند ہے میرا مئے پرستی مذہب

تیرا طالب ہوں کیا کسی سے مطلب
سلمان و ابوذر ہیں مرے ہم مشرب

مرنے والے ہوں یا ہوں جینے والے
ہیں ایک ہی میکدے کے پینے والے

٥٩

تجھ سے اے شاہ عرب ڈرتا ہوں
مئے پیتا ہوں قاضی سے میں کب ڈرتا ہوں

ہے قہر خدا تیرا غضب ڈرتا ہوں
ڈرتا تھا نہ پہلے ہی نہ اب ڈرتا ہوں

دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی
راضی ہم ہیں تو خود ڈرے گا قاضی

٦٠

مستوں کے دلوں میں آرزو تیری ہے
دیوانوں کو تیرے جستجو تیری ہے

رندوں کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
صہبائے ولا میں رنگ و بو تیری ہے

رند اس میں جو کیف زندگی پاتے ہیں
پیتے پیتے ہی اس کو مر جاتے ہیں

٦١

ایمان کی ہے روح تیری الفت کی شراب
قرآن سے حلال ہے یہ حرمت کی شراب

ہے اجر رسالت کا مودت کی شراب
ہے آب بقا تیری ولایت کی شراب

کیوں جان نہ دوں میں ایسے جینے کیلئے
زندہ ہوں یہی شراب پینے کے لئے

٦٢

میں اس مئے الفت کو سدا پیتا ہوں
پوشیدہ نہیں میں برملا پیتا ہوں
ہر دم یہ مئے روح فزا پیتا ہو[ں]
گھر ہو مسجد ہو جا بجا پیتا ہو[ں]

زاہد کی مجھے نہ پارسائی چوری
بندوں کی نہ چوری نہ خدا کی چوری

٦٣

منکر کہے گر ہزار توبہ توبہ
ہوا ور گنہ کا بار توبہ توبہ
اس مے کرے میگسار توبہ تو[بہ]
بخشے گا نہ کردگار توبہ توبہ

مجھ سے میکش سے مے کہیں چھوٹیگی
توبہ کی ہی نہیں تو کیا ٹوٹے گی

٦٤

ظہرۂ یوم خمیس پنجم شعبان
مولد ہے مدینہ رسول ذیشان
سن تھا اڑتیس شادمانی کا نشا[ن]
روشن ہوا عابد کی ولادت سے جہا[ں]

آفاق سب اس نور سے معمور ہوئے
ماں باپ چچا بحال مسرور ہوئے

٦٥

سبحان اللہ آپ پیدا ہوئے جب
سجاد اسی سے ہوا حضرت کا لقب
پہلے سب سے ادا کیا سجدۂ رب
تحنیک کی والد نے دیا منہ میں طیب

آغوش میں خیعم صمد کے آیا
خورشید قرین برج اسد کے آیا

	(۱۹)	
تپ کی شدت میں یہ ہوئی نظم تمام		صحت حاصل ہوئی یہ پایا انعام
سجادؑ ہیں اے صفیؔ مسیحائے انام		معصوم چھٹے ہیں اور چوتھے ہیں امام

کس حسن سے یہ ذکر مقدس لکھا
کیا وزنِ رباعی میں مسدس لکھا

تمام شد

هُوَ العَالِمُ

مسدس ولادت حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام

(۱)

پرچم کشا ہے ملک سخن میں نشانِ علم	ہے شمع بزم عقل و خرد داستان علم
مستغنی از بیان ہے بزرگی شانِ علم	شرح کتاب نطق ہے حسن بیانِ علم

دیباچۂ صحیفۂ فطرت یہی تو ہے
شیرازۂ بیاض حقیقت یہی تو ہے

۲

ہے روشنی سے علم کی روشن یہ شش جہات
مفتاح عقل کاشف اسرار حکمیات
مصباح نور بادیٔ کل چشمۂ حیات
دریائے فیض ابر عطا کشتیٔ نجات

ہاں ناخدائے زورق کون و مکاں ہے علم
عالم تمام جسم ہے اور جان جاں ہے علم

۳

محتاج سب ہیں علم کے سلطاں ہو یا فقیر
درماندگی میں ہے یہی انساں کا دستگیر
ہے نعمت خدائے طفل و جوان و پیر
دولت ملے یہ جس کو ہے بیشک وہی امیر

باغ وجود سے نہ گل مدعا ملا
پایا اگر نہ علم تو انساں کو کیا ملا

۴

افلاک و برق و انجم و خورشید و ماہتاب
انہار و بر و بحر و چمن معدن و دواب
دشت و جبال و آتش و باد و زمین و آب
برگ و گل و ثمر و شجر و شبنم و سحاب

عقل بشر کی خوب بڑھی شان علم سے
ان سب سے نفع لیتا ہے انسان علم سے

۵

لاریب علم سے ہی فضیلت ملی اسے
خیر کثیر مل گیا حکمت ملی اسے
دونوں جہاں کی دولت و نعمت ملی اسے
سب اس کی طرف خدا کی خلافت ملی اسے

حق نے ملائکہ کو یہ مرتبہ دیا
آدم کو علم دے کے خلیفہ بنا دیا

۶

عزت بشر کی علم سے ذلت ہی جہل سے — رفعت بشر کی علم سے نکبت ہی جہل سے
دولت ہی علم سے تو فلاکت ہی جہل سے — راحت ہے علم سے تو مصیبت ہی جہل سے
یہ نور ہے وہ نار یہ گل ہے وہ خار ہے
وہ قہر حق ہے یہ رحمت پروردگار ہے

۷

اکسیر یہ وہ خاک یہ یاقوت وہ حجر — تریاق یہ وہ زہر وہ ہے عیب یہ ہنر
وہ موت یہ حیات یہ درماں وہ درد سر — دوزخ وہ یہ بہشت وہ رہزن یہ راہبر
وصف اس کا کیا لکھوں کہ حقیقت میں کیا ہے علم
ہے انتہا کہ شامل ذات خدا ہے علم

۸

تفصیل ہو علوم کی منظور یہ نہیں — ارباب علم جانتے ہیں انکو بالیقیں
دو قسم کے ہیں علم پسندیدہ و متین — ان میں ہے ایک علم بدن ایک علم دیں
تحصیل علم دیں کی ہے واجب بفرض حق
مسلم ہو یا کہ مسلمہ دونوں پہ فرض ہے

۹

تحصیل علم دیں کا شرف کیا کروں بیاں — جو سیکھتا ہے طفل ہو یا پیر یا جواں
کرتے ہیں اسکے حق میں دعا ہو کے یکزباں — طائر ہوا میں اور سمندر میں مچھلیاں
جاتا ہے گھر سے علم و عمل کی جو چاہ میں
کرتے ہیں پر ملائکہ فرش اسکی راہ میں

۱۰

ہے فرق بیں مرتبۂ عالم و جہول
انسان کا کس طرح سے ہو انعام میں شمول
ظلمت ہے وہ یہ نور وہ کانٹا ہے اور یہ پھول
مردہ ہے وہ یہ زندہ وہ امت ہے یہ رسول

کیا ہو بیان جاہل و عالم کی شان کا
ہے صاف ان میں فرق زمین آسمان کا

۱۱

عالم کا ہے جو مرتبہ کیا مجھ سے ہو بیاں
قرآن اور حدیث سے ہے منزلت عیاں
کہتا ہے اسکے حق میں یہ خلاق انس و جاں
خوف خدا فقط علما کو ہے بے گماں

ذرہ تو آفتاب کا ہمسر نہیں کبھی
بے علم و اہل علم برابر نہیں کبھی

۱۲

فرماتے ہیں یہ حضرت محبوب کبریا
ہیں میرے دین کے علما مثل انبیا
اکرام عالموں کا بس اکرام ہے مرا
اللہ کیا شرف علما کو ہوا عطا

رنگیں انھیں سے باغ معاش و معاد ہے
اور خون سے شہیدوں کے افضل مداد ہے

۱۳

فرماتے ہیں محمد باقر شہ امام
عالم وہ جس کے علم سے ہو نفع خاص و عام
احیائے علم دیں میں جو کرتا ہے اہتمام
ہفتاد عابدوں سے ہے افضل وہ لاکلام

تعلیم دوسروں کو کرے جو نکات علم
فرماتے ہیں امام کہ یہ ہے زکوٰۃ علم

۱۴

ن و بشر کو خلق جو اللہ نے کیا — مقصد یہ ہے کہ اسکی عبادت کریں ادا
جے ہدایت خلق اس نے رہنما — بندوں کو اپنے لطف سے پھر حکم یہ دیا

رہبر کو ڈھونڈو راہ جو پہچانتے نہو
پوچھو تم اہل ذکر سے گر جانتے نہو

۱۵

اہل ذکر آل محمدؐ ہیں لا کلام — حق نے دیا ہے علم لدنی انہیں تمام
ئب ہیں اب امام زماں ہادی انام — پھر دین کے امور کا کیونکر ہو انتظام

ان عالموں سے شرع نبیؐ کی نمود ہے
اک نعمت خدا علما کا وجود ہے

۱۶

ل و متاع دہر سے انکو نہیں ہے کام — بس جانتے ہیں علم کو دولت یہ لاکلام
حصیل علم دیں میں [illegible] یہ منہمک مدام — مانند شمع جسم گھلاتے ہیں صبح و شام

راتوں کو جاگتے ہیں یہ سب محو خواب ہیں
اس امر کے گواہ چراغ و کتاب ہیں

۱۷

تحصیل علم دیں میں اٹھائیں یہ مشقتیں — جھیلیں بڑی خوشی سے پڑیں جو مصیبتیں
نزدیک تکلیفیں رہیں اور ہو دور راحتیں — گویا حرام ان پہ ہیں دنیا کی نعمتیں

راحت سے کچھ غرض ہے نہ آرام سے ہے کام
مطلب نہیں کسی سے فقط کام سے ہے کام

١٨

تقویٰ شعار ان کا عدالت ہی انکا کام
قابو میں اپنے نفس کو رکھتے ہیں مدام
ترویج دیں میں کاٹتے ہیں زندگی تمام
آئینہ علم کا عمل ان کا ہے لاکلام
عابد بھی ہیں حلیم بھی ہیں پارسا بھی ہیں
مذہب کے مقتدی بھی ہیں اور مقتدا بھی ہیں

١٩

عالم وہ ہے جو علم پر اپنے عمل کرے
جو وعظ و پند و ذکر کرے بر محل کرے
احکام شرع میں نہ وہ رد و بدل کرے
مشکل کو دین کی وہ دیانت سے حل کرے
رکھے غرض نہ دولت و شوکت نہ شان سے
ترویج دیں کرے وہ قلم سے زبان سے

٢٠

فرماتے ہیں رسولؐ خدا سید العرب
قرآن اور مسجد و عالم حضور رب
حکم خدا سے ہوگا قیامت کا روز جب
آکر کریں گے عرض کہ ہیں داد خواہ سب
بندے ترے ہمارا شرف جانتے نہ تھے
دی ہے جو تو نے قدر وہ پہچانتے نہ تھے

٢١

قرآن یوں کہے گا کہ اے رب دو سرا
پوچھی نہ بات تک مجھے مہجور ہی رکھا
ہے مجھ کو تیرے بندوں سے مطلق یہی گلا
دل میرا پارہ پارہ اسی غم سے ہو گیا
کیسا عمل کہ ان کو تلاوت بھی شاق تھی
عزت مری جہان میں بالائے طاق تھی

٢٢

مسجد کریگی عرض کہ اے خالقِ انام
ان کو نہیں تھا پایہ شناسی سے میری کام
بندوں نے خاک بھی نہ کیا میرا احترام
کرتے تھے وہ گھروں میں عبادت صباح و شام

بھولے سے بھی نماز کو آتا نہ تھا کوئی
شب کو چراغ تک بھی جلاتا نہ تھا کوئی

٢٣

گویا زبانِ حال سے ہے عالمِ غریب
چھینک آئے گر تو دوڑتے تھے یہ سوئے طبیب
دنیا میں تیرے بندوں کی حالت تھی کچھ عجیب
لیکن کبھی نہ آتا تھا کوئی میرے قریب

یوں دور بھاگتے تھے وہ مجھ گوشہ گیر سے
خالی کمان ہوتی ہے جس طرح تیر سے

٢٤

تھے نفس کی ہوا و ہوس سے کمال شاد
احکامِ دیں سے کام نہ عالم سے اعتقاد
قرآن کا علم تھا نہ حدیثیں تھیں انکو یاد
خود رائی ایسی کرتے تھے ہر سبب میں اجتہاد

آزاد ہم رہیں یہی ہر اک کو ذوق تھا
تقلیدِ عالم ان کو گلوگیر طوق تھا

٢٥

افسوس ہو گیا ہے یہی اب ہمارا حال
نفرت حرام سے ہے نہ ہے رغبتِ حلال
ہے آخرت کی فکر نہ اندیشۂ مآل
دنیا میں منہمک ہیں نہیں دین کا خیال

اس بے وفا زمانہ میں اب تو یہ غدر ہے
عزت ہے علمِ دیں کی نہ عالم کی قدر ہے

۲۶

تعلیم مذہبی ہوئی متروک ہم میں آہ
کثرتِ گناہ کی جو ہوئی دل ہوئے سیاہ
ہم بھی ہوئے تباہ اور اولاد بھی تباہ
مذہب کا نام لینا بھی اب ہو گیا گناہ
اب قوم پر اثر علما کا نہیں رہا
کیوں کر ڈریں کہ خوف خدا کا نہیں رہا

۲۷

احمدؐ ہیں شہرِ علم علیؑ اس کے باب ہیں
یہ وارثِ علومِ رسالت مآبؐ ہیں
حکمت کا گھر نبیؐ ہیں تو در بو ترابؑ ہیں
فضلِ خدا سے عالمِ علم الکتاب ہیں
رتبہ یہ ہر نبیؐ وصی کو نہیں ملا
ان کو ملا جو علم کسی کو نہیں ملا

۲۸

وارثِ علیؑ کے علم کے گیارہ امام ہیں
سبطینؑ و عابدؑ عالی مقام ہیں
یہ سب کے سب خلیفۂ خیر الانام ہیں
باقرؑ امامِ پنجم ذی احترام ہیں

مطلع ثانی

سیراب تھا جہان اسی آبِ حیات سے
چشمے بہے علوم کے حضرت کی ذات سے

۲۹

لب پر ثنائے باقرؑ عرش احتشام ہے
ہمنام ہے رسولؐ کا یہ وہ امام ہے
میری زباں کو وصفِ محمدؐ سے کام ہے
یہ نام قابلِ صلوٰۃ و سلام ہے
اس باغباں سے گلشنِ ایماں ہرا ہوا
سینہ میں سب کے علمِ لدنی بھرا ہوا

۳۰

سلطان دیں خدیو عجم خسرو عرب
باقر اس آفتاب امامت کا ہے لقب
مولائے خلق والئ عالم ولی رب
روشن ہے مثل مہر درخشاں حسب نسب

۳۱

ابن علیؑ ہیں فاطمہؑ کے نور عین ہیں
نانا حسنؑ ہیں آپ کے دادا حسینؑ ہیں

کہف الوریٰ پناہ زمین و امن سما
بدر الدجےٰ مروج دیں مہر اصطفا
شمس الضحےٰ سراج یقیں نور کبریا
نور الہدےٰ امام مبیں حجت خدا

۳۲

آدمؑ سے پہلے نور کا ان کے ظہور تھا
سجدہ ملائکہ نے کیا یہ وہ نور تھا

ہاں مومنو یہ فخر و مباہات کی ہے جا
مختار خلق حافظ دیں حجت خدا
ایسا امام تم کو خدا نے عطا کیا
مہر سپہر عز و شرف نور کبریا

۳۳

ممکن نہیں کسی سے جو ان کی ثنا کرے
عاجز جہاں ہو عقل تو انسان کیا کرے

ان کے جو ہیں عدو وہ حقیر و ذلیل ہیں
یہ رہنما ہیں دین خدا کی دلیل ہیں
ان کے غلام فضل خدا سے جلیل ہیں
فخر کلیمؑ و نوحؑ و مسیحؑ و خلیلؑ ہیں

دو معجزے سناتا ہوں میں اب امام کے
سنکر محبّ ہوں شاد شہ خاص و عام کے

۳۴

جابر نے کی یہ عرض کہ اے شاہ نیک خو
ارض و سما کی سیر خدا نے خلیل کو
دکھلائی کس طرح ذرا ارشاد تو کرو
تا چشم دل میں نور بصیرت زیادہ ہو
سن کر بیان جابر خوش اعتقاد کو
دکھلایا شہ نے قدرت رب عباد کو

۳۵

ہاتھ اپنا سوئے چرخ اٹھایا امام نے
نکلی ضیائے مہر مبیں دست پاک سے
کیا تاب آسکے ید بیضا جو سامنے
فرمایا دیکھ لے ملکوت آسمان کے
قدرت دکھائی اپنی جو رب جلیل نے
دیکھا تھا آسمانوں کو یوں ہی خلیل نے

۳۶

جابر کا ہاتھ تھام کے پھر شاہ نیک اساس
حجرے میں آئے اور تبدل کیا لباس
فرمایا تیرا ہم کو بہت ہی لحاظ و پاس
آنکھوں کو بند کر لے ذرا اے خدا شناس
دکھلاؤں گا میں اب ملکوت زمیں تجھے
مثل خلیل آئے گا جس سے یقیں تجھے

۳۷

کیں بند آنکھیں اس نے تو بولے شہ انام
تم جانتے بھی ہو کہ یہ ہے کونسا مقام
جابر نے کی یہ عرض نہیں جانتا غلام
فرمایا شہ نے ہے ظلمات اس جگہ کا نام
جابر کھڑے ہوئے ہو تم اس وقت جس جگہ
اک دن گزر ہوا تھا سکندر کا اس جگہ

۳۸

دیکھو خدا کی شان کرو چشم اپنی وا — جابر نے آنکھ کھولی تو حیرت ہوئی سوا
تاریکی ایسی تھی کہ نہیں جس کی انتہا — ظلمت کے ڈر سے نور بصر تھا چھپا ہوا

پیک نظر بھی خوف سے چلتا نہ تھا وہاں
خورشید کا چراغ بھی جلتا نہ تھا وہاں

۳۹

چل کر وہاں سے چند قدم شہ نے پھر کہا — جابر ہے تم کو علم کہ یہ کونسی ہے جا
کی عرض جانتا نہیں اے میرے رہنما — فرمایا یہ مقام ہے سر چشمۂ بقا

سیراب اسی سے خضر خجستہ صفات ہے
دیکھو بغور اس کو یہ عین الحیات ہے

۴۰

جابر بیان کرتے ہیں اس طرح سے مجھے — شاہ امام پانچ عوالم میں لے گئے
فرمایا ایسے بارہ ہیں عالم یہ جان لے — ہوتا ہے منتقل جو امام اس جہان سے

ان عالموں سے ایک میں اسکا مقام ہے
بس تا ظہور حجت آخر یہ کام ہے

۴۱

فرمایا پھر کہ بند کرو اپنی آنکھیں اب — کھولی جو آنکھ تو نظر آئی یہ شان رب
بیت الشرف میں بیٹھے ہوئے ہیں شہ عرب — ہے جسم پاک میں وہی پہلا لباس سب

ہونے نہ پائی دیر کچھ اس کار خیر میں
گزریں فقط تین ساعتیں حضرت کو سیر میں

۴۲

ہے دوسرا یہ معجزۂ حجت خدا
آنکھوں میں انکی نور بصارت نہ تھا ذرا
تھے اک ابوبصیر کہن سال و پارسا
تھا چشم دل میں نور بصیرت بھرا ہوا

دیکھی تھیں دو اماموں کی آنکھیں وہ پیر تھے
کنیت ابوبصیر تھی ایسے بصیر تھے

۴۳

کی ایک دن یہ حضرت باقرؑ سے التجا
انسانِ عین و روشنیٔ دیدۂ عطا
ہیں آپ نور چشم علیؑ جان مصطفیٰؐ
کحل البصر ہے کور کو حضرت کی خاک پا

چاہیں جو آپ خوبیٔ قسمت نصیب ہو
ہو لطف کی نظر تو بصارت نصیب ہو

۴۴

یہ سن کے پاس آئے امام فلک جناب
آنکھوں پہ دست پاک کو پھیرا جو بے حجاب
ذرہ یہ ہو گئی نظر مہر آفتاب
دکھلائی نور باصرہ نے فوراً آب و تاب

ابر سخا نے قطرہ کو دریا بنا دیا
عین عطا نے کور کو بینا بنا دیا

۴۵

آنکھیں ابوبصیر کی جس وقت کھل گئیں
اللہ رے کرامت و اعجاز شاہ دیں
تھیں جتنی چیزیں پیش نظر صاف دیکھ لیں
قوت نظر کو ایسی ملی جس کی حد نہیں

یہ تیز ہی نگاہ ملی چشم کور کو
تاریک شب میں دیکھ سکے پائے مور کو

۴۶

بولے ابو بصیر سے شاہ فلک جناب
دنیا پڑے گا حشر میں اللہ کو حساب
منظور ہو رہیں جو بصارت سے فیضیاب
انجام بیں نے سوچ کے شہ کو دیا جواب
اب خواہش بقائے بصارت نہیں مجھے
مولا حساب دینے کی طاقت نہیں مجھے

۴۷

آنکھوں پہ ہاتھ پھیر کے بولے امام دیں
مولا پھر آنکھیں طاقت اول پہ آگئیں
اب کچھ دکھائی دیتا ہے تم کو کہا نہیں
دیکھی خدا کی شان زیادہ ہوا یقیں
عین عطائے شاہ سے دولت ہوئی نصیب
حضرت کے روئے پاک کی رویت ہوئی نصیب

۴۸

کرتا ہوں اب ولادت باقر کا میں بیاں
پیر فلک بھی آج مسرت سے ہے جواں
میلاد کی ہے عید طرب ناک ہے جہاں
دکھلا رہا ہے عالم امکاں نیا سماں
بدلا ہے رنگ باغ جہاں آگئی بہار
گلشن نیا ہے پھول نئے ہیں نئی بہار

۴۹

باغ جہاں میں آئی عجب رنگ سے بہار
ابر سیاہ چھا گیا پڑنے لگی پھوار
سرسبز جس سے ہو گئے صحرا و کہسار
چمکی جو برق بڑھنے لگا جوش آبشار
دریا ہوئے رواں یہ عجب حال ہو گیا
پانی جو منجمد تھا وہ سیال ہو گیا

۵۱

فصلِ بہار آئی ہوئی زرد رو خزاں
برسیں گھٹائیں جھوم کے تو نہریں ہوئیں رواں
ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں بن گیا سماں
قوسِ قزح بدلنے لگی رنگ آسماں

شاداب باغ ہو گئے جنگل ہرے ہوئے
ہیں ابرِ تر کے فیض سے جل تھل بھرے ہوئے

۵۱

بن میں بہار اپنی دکھانے لگا ببول
سا کھو چنار ڈھاک نے کی تازگی حصول
پتے ہیں سبز سبز تو ہیں زرد زرد پھول
برگد کا حال عرض کروں نگا تو ہوگا طول

ہے سب سے سربلند یہ عالم ہے تاڑ کا
پھولوں سے ہی بھرا ہوا دامن پہاڑ کا

۵۲

چھائیں گھٹائیں بجلیاں چمکیں ہوا چلی
شادی سے گل ہنسے متبسم ہوئی کلی
پودے نہال ہو گئے ہر شاخ تر پھلی
گل پھولے بڑھ گئی دلِ بلبل کی بے کلی

پتوں کی آڑ میں ہیں ادھر گل حجاب سے
بلبل پھڑک رہی ہے ادھر اضطراب سے

۵۳

نرگس نے آنکھ کھولی تو دیکھا عجب سماں
سنتے ہیں گل بہارِ گلستاں کی داستاں
غنچے چٹک کے موسمِ گل کے ہیں مدح خواں
فوارے وصفِ ابرِ بہاری میں تر زباں

نہروں کے لب پہ ذکرِ رواں آبشار کا
سوسن بھی پڑھ رہی ہے وظیفہ بہار کا

۵۴

ہے موسم بہار کا صحرا میں بند و بست
جھیلوں کے آس پاس چرندوں کی ہے نشست
خوش ہیں اسد ترائی میں جنگل میں فیل مست
وہ کودنا چکاروں کا وہ آہوؤں کی جست
پھرتی غضب کی آگئی ہے ہاتھ پاؤں میں
بھرتے ہیں کیا زغندیں درختوں کی چھاؤں میں

۵۵

پیدا ہوئے شجر میں گل و غنچہ برگ و بار
زندہ زمین ہو گئی پھر شان کردگار
ہر شے سے نامیہ کا ہوا زور آشکار
ہر مردہ دل کے حق میں مسیحا ہوئی بہار
جان آگئی یہ ہو گیا عالم نبات میں
پانی اثر دکھاتا ہے آب حیات میں

۵۶

طائر ہوا میں اڑتے ہیں ملکر ادھر ادھر
چنتا ہے دانہ کوئی کوئی جھاڑتا ہے پر
کچھ ٹہنیوں پر بیٹھے ہیں کچھ ہیں زمین پر
تن صاف کوئی کرتا ہے ریتی میں لوٹ کر
اک تنکے لیکے چونچ میں جاتا ہے شاخ پر
اک اپنا آشیانہ بناتا ہے شاخ پر

۵۷

ساقی نثار تجھ پہ ترے جام کے نثار
قربان خم کے اور ترے جام کے نثار
میخانہ کے فدا ہے گلفام کے نثار
صدقہ عطا کے اور ترے انعام کے نثار
روز ولادت آج ہے میرے امام کا
دے جام ساتواں مجھے باقر کے نام کا

۵۸

تیری ولا نے سنگ کو جوہر بنا دیا
تیری ضیا نے ذرہ کو اختر بنا دیا
تیری عطا نے قطرہ کو گوہر بنا دیا
تیری ثنا نے مجھکو سخنور بنا دیا
حسن بیاں کا ملک معانی میں شور ہی
میں پیر ہوں سخن میں جوانی کا زور ہی

۵۹

پیاسا ہوں میں پلا مجھے جام شراب علم
بند آنکھ کیف سے ہو تو کھل جائے باب علم
لکھوں میں جس کے نشہ میں شرح کتاب علم
چشم بصیرت آج اٹھا دے حجاب علم
جلوہ دکھا کہ مست ہوں اور اہل ہوش ہوں
موسیٰ نہیں ہوں میں تو ترا بادہ نوش ہوں

۶۰

پرہیز شیخ کو ہے جو صہبائے ناب سے
میکش کو خوف کچھ نہیں روز حساب سے
کس طرح وہ بچے گا خدا کے عذاب سے
تر دامنی کو دھوتا ہے وہ اس شراب سے
جلتے گنہ اس آتش تر سے ہیں اس طرح
کھاتی ہے چوب خشک کو تیز آگ جس طرح

۶۱

دارائے نقد اجر رسالت ہی یہ شراب
گنجینۂ ہدایت و رحمت ہی یہ شراب
سرمایہ دار جنس شفاعت ہی یہ شراب
آئینۂ اصول شریعت ہے یہ شراب
توحید و عدل و شکل نبوت کو دیکھ لو
اس میں امامت اور قیامت کو دیکھ لو

٦٢

اقی میں کیا کہوں مجھے اس منہ سے کیا ملا
ایک قطرہ سے گہر مدعا ملا

سب کچھ اسی سے اے مرے بحرِ عطا ملا
جویائے حق کو خضرِ حقیقت نما ملا

قلبِ سلیم و نفسِ حق آگاہ مل گیا
تو مل گیا جو رند کو اللہ مل گیا

٦٣

اقی اسی شراب کی تھی جستجو مجھے
س کے سوا نہیں ہے کوئی آرزو مجھے

پائی تو دو جہاں میں ملی آبرو مجھے
دے جائے میکدہ میں پس از مرگ تو مجھے

ہو جائے وصل خاک مری خاک پاک سے
جام شراب بنتے رہیں میری خاک سے

٦٤

نجاہ و ہفت سال تھا اور غرۂ رجب
پیدا ہوئے خدیوِ عجم خسروِ عرب

روشن مدینہ ہو گیا چمکا وہ نور رجب
محفل میں اب درود پڑھیں مومنین سب

استادہ سب ادب سے ہوں تعظیم کیلئے
ہو جائیں خم حضور کی تسلیم کے لئے

٦٥

یوں کیجئے حسینؑ کو اب تہنیت ادا
عابدؑ سے عرض کیجئے اے سرورِ ہدا

پوتا مبارک آپ کو اے سبطِ مصطفیٰ
مسعود آپ کو ہو یہ فرزند مہ لقا

گھر کا اجالا آنکھوں کا تارا پسر ہے یہ
روشن ہے جس سے ارض و سما وہ قمر ہے یہ

۶۶

یوسف کہاں ہیں حسن ملاحت کو دیکھ لیں
عیسیٰ اس آفتاب امامت کو دیکھ لیں
موسیٰ بھی اس تجلی و طلعت کو دیکھ لیں
پڑھ کر درود چاند سی صورت کو دیکھ لیں

۶۷

وجہ حسن سے شان علیؑ کا ظہور ہے
تابندہ مہر رخ سے محمدؐ کا نور ہے

بس اے صفی زیادہ نہ دے اب سخن کو طول
تو بھی ہے مدح گستر ذریت رسولؐ
بزم طرب میں رحمت خالق کا ہے نزول
اگر لے دعا خدا سے کہ ہو جائیگی قبول

۶۸

جو کچھ طلب کرے گا سوا اس سے پائیگا
باقرؑ کے صدقہ سے ترا مطلب بر آئیگا

تمام شد

سال تصنیف ۲۵ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ

مسدس مبارکباد ولادت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

(۱)

یارب زباں کو صدق کی لذت نصیب ہو
صدیق سے کمال صداقت نصیب ہو
شیریں ہو کام جاں وہ حلاوت نصیب ہو
صادق جو ہیں لب انکی معیت نصیب ہو

لب پر مدام جوہر تقریر صدق ہو
میری زبان بولتی تصویر صدق ہو

۲

وقت صدق سے رہے میری زباں کو کام
ترجمانِ دل سخن صدق التیام
تاثیر سچی بات میں ہوتی ہے لا کلام
ثابت قدم رہوں میں دمِ امتحاں مدام

لغزش ذرا نہ ہو مرے پائے ثبات میں
سر بھی جدا ہو گر تو نہ فرق آئے بات میں

۳

صدق پر نظام تمدن کا انحصار
ں معاشِ خلق کا ہے صدق پر مدار
موقوف صدق پر ہے زمانہ کا کاروبار
دنیا میں صدق ہی سے بشر کا ہے اعتبار

جھوٹا ہے وہ اگر تو ہے انسان نام کا
موتی نہ ہو جو سچا ہے کوڑی کے کام کا

۴

ان کی نہ ہے عزت و توقیر صدق سے
جاتی ہے کلام میں تاثیر صدق سے
ہے اعتبار خوبیٔ تقریر صدق سے
نفس بشر کی ہوتی ہے تنویر صدق سے

صادق ہوئی جو صبح تو یہ مرتبہ ملا
مہرِ مبیں سا اس کو دل پر ضیا ملا

۵

دت بری ہے کذب کی واقف ہیں خاص و عام
ر و ذلیل رہتا ہے اس سے بشر مدام
ہوتا ہے برہم اس سے تمدن کا انتظام
ہر بات غیر معتبر اس کی ہے لا کلام

کب قابلِ وثوق کلامِ دروغ ہے
سچ کہتے ہیں دروغ جو ہے بے فروغ ہے

٦

انساں کو چاہئے نہ کرے آبرو کو خاک — داماں اعتبار کو ہونے نہ دے وہ چاک
آلائش دروغ سے رکھے زباں کو پاک — زہر گناہ سے نہ کرے آپ کو ہلاک
رتبہ میں صادقین کو ہر طرح فوق ہے
گردن میں کاذبین کی لعنت کا طوق ہے

٧

کاذب ہر ایک بات پہ کھاتا ہے جب قسم — ہوتی ہے اس کے حق میں یہ سوگند مثل سم
کرتا ہے اعتبار کو اپنے خود اور گم — تکرار ہو قسم کی یہ ہے اور ہی ستم
جو کچھ بھی اعتبار تھا معدوم ہو گیا
پکا دروغ گو ہے یہ معلوم ہو گیا

٨

آمادہ ہو دروغ بیانی پہ گر بشر — کرلے یہ طے کہ سچ نہ کہوں گا میں عمر بھر
کوشش بھی جھوٹ کہنے کی کرتا رہے مگر — بے سچ کہے نہ ہو گی کبھی زندگی ب
مشکل ہے کذب اور بہت آسان صدق ہے
نطق بشر ہے جسم اگر جان صدق ہے

٩

ہے لاکلام صادق مطلق وہی بشر — اطلاق کذب جس پہ کبھی ہو نہ عمر بھر
ہر قول و فعل اس کا ہو موقوف صدق پر — معصوم ہے وہی وہی سب کا ہے را
ارشاد ہے خدا کا یہ سن لو یقیں کے ساتھ
اللہ سے ڈرو رہو تم صادقیں کے ساتھ

مطلع ثانی ۱۰

اے شمع کلک جلوۂ نور خدا دکھا
اے فکر اوج نظم فصاحت نما دکھا
ہے نطق آج قوت ذہن رسا دکھا
اے طبع روئے شاہد صدق و صفا دکھا

حسن بیاں ہو مخبر صادق کے وصف میں
ناطق بیاں ہو مصحف ناطق کے وصف میں

۱۱

جعفر ہے نام نامی شاہنشہ انام
صادق لقب ہے آپ کا مشہور خاص و عام
معصوم آٹھویں ہیں یہ اور ہیں چھٹے امام
اجر رسالت ان کی مودت ہے لا کلام

مسکن سقر ہے دشمن خانہ خراب کا
باغ جناں ثمر ہے ولائے جناب کا

۱۲

روشن لقب سے انکے ہے نام و نشان صدق
عالی ہے انکی ذات معلےٰ ہے شان صدق
ہیں لا کلام مثل علیؑ یہ لسان صدق
صادق جو ہیں وہ جانتے ہیں انکو جان صدق

آزاد بند غم سے بہ تحقیق کر دیا
یوسفؑ کو ان چاہ نے صدیق کر دیا

۱۳

باب اماں معین جہاں دافع الم
بحر سخا سحاب عطا معدن کرم
حبل المتیں مروج دیں ہادی امم
مہر جلال ماہ جمال آسماں حشم

روشن ہے اس طرح سے امامت جناب کی
جیسے ہو دوپہر میں ضیا آفتاب کی

١٤

مختار خلق شاہ امم مالک الرقاب
زہراؑ کا چاند برج امامت کا آفتاب

کرسی کا زیب عرش مقام آسمان جناب
میراب دیں بہار گلستاں بوترابؑ

سرو رواں گلشن پیغمبری ہے یہ
گلزار باقری کا گل جعفری ہے یہ

١٥

جس سے ہے رنگ باغ جناں وہ پھول ہے
روح فروع دیں ہے یہ جان اصول ہے

ریحان بوستان علیؑ و بتولؑ ہے
شمشاد جویبار ریاض رسولؐ ہے

شاداب کشت دیں اسی ابر کرم سے ہے
سرسبز باغ شرع مبین اسکے دم سے ہے

١٦

خم آستان پاک پہ ہے آسماں کا سر
خورشید نقش پا کی ضیا سے ہے بہرہ ور

پرواز شمع روئے منور کا ہے قمر
نور ولا سے ان کی ہے روشن دل سحر

صادق ہوئی جو وہ یہ ہے صدقہ جناب کا
دم بھر رہی ہے صبح بھی اس آفتاب کا

١٧

طٰہٰ کا ہے بیان یہ طہارت پناہ ہے
سورہ قمر کا کہتا ہے نور الٰہ ہے

رحمت ہے حق کی سورہ رحمان گواہ ہے
والشمس ضوفشاں کہ امامت کا ماہ ہے

کوثر کے لب پہ ساقیٔ ماء معیں ہے یہ
یٰسین کہہ رہا ہے امام مبیں ہے یہ

۱۸

سجاد سے کسی نے کہا اے شہ عرب
مخصوص کیوں ہے حضرت جعفر سے یہ لقب
بیشک ائمہ جتنے ہیں صادق ہیں سب کے سب
فرمایا آپ نے کہ ہے حکم رسول رب
ناطق حدیث ختم رسل کا کلام ہے
ان کا جو قول ہے وہ خدا کا کلام ہے

۱۹

اے شخص دی ہے مخبر صادق نے یہ خبر
ہوگا وہ اسم سامی جعفر سے نامور
دے گا خدا محمد باقر کو اک پسر
صادق کے ہو لقب سے ملقب وہ خوش سیر
ہوگا اسی کی نسل میں جعفر اک اور بھی
کذاب ہے وہ دعویٰ میں ہے اہل جور بھی

۲۰

جامی کی یوں کتاب شواہد میں ہے لکھا
ارشاد ہو خلیل نے دیکھا جو ماجرا
حضرت سے ایک شخص نے اس طرح سے کہا
زندہ ہوئے جو چار طیور اے شہ ہدا
کیا ایک ہی طرح کے پرندے وہ چار تھے
یا جنس مختلف سے وہ اے ذیوقار تھے

۲۱

فرمایا چاہتا ہے دکھا دوں وہ ماجرا
یہ سن کے شاہ جن و بشر نے یہ عطا
کی عرض اس نے ہاں کہ میں ماں باپ ہوں فدا
طاؤس و زاغ و باز و کبوتر کو دی صدا
آساں ہے معجزہ شہ ذیشاں کے سامنے
فوراً وہ آئے مرغ سلیماں کے سامنے

فرمایا ذبح کر انھیں اے شخص بے خطر
مخلوط کر دے گوشت کو سب کے نہ دیر کر
٢٢
گو ریزہ ریزہ جسم سلامت رکھا ان کے سر
عامل ہوا وہ حکمِ امامِ انام پر

مطلعِ ثالث ٢٣

کیا ہو بیاں جو مرتبے ان کے جلیل ہیں
بیشک یہ روح و جانِ مسیح و خلیل ہیں

ہاں اے قلم مرقعِ صدق و یقیں دکھا
شکلِ ظہورِ منزلتِ شاہِ دیں دکھا
تصویرِ شانِ قدرتِ جاں آفریں دکھا
اعجازِ فخرِ عیسیٰؑ گردوں نشیں دکھا

٢٤

ہو شان آشکار امام جلیلؑ کی
محوِ ثنا ہو روحِ مسیحؑ و خلیلؑ کی

کیا ہو بیاں خلیفۂ خیر الوریٰ کی شان
مردے جئیں یہ ہے لبِ معجز نما کی شان
دیکھے وہ دیکھنی ہو جسے کبریا کی شان
بندے میں ہو یہ شانِ خدائی خدا کی شان

٢٥

یہ مظہرِ صفاتِ خدا لا کلام ہیں
مردے جلائیں بات میں ایسے امام ہیں

حضرت نے ہاتھ میں سرِ طاؤس کو لیا
فی الفور اس کے جسم کے اجزا ہوئے جدا
اور اسکو زندہ ہونے کا حکم آپنے دیا
دم میں ہوا وہ زندہ زہے قدرتِ خدا

صورت وہی تھی نقش و نگار آب و تاب کی
جسم آفتاب دم تھی کرن آفتاب کی

۲۶

ایسا ہی زاغ و باز و کبوتر کو شاہ نے
فرمایا ہم کو مرتبے اعلیٰ عطا ہوئے
اک دم میں زندہ کر دیا اعجاز خاص سے
وارث جہاں میں ہم ہیں مسیحؑ و خلیلؑ کے

حیراں وہ شخص ہوگیا اعجاز دیکھکر
ہوش اڑ گئے پرندوں کی پرواز دیکھکر

۲۷

اک روز سہل ابن حسن ساکن عجم
کی عرض شہ سے بعد سلام اے شہ امم
حاضر ہوا حضور شہ آسماں حشم
ہیں آپ اہل بیت نبی معدن کرم

شیرازہ کتاب حقایق حضور ہیں
قرآں گواہ مصحف ناطق حضور ہیں

۲۸

حضرت ہی اب خلیفۂ خیر الانام ہیں
حجت خدا کی راہ بر خاص و عام ہیں
مثل رسولؐ حق کی طرف سے امام ہیں
مالک زمیں کے شاہ فلک احتشام ہیں

حق آپ کا یہ اے شہ عالی صفات ہے
خاموش کیوں حضور ہیں حیرت کی بات ہے

۲۹

حق اپنا آپ کس لئے کرتے نہیں طلب
شیعہ ہیں ایک لاکھ خراساں میں منتخب
اسباب ہیں جہاد کے حاصل لفضل رب
حضرت پہ جان دینے کو حاضر ہیں سب کے سب

واجب ہے سب غلاموں پہ نصرت جناب کی
شیعوں کے ہے دلوں پہ حکومت جناب کی

۳۰
سنکر بیان سہیل کا شاہنشہ غیور
ارشاد پھر کنیز سے کرنے لگے حضور
کہنے لگے کہ صبر کر اے مردِ با شعور
مطبخ میں جا کے جلد وہ روشن کرے تنور
روشن جب آگ ہو گئی اندر تنور کے
شعلے بھڑک کے آنے لگے باہر تنور کے

۳۱
فرمایا اس تنور میں داخل تو ہو شتاب
آتش کے ڈر سے زہرہ ہوا اسکا آب آب
سنکر یہ حکم ہو گیا حالت میں انقلاب
لرزہ تمام جسم میں تھا دل میں اضطراب
ہیبت سے رنگ اڑ گیا رخ زرد ہو گیا
جلنے کا تھا یہ ڈر کہ بدن سرد ہو گیا

۳۲
کہنے لگا یہ سہیل کہ آساں نہیں یہ کام
رکھتا نہیں ہے جلنے کی تاب و تواں غلام
مشکل ہے امتحان یہ اے سرورِ انام
فرمایئے معاف مجھے آپ یا امام
بحر عطا ہیں آپ ہو میری خطا معاف
فرمایا اس سے شہ نے کہ میں نے کیا معاف

۳۳
ہارون مکی ایک شہ دیں کے تھے غلام
بعد از سلام چومے قدم با صد احترام
اس وقت آئے پیش امام فلک مقام
دیکر جواب کہنے لگے ان سے یوں امام
ہارون حکم دیتا ہوں تم کو سنو ذرا
ہاں جاؤ اس تنور میں داخل تو ہو ذرا

۲۴

حکم امام سنتے ہی ہارون باخدا
حضرت نے کچھ خیال بھی اسکا نہیں کیا
کو دے تنور میں نہ تامل کیا ذرا
تھے مطمئن کمال شہنشاہ دوسرا
کچھ بھی نہ ملتفت سوئے ہارون امام تھے
بیٹھے تھے اور سہل سے سرگرم کلام تھے

۲۵

گذری جو دیر کہنے لگے شاہ اولیا
اٹھا وہ اپنے دل میں یہی سوچتا ہوا
اے سہل اٹھ خبر تو لے ہارون کی ذرا
باقی نہ ہوگا اب تن ہارون کا بھی پتا
عرصہ ہوا وہ جل گیا ہوگا تنور میں !
جز استخوان سوختہ ہے کیا تنور میں

۲۶

پاس آکے جب تنور میں کی سہل نے نظر
بیٹھے ہوئے خوشی سے ہیں ہارون خوش سیر
فخر خلیل کا ہے یہ اعجاز جلوہ گر
جاری ہے مدح جعفر صادقؑ زبان پر
نور خدا کے حکم سے گل نار ہو گئی
وہ آگ اس کے واسطے گلزار ہو گئی

۲۷

ہارون کی عقیدت واثق کو دیکھئے
اعجاز شاہ قدرت خالق کو دیکھئے
اس امتحان مومن لائق کو دیکھئے
شان امام جعفر صادقؑ کو دیکھئے
اللہ کیا وقار امام جلیل ہے
ان کا ہے جو محب وہ خدا کا خلیل ہے

۳۸

ہارون اس تنور سے نکلے بہ آب و تاب
یا برج آتشیں سے نکل آیا آفتاب
حاضر ہوئے حضور امام فلک جناب
اس وقت سہل سے یہ کیا شاہ نے خطاب
کتنے ہیں شیعہ ایسے عجم میں بتا مجھے
کی عرض کیا کہوں کہ ہے مانع حیا مجھے

۳۹

سچ ہے کہ ایک شیعہ بھی ایسا نہیں وہاں
جو دے سکے محبت صادق کا امتحاں
فرمایا تھا خلاف حقیقت ترا بیاں
یہ لوگ اعتماد کے قابل بھلا کہاں
دعوئے بے دلیل کو کب مانتے ہیں ہم
جو اپنی مصلحت ہے اسے جانتے ہیں ہم

۴۰

ہوتی ہے اس بیاں سے حقیقت یہ جلوہ گر
بیشک ہے امتحان محبت عظیم تر
اس وقت شیعہ ہونے کا دعویٰ کرے بشر
جب اپنی جان دے سکے حکم امام پر
مشکل پڑی تھی سہل کو اس امتحان میں
ہارون کامیاب ہوئے ایک آن میں

۴۱

ہے مومنین کے لئے یہ دن بہت سعید
بے انتہا ہے مرحمت خالق مجید
لطف کثیر بندوں پہ ہے رحمت مزید
دونی مسرت آج ہے ہر اک کو دوہری عید
چمکا جہاں میں نور رسالتمآب آج
پیدا ہوئے ہیں جعفرؑ عالی جناب آج

۴۲

ہے دیدنی بہارِ گلستانِ آسماں
پروین سے شانِ خوشۂ انگور ہے عیاں
کس آب و تاب سے ہے رواں نہرِ کہکشاں
تارے نہیں کھلے ہیں یہ گُل ہائے بے خزاں

شمس و قمر ہر ایک گُل لاجواب ہے
سورج مکھی یہ ہے وہ گُل ماہتاب ہے

۴۳

ابرِ تنک دکھاتا ہے تصویرِ آبشار
رنگینیٔ شفق ہے کہ پھولا ہے لالہ زار
دیتا ہے سبزہ کی فلکِ اخضری بہار
ہیں نور بار نخلِ ثریا کے برگ و بار

گرتے ہیں تارے ٹوٹ کے اس آب و تاب سے
شاخوں سے پھول جھڑتے ہیں جس آب و تاب سے

۴۴

ہے یہ شبِ نشاط و سرور و طرب فزا
چھائی ہوئی ہے رحمتِ معبود کی گھٹا
بدلی ہوئی ہے گلشنِ ایجاد کی ہوا
بارش فلک سے نور کی ہو آج ساقیا

۴۴

گردش میں آئے ساغرِ نوریں شراب کا
دکھلائے سب کو شب میں طلوع آفتاب کا

۴۵

ساقی جزائے کاملِ حسنِ عمل ملے
پی لوں جو آج مے تو مزہ اس کا کل ملے
لکھوں جو بیت خلدِ بریں میں محل ملے
تیری عطا سے باغِ ریاضت کا پھل ملے

حاصل ثمر ہوں مدحتِ جعفر کی کشت کے
در ہوں کشادہ رند پہ آٹھوں بہشت کے

۴۶

ساقی مئے دو آتشہ مجھکو پلا شتاب
طالع ہوا ہے برج شرف سے یہ آفتاب

دونی خوشی ہے دے مجھے دو ساغر شراب
ماہ امامت اور رسالت کا آفتاب

ہو رات یا ہو دن مجھے شغل شراب ہو
اک جام ماہتاب ہو ایک آفتاب ہو

۴۷

میرے خمیر میں ہے محبت شراب کی
کیا پوچھتے ہو صورت و سیرت شراب کی

کیا شے ہے نقد جاں جو ہو قیمت شراب کی
الحق کہ حق نما ہے حقیقت شراب کی

کچھ اس طرح سے مست شراب الست ہوں
کہتے ہیں مجھکو رند کہ ساقی پرست ہوں

۴۸

ساقی نے لکھدیا ہے مرا نام جام پر
ایمان جام پر ہے اور اسلام جام پر

میکش کا منحصر ہے ہر اک کام جام پر
آغاز جام پر ہے اور انجام جام پر

پیدا ہوا تو جام پیا اس شراب کا
چمکے گا نور قبر میں اس آفتاب کا

۴۹

مولا ہے تو امام ہے تو رہنما ہے تو
کیا مست کو خبر کہ حقیقت میں کیا ہے تو

مقصد ہے تو مراد ہے تو مدعا ہے تو
بس اتنا جانتا ہے کہ راز خدا ہے تو

ساقی تھا تو مگر شب معراج فرش پر
پردہ سے آ رہی تھی صدا کس کی عرش پر

۵۰

آنکھوں میں نشہ سر میں ہے چکر شراب کا
شیشہ بغل میں ہاتھ میں ساغر شراب کا
دل میں ہے یاد نام ہے لب پر شراب کا
کھنچتا ہے جذب شوق سے جوہر شراب کا
تسنیم کیا ہے درد مئے لالہ فام ہے
کوثر اسی شراب کے تلچھٹ کا نام ہے

۵۱

میخوار کی زبان پہ ہے گفتگوئے مئے
مکنون قلب صاف میں ہے آرزوئے مئے
آنکھوں میں اور مشام میں ہے رنگ و بوئے مئے
بڑھتا ہے بیخودی میں مرا ہاتھ سوئے مئے
دست سبو پہ بیعت ساقی کئے ہوئے
بیہوش میکدہ میں پڑا ہوں پئے ہوئے

۵۲

عالم میں ہے ولادت خیر الوریٰ کی عید
ارباب دین کی عید ہے اہل ولا کی عید
ہے یہ ہر ایک ساکن ارض و سما کی عید
یہ انبیا کی عید ہے یہ اوصیا کی عید
ہے رات میں سماں جو تجلیٔ طور کا
جلوہ ہے یہ محمدؐ و جعفرؑ کے نور کا

۵۳

باقر کمال آج ہیں مسرور و شاد کام
فرزند آپ کو یہ مبارک ہو یا امام
یوں تہنیت ادا کریں حضرت کو سب غلام
یہ حجت خدا ہے یہ ہے شاہ خاص و عام
مصباح عرش خانۂ دیں کا سراج ہے
زیبا اسی کے سر پہ امامت کا تاج ہے

۵۴

فرقِ بلند تاجِ سرِ فرقدین ہے
دستِ خدا کی بازوؤں میں زیب و زین ہے
کہتی ہیں آنکھیں فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
وہ صدرِ پاک جو دلِ احمدؐ کا چین ہے
جلوہ دکھا رہا ہے حسینؑ و حسنؑ کا حسن
جعفرؑ کی ایک ذات میں ہے پنجتنؑ کا حسن

۵۵

والشمس والقمر مہ عارض پہ ہیں نثار
سطریں کتابِ حق کی ہیں ابروئے نوربار
اللہ کا الف ہے یہ بینی کا ہے وقار
مصحف کی شان روئے کتابی سے آشکار
لوحِ جبیں دکھاتی ہے تنویر طور کی
قرآں کی قسم کہ یہ صورت ہے نور کی

۵۶

وصفِ لب و دہن میں ہے عاجز زبانِ حسن
دنداں ہیں رشکِ عقدِ ثریا نشانِ حسن
سرخی ہے انکھیں یا شفقِ آسمانِ حسن
ہیں گوش کانِ حسن تو گردن ہے جانِ حسن
وہ پاؤں جن سے دونوں جہاں کا قیام ہے
چوم ان کو اے صفیؔ کہ سراپا تمام ہے

۵۷

نقشِ قدم پہ ان کے فدا مومنین کی جان
قرآن کی ہیں شان تو روح الامیں کی جان
ہیں آپ علم و عصمت و صدق و یقیں کی جان
اسلام کی ہیں روح تو ایمان و دیں کی جان
یہ جان جان ہیں جسم ہیولا کی روح ہیں
روح القدس کا قول ہے عیسیٰ کی روح ہیں

۵۷

۵۸

درگاہ کبریا میں صفیؔ کر یہ اب دعا
میرے گناہ کی نہیں کچھ حد و انتہا
یا غافر الذنوب و یا راحم الورا
یا رب غضب سے تیرے ہی رحمت تری سوا

عاصی ہوں بخش دے مجھے جعفر کا واسطہ
تجھکو پیمبر آل پیمبر کا واسطہ

تمام شد

سال تصنیف ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

مسدس مقدس ولادت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(۱)

ضیائے طور معانی کلام ہے میرا
عجب کلام بلاغت نظام ہے میرا
کلیم اوج محاکات نام ہے میرا
سر سپہر فصاحت مقام ہے میرا

ثنائے موسیٰ کاظم سے کامگار ہوں میں
جہاں میں ملک معانی کا تاجدار ہوں میں

۲

ہے اب قلمرو شعر و سخن میں میرا راج
ہے میرے نام کے سکّہ کا مملکت میں رواج

ہے میرا تخت رہ منبر تو یہ علم ہے تاج
شہان ملک سخن مجھکو دیتے ہیں خراج

یہ کاغذ اور یہ دوات و قلم ہے قبضہ میں
یہ ملک اور یہ طبل و علم ہے قبضہ میں

۳

تمام فوج مضامیں ہے تابع احکام
ہے ملکِ نظم کا میرے وجود ہی سے نظام

خزانہ نقد معانی تو ہے پر ہے مدام
ہے میرے تحتِ حکومت سواد شعر تمام

نہ کس طرح سے ہر صاحب سخن خطبہ
کہ میرے نام کا پڑھتے ہیں علم و فن خطبہ

۴

ہے میری ذات سے معمورۂ سخن آباد
ہے میری فکر مضامینِ عالیہ کی مراد

مرے وجود سے محکم کلام کی بنیاد
ہے میری طبع خداداد مصدر ایجاد

کس آب و تاب سے دریا سخن کے بہتے ہیں
نئے نئے در مضموں نکلتے رہتے ہیں

۵

ہر ایک بیت میں ہے شان قصر قیصر کی
صفا ہے نظم میں آئینۂ سکندر کی

ہر ایک نقطہ میں تابندگی ہے اختر کی
ضیا ہے مطلع روشن میں مہر انور کی

یہ خامہ سلک در نظم یوں پروتا ہے
کہ جس پہ عقد ثریا نثار ہوتا ہے

٦

یہ زور میرے قلم کو کیا ہے حق نے عطا
خدا کے فضل سے شیریں کلام ہوں [illegible]

ہے میرا خط شکستہ نمونۂ طغرا
زبان روکش شاخ نبات ہے گویا

دوبارہ سنکے سخن سب یہ لطف اٹھاتے ہیں
مزہ وہ قند مکرر کا لیتے جاتے ہیں

٧

زمین شعر کو میں آسماں بناتا ہوں
زباں کو قابل حسن بیاں بناتا ہوں

سخن کو مایۂ ناز زباں بناتا ہوں
بیاں کو جسم معانی کی جاں بناتا ہوں

بڑھی ہے بحر بلاغت کی آبرو مجھ سے
کِھلا ریاض فصاحت میں رنگ و بو مجھ سے

٨

صفی نہیں ایسی تعلّی نہیں کبھی معقول
ہے فیض مدح و ثنائے رسولؐ و آل رسولؐ

نہ دے تو بزم میں بیفائدہ سخن کو طول
دیا ہے تیرے سخن کو خدا نے حسن قبول

کلام حافظ شیراز لائق صاد است
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

٩

یہ سچ ہے صاحب فکر حسن نہیں ہوں میں
کلام کہتا ہے اہل سخن نہیں ہوں میں

زبان کہتی ہے شیریں دہن نہیں ہوں میں
بیان کہتا ہے دانائے فن نہیں ہوں میں

خود اپنی ہیچمدانی کو مانتا ہوں میں
کہ جانتا نہیں کچھ بس یہ جانتا ہوں میں

١٠

۱۰

جو اہل فن ہیں فن شاعری ہے کام ان کا
ہے زیب دفتر اہل کمال نام ان کا

ہے صدر محفل علم و ادب مقام ان کا
پسند خاطر اہل سخن کلام ان کا

سخن ہے ان کے لئے انکا ہی بجا کہنا
جو ان میں شاعر فطری ہو اسکا کیا کہنا

۱۱

رموز فن سے خبردار ہیں یہ دانشمند
ملی ہے طبع رواں ان کو اور فکر بلند

جدید نظم کے ہر وقت رہتے ہیں پابند
تخیل ان کا مذاق سلیم کو ہے پسند

حقیقتاً ہے بلاغت نشاں کلام ان کا
ہے لا کلام فصاحت کی جاں کلام ان کا

۱۲

نبیؐ و آل نبیؐ کی ثنا ہے میرا کام
غرض ہے مدح سے خوشنودیٔ خدائے انام

شرف خدا نے یہ بخشا مجھے بلطف تمام
اسی سے ہوگا گنہگار کا بخیر انجام

عجب نہیں مرا رتبہ بلند ہو جائے
جو ایک بیت بھی ان کے پسند ہو جائے

۱۳

مگر رسا ہو وہاں عقل و فہم کیا طاقت
ہو مجھ سے موسیٰ کاظم کی کس طرح مدحت

کہ جس مقام پہ ہو عقل کل کو بھی حیرت
زبان موسیٰ عمران میں ہے یہاں لکنت

اگرچہ ایک ہی دونوں کے نام زیبا ہیں
مگر یہ اور ہیں موسیٰ وہ اور موسیٰ ہیں

۱۴

حضورِ موسیٰ جعفرؑ وہ موسیٰ عمراں
ہے صاف بات برابر نہیں کلام و زباں
لسان ناطق باری کہاں کلیم کہاں
کہ امتیاز ہے خود جوہر و عرض کا عیاں
زبان حق سے جو نکلا کلام سنتے تھے
کلیم انہی کے سخن لا کلام سنتے تھے

۱۵

ہے طور جائے کلیم انکا گھر ہے عرش خدا
ڈرے تھے دیکھ کے مارانِ سحر کو موسیٰ
ضیا وہ ید بیضا ہے آپ کی کف پا
اور ان کے جد نے تو اژدر کو مہد میں چیرا
خدا سے حیدرِ صفدر کو جو ملی قوت
ہے اس امام کے ہاتھوں میں بھی وہی قوت

۱۶

فقط ہیں عالم توریت موسیٰ عمراں
ہے فرقِ ناسخ و منسوخ اہل دیں پہ عیاں
حضور عالم توریت و عالم قرآں
ہیں آپ علم لدنی کے بحر بے پایاں
تمام خلق کے شاہ ہدا ہیں رہبر
کلیم خضر کے پیرو یہ خضر کے رہبر

۱۷

بہت ہے مسئلہ مشکل خدا کی رویت کا
مگر زبان سے حضرت کی وہ ہوا ہے ادا
سوال آپ کی امت کا گرچہ تھا موسیٰ
نتیجۂ ارنی بھی جناب نے دیکھا
زبان وجہ خدا نے یہ درفشانی کی
صدا سنی تھی جو حضرت نے لن ترانی کی

۱۸

غضب کا موسیٰ عمران کے ہے یہ حال کھلا
کمال غیظ سے بھائی کے سر کو بھی کھینچا

ہوئے تھے حضرت ہاروںؑ پہ وہ بہت ہی خفا
صفات موسیٰ جعفریؑ کیا ہو مدح و ثنا

۱۹

بڑے حلیم ہیں کرتے نہیں غضب کاظم
یہ کظم غیظ کیا ہو گیا لقب کاظم

شہہ سریر ولایت ہیں موسیٰ کاظمؑ
گل ریاض طہارت ہیں موسیٰ کاظمؑ

مہ منیر امامت ہیں موسیٰ کاظمؑ
عقیق کان رسالت ہیں موسیٰ کاظمؑ

۲۰

پدر رضاؑ کے ہیں جعفرؑ کے نور عین ہیں آپ
حسنؑ کی جان ہیں لخت دل حسینؑ ہیں آپ

معین و حافظ اسلام خلق کے رہبر
مطاع مطلق و دانائے شرع پیغمبرؐ

وصی احمد مرسلؐ امام جن و بشر
ولی و والی کونین حجت داور

۲۱

سراج معرفت حق ہیں نور ایماں ہیں
ضیائے دین ہیں تجلی طور ایماں ہیں

یہ زیب عرش خدا ہیں یہ ہیں مقرب رب
جہاں میں باب حوائج انہی کو کہتے ہیں سب

رضا ہے انکی خدا کی رضا غضب ہے غضب
انہی کے در سے ہے حاصل ہر ایک کا مطلب

ہے ان کے قبضۂ قدرت میں کائنات خدا
انہی کی ذات تو ہے مظہر صفات خدا

۲۲

جناب کاظمؑ ذی جاہ ساتویں ہیں امام
جہاں میں ہوتے ہیں ہفتہ کے سات ہی ایام
محب جو انکا ہے ہیں سات دوزخ اس پہ حرام
ہے سورہ فاتحہ کا سات آیتوں میں نظم
مدار چرخ میں سیارے بھی رواں ہیں سات
طبق زمیں کے ہیں سات اور آسماں ہیں سات

۲۳

جہاں میں سات سمندر ہیں سات ہیں اقلیم
ہیں سات منزلیں قرآن کی یہ ہے تقسیم
ہیں سات سجدہ کے اعضا بھی جبلائے تکریم
ہے سات بار ہی سعی و طواف کی تعلیم
عدد سے سات کے مضموں یہ ہم نے پائے ہیں
شہادتین میں بھی سات لفظ آئے ہیں

۲۴

ولایت اور امامت کو انکی ذات پہ ناز
انہی کے در پہ خدائی کا خم ہے فرق نیاز
خدا نے انکو کیا کائنات میں ممتاز
ہے ذات پاک سراپا کرامت و اعجاز
حضور کرتے ہیں مردوں کو زندہ دم بھر میں
کہ ہے اثر دم عیسیٰ کا ان کی ٹھوکر میں

۲۵

منا میں جاتا تھا اک دن وہ خاصۂ یزداں
ہیں اس کے بچے بھی گرد اسکے صرف آہ و فغاں
ملاحظہ کیا اک پیرزن ہے نوحہ کناں
خوشا عنایت و الطاف سرور ذیشاں
قریں غریبوں کے یوں وہ فلک مآب آئے
کہ خشک مزرعہ پر جس طرح سحاب آئے

۲۶

بکمال لطف و عنایت سے آپ نے پوچھا | کہ اے کنیز خدا کیا سبب ہے رونے کا
ذریعہ کیا ہے تری پرورش کا مجھکو بتا | حضور کو نہیں پہچانتی تھی وہ دکھیا

کہا یہ رو کے ٹھکانا نہیں کہیں میرا
وسیلہ کوئی بھی غیر از خدا نہیں میرا

۲۷

ہمارے پاس تھی اک گائے اے خجستہ صفات | اسی کے دودھ سے کرتے تھے ہم بسر اوقات
ہوئی قضائے الٰہی سے فوت وہ ہیہات | بس اسکی موت سے ہے ختم اب ہماری حیات

میں پرورش کی سبیل آہ کیا نکالوں گی
اور اپنے بچوں کو اب کس طرح سے پالوں گی

۲۸

سنا جو یہ متاثر ہوئے شہ والا | کہا کہ غم نہ کھا رزاق ہے خدا سب کا
جنین پاتا ہے ماں کے شکم میں اپنی غذا | میں تیری گائے کو دم بھر میں زندہ کردونگا

ضعیفہ کہنے لگی پرورش کا ساماں کر
جلا دے گائے کو ہم بیکسوں پہ احساں کر

۲۹

یہ سن کے فخر مسیحا نے کی نماز ادا | بلند ہو گئے درگاہ حق میں دست دعا
ہوا دعا کے اثر سے در اجابت وا | قریب گائے کے تشریف لا کے شاہ ہدیٰ

پھر آگئی تن بے جاں میں جان دم بھر میں
وہ مردہ گائے ہوئی زندہ ایک ٹھوکر میں

۳۰

ضعیف دیکھ کے اعجاز ہوگئی خرم — کہا کہ عیسیٰ مریم ہے یہ خدا کی قسم
خوشی سے اس نے یہ چاہا کہ چومے شہ کے قدم — نظر سے ہوگئے پوشیدہ سید اکرم
وہ گائے معجزۂ شہ سے کیا ہوئی زندہ
امید مردہ ہوئی پیر زال کی زندہ

۳۱

بطائنی یہ بیاں کرتا ہے بصدق تمام — کہ اپنے مزرعہ کو جا رہے تھے شاہ امام
رواں رکاب ہمایوں شہ میں تھا یہ غلام — حمار پہ تھا میں قاطر پہ تھے سوار امام
یہ میرے حال پہ تھا لطف خاص حضرت کا
شرف غلام کو حاصل ہوا معیت کا

۳۲

ہوئے مدینے سے باہر جو ہم سوئے صحرا — ہمارے سامنے اک شیر ناگہاں آیا
جھجک کے شیر کی ہیبت سے میں تو پیچھے ہٹا — اسی طرح سے مگر جاتے تھے شہ والا
جو افتخار سلیماں ہیں وہ دلیر ہیں یہ
کہ بیٹے اسد کبریا کے شیر ہیں یہ

۳۳

قریں امام کے آیا جو ہیں وہ شیر ژیاں — بہ کمال تذلل سے گریۂ مسکیں
ادب سے پائے مبارک تک رکھ دی اپنی جبیں — کیا حضور سے معروضہ کچھ بہ قلب حزیں
کہا جو اپنی زباں میں اسے سنا شہ نے
اور اس کے واسطے خالق سے کی دعا شہ نے

۳۴

اشارہ پھر کیا حضرت نے اسکو جانیکا — روانہ ہو گیا وہ شیر جانب صحرا
ہوا جو دور وہ نزدیک شاہ میں آیا — یہ عرض کی مرے ماں باپ آپ پر ہوں فدا

عجیب تر نظر آیا یہ ماجرا مولا
مجھے تو شیر سے اندیشہ تھا بڑا مولا

۳۵

یہ سنکے کہنے لگا مجھ سے وہ خدا کا ولی — کہ اسکی مادہ پہ مشکل بہت ولادت تھی
اسی کی شیر نے مجھ سے ابھی شکایت کی — قبول خالق عالم نے کی دعا میری

ہوا ہے بچہ تولد خبر جو دی اسکو
تو اس بیان سے حاصل ہوئی خوشی مجھکو

۳۶

ہے فرض ہم پہ بجا لائیں دل سے شکر خدا — کہ لاجواب جو نعمت ہمیں کی وہ حق نے عطا
خدا کے فضل و کرم سے ملا امام ایسا — کہ جو ہے لخت دل و جان حیدر و زہرا

حضور بحر امامت کے پاک گوہر ہیں
پدر ہیں جعفر صادق حمیدہ مادر ہیں

۳۷

صفر کی ساتویں تاریخ کو ہوئے پیدا — ہے سال نیک ولادت کا لفظ مولانا
مقام پاک ولادت ہے موضع ابوا — جو ایک قریہ ہے ما بین یثرب و بطحا

ستارہ چمکے نہ کیوں اس زمیں کی قسمت کا
جہاں طلوع ہوا آفتاب امامت کا

۲۸

ابوبصیر سے منقول ہے یہ نیک خبر
پھرے مدینہ کو جب حج سے شاہ جن و بشر
کہ ہم سفر میں تھے ہمراہ حضرت جعفر
ہوا قیام ہمارا مقام ابواپر

یہاں امام دو عالم نے جب اقامت کی
تمام قافلہ کی آپ نے ضیافت کی

۲۹

علو ہمت حضرت کا کیا ہو مجھ سے بیاں
غذائیں ایسی کہ عیسیٰ کا مائدہ قرباں
کہ تھا وسیع بہت خوان نعمت و احساں
تھے جن کے ذائقہ سے کامیاب کام و زباں

عجیب شان تھی حضرت کی میزبانی کی
خلیل کو بھی تمنا تھی مہمانی کی

۴۰

ادھر تھے کھانے میں مشغول مہمان کرام
ادب سے عرض کیا کچھ تو مسکرائے امام
ادھر حضور کی خدمت میں آیا ایک غلام
محل سرا میں گئے جلد شاہ عرش مقام

حریم قدس کے اسرار کوئی کیا جانے
امام جانے حقیقت کو یا خدا جانے

ابوبصیر حق آگاہ کرتے ہیں بیاں
ہر ایک کی تھی یہ خواہش کھلے یہ رمز نہاں
یہ حال دیکھ کے ہم سب ہوئے حیراں
ہو مین کشف راز کہ اب اہل بزم بھی تھے خواہاں

کھلا کہ خبر دی ہے شادمانی ہو
کھلے یہ راز جو ساقی کی مہربانی ہو

۴۲

کہاں ہے ساقئ بندہ نواز لطف آثار
جلی ہو سر خفی دے وہ ساغر سرشار

ہے تیری ذات زمانہ میں کاشف اسرار
نوید تازہ کے مشتاق تیرے ہیں میخوار

۴۳

ہو وا ز میکدہ طاہر پلا دہ مئے ساقی
اک اور آتا ہے ساقی یہ کہدے اے ساقی

۴۳

گدا کوئی ترے در سے نہیں پھرا محروم
ہے اب ولادت کاظمؑ کی میکدہ میں دھوم

میں تیرا خاص ہوں میخوار تجھکو ہے معلوم
امام ساتویں ہیں اور ہیں نویں معصوم

۴۴

خوشی کا دور ہے ساقی کر اب رواں ساغر
عطا ہو میکدہ فیض سے نواں ساغر

فراق مئے سے ہی دل داغدار ہے ساقی
میں کس طرح کروں جبر اختیار اے ساقی

نہیں ہے طاقت صبر و قرار اے ساقی
زیادہ موت سے ہے انتظار اے ساقی

۴۵

حیات ملتی ہے جب تجھ سے جام لیتا ہوں
اسی شراب کی خاطر میں جان دیتا ہوں

ہے ذکر ورد زباں لا کلام ساقی کا
خدا کا نام ہے جو ہے وہ نام ساقی کا

وظیفہ پڑھتا ہوں میں صبح و شام ساقی کا
ہے دوش احمد مرسل مقام ساقی کا

۴۶

بتوں کو توڑ کے کعبہ کی یوں صفائی کی
کہ شان بندے میں آئی نظر خدائی کی

۴۶

نظر فروز ہے جام بلور کی صورت
جھلکتی ہے گل رخسار حور کی صورت

چمک دکھاتی ہے مئے برق طور کی صورت
خدا کی شان سراپا ہے نور کی صورت

اسی کے جلوہ سے روشن ہے میکدہ ساقی
کہ رشک وادیٔ ایمن ہے میکدہ ساقی

۴۷

۴۷

نگاہ میں ہے سر طور کا سماں ساقی
سنوں گا کب میں تری لن ترانیاں ساقی

حجاب نور میں یہ کون ہے نہاں ساقی
میں دیکھ لوں گا تجھے دیکھ لینا ہاں ساقی

وہ اور ہیں جو تجلی سے ہوش کھوتے ہیں
جو ہوشیار ہیں بیہوش کب وہ ہوتے ہیں

۴۸

پلا دیا مجھے ساقی نے بادۂ عرفاں
کہ رشک وادیٔ ایمن ہے شاہ دیں کا مکاں

اٹھے حجاب تو ظاہر ہوا یہ راز نہاں
محل سرا میں تجلی طور کا ہے سماں

ہے زیب عالم امکاں ظہور موسیٰ کا
چمک رہا ہے زمانہ میں نور موسیٰ کا

۴۹

بہت ہیں خرم و مسرور حضرت جعفرؑ
لکھا ہے جب ہوئے پیدا امام جن و بشر

پسر خدا نے دیا ہے جو حجتِ داور
زمیں پہ ٹیک کے ہاتھوں کو کی فلک پہ نظر

اشارہ ہے کہ زمیں آسماں ہیں قبضہ میں
خدا کے فضل سے دونوں جہاں ہیں قبضہ میں

۵۰

۵۰

محل سرا سے برآمد ہوئے خوشی سے امام
دیا ہے حق نے مجھے وہ پسر بلطف تمام
ابو بصیر سے فرمایا شکر کا ہے مقام
کہ جو ہے فخر بنی آدم افتخار انام
یہی وصی رسول انام ہے بے شک
یہ میرے بعد تمہارا امام ہے بیشک

۵۱

محب جو اس کا ہے ناجی ہے اور عدو ناری
ہمارے بعد امامت کی اسکی ہے باری
اسی کا حکم ہے کل کائنات پر جاری
زمین پر ہے یہی تو خلیفۂ باری
غلط ہے کوئی جو دعوی کرے خلافت کا
اسی کے فرق پہ زیبا ہے تاج امامت کا

۵۲

امام پہونچے مدینہ میں جب بخاطر شاد
خدا کے فضل سے بیت الشرف ہوا آباد
تمام شیعوں نے دی آپکو مبارکباد
حمیدہ شاد ہوئیں پاگئیں اپنے دلکی مراد
ہر ایک قلب میں افراط تھی مسرت کی
تمام شہر میں اک عید تھی ولادت کی

۵۳

عقیقہ کر چکے جس وقت سید والا
تمام اہل مدینہ کو میہمان کیا
پھر انتظام کیا آپ نے ولیمہ کا
لذیذ کھانے بکثرت طرح طرح کی غذا
صلائے عام جو خدام شہ سناتے تھے
خوشی سے آتے تھے لوگ اور کھا جاتے تھے

صفیؔ ہے بزم میں اب رحمتِ خدا کا ورود
ہے تیرے واسطے کافی وسیلہ مولود

۵۴

دعا خدا سے کر اس طرح سے کہ ربِ ودود
مرادیں دل کی بر آئیں تمام اے معبود

دلائے آلِ محمدؐ میں مجھ کو کامل کر
غلام ان کے جو ہیں خاص ان میں شامل کر

ختم شد

سالِ تصنیف ربیع الاول ۱۳۵۶ سنہ ہجری

رباعیات

محتاج وجودِ حق نہیں حجت کا
شیرازہ ہے دہ خلق کی جمعیت کا
ہے سلسلۂ علت و معلول صفیؔ
کثرت نے پتا بتا دیا وحدت کا

(۲)

گلگونہ رخسارِ ولایت ہیں رضاؑ
گلدستہ گلزارِ امامت ہیں رضاؑ
میرابِ گلستانِ شریعت ہیں حضور
نخلِ چمنستانِ رسالت میں رضاؑ

۳

سلطان عرب شاہ خراسان ہیں رضا
راضی ہیں یہ جس سے اس سے رب ہو راضی
روح تن شرع و دین و ایمان ہیں رضا
ہاں واسطۂ رضائے یزداں ہیں رضا

۴

گنجینۂ اسرار کے خازن ہیں رضا
ہیں آٹھ بہشت انکی محبت کا ثمر
کونین ہیں دوستوں کے ضامن ہیں رضا
معصوم دہم امام ثامن ہیں رضا

مسدس مقدس ولادت حضرت ضامن و ثامن امام رضا علیہ السلام

(۱)

یارب مجھے گنجینۂ تسلیم و رضا دے
آنکھوں کو مری سرمۂ عرفاں سے ضیا دے
آئینۂ دل میں اثر صدق و صفا دے
تنویر رخ شاہد توحید دکھا دے
ہر شے میں ترا پرتو قدرت نظر آئے
کثرت میں مجھے جلوۂ وحدت نظر آئے

۲

دل میں ہو تری یاد زباں پر ہو ترا نام
تسبیح پڑھوں نام کی تیرے سحر و شام
حاصل ہو مرے دل کو ترے ذکر سے آرام
بس اس کے سوا میری زباں کو نہ ہو کچھ کام
توفیق عمل شوق عبادات عطا کر
تاثیر دعا ذوق مناجات عطا کر

۳

ہو مجھ پہ عیاں انفس و آفاق کے آثار
فطرت کے حقائق کے بھی ہوں منکشف اسرار
کیفیت و کمیت اشیا کا ہو اظہار
حکمت کے دقائق سے میں ہو جاؤں خبردار
لقماں کی طرح شکر کروں فیض نعم سے
ہو مجھکو عطا خیر کثیر اپنے کرم سے

۴

راضی رہے فرمان قضا پر مری خاطر
ہر حال میں سمجھوں میں تجھے حاضر و ناظر
شاکر رہوں نعمت پہ بلا میں رہوں صابر
تو ایک ہے گر ایک مرا باطن و ظاہر
اخلاص ہو اعمال میں اور دل میں یقیں ہو
تقویٰ مرے ایماں کیلئے حصن حصیں ہو

۵

علم و عمل و زہد سے ہو نفس کی زینت
ہو جاؤں غنی فقر کی مل جائے جو دولت
ظاہر سے سوا ہو مرے باطن کی طہارت
لیکن نہ ہو وہ فقر جو ہو دین کی آفت
باقی جو رہے دے تو وہ دولت کا خزانہ
کر مجھکو عطا صبر و قناعت کا خزانہ

۶

آلائش عصیاں سے رہے دامن دل پاک
رحمت سے نہ ہو یاس غضب سے نہ ہو بیباک
چنگال گنہ پردۂ عفت نہ کرے چاک
ہو جائے ہوا و ہوس نفس زبوں خاک
جتنا ہو ترا خوف ہو اتنی ہی رجا بھی
دوزخ بھی رہے سامنے فردوس علا بھی

۷

ہو دور سب آلائش اصناف رذیلت
رشک آئے نے ملائک کو عطا کر وہ کرامت

حاصل ہوں مرے نفس کو انواع فضیلت
تشریف شرافت ہو لباس بشریت

آئینۂ اخلاق کریمہ کو جلادے
ناچیز بشر ہوں مجھے انسان بنادے

۸

کر قید علایق سے رہا ذات کو میری
ہو نفس مجرد کو عطا ایسی ترقی

پابند لبائط نہ رہے صورت ہستی
کرتا رہے ہر وقت وہ سیر ملکوتی

ایسا نظر افروز ہو لاہوت کا عالم
گرجائے نگاہوں سے یہ ناہوت کا عالم

۹

یہ عالم امکان بنے آئینۂ عبرت
انوار معارف سے کھلے چشم بصیرت

مرئی ہو اس آئینہ میں اعیان کی صورت
کرتا رہوں نظارۂ اسرار حقیقت

ناظورۂ حکمت کی عیاں جلوہ گری ہو
نظروں میں کمال عملی و نظری ہو

۱۰

جو میرے ہیں ان سے مجھے بیگانہ بنادے
شمع حرم انس کا پروانہ بنادے

جو تیرے ہیں انکا مجھے دیوانہ بنادے
سینہ کو مرے عشق کا خمخانہ بنادے

جام مئے عرفاں یہ مرا ساغر دل ہو
پیمانۂ ایماں یہ مرا ساغر دل ہو

۱۱

جز تیرے نہ دیکھوں میں کسی کو وہ نظر دے
جو درد سے خالی نہ ہو وہ دل وہ جگر دے
سودائے محبت ہو ترا جس میں وہ سر دے
سرمست مئے عشق حقیقی مجھے کر دے
جب بادۂ سرجوش بقا نوش کروں میں
اس ہستئ فانی کو فراموش کروں میں

۱۲

آلام زمانہ پہ کروں صبر و تحمل
ہر کام میں تجھ پر رہے بندہ کا توکل
ہر حال میں مبذول رہے تیرا تفضل
جو تیرے ہیں بس ان سے رہے میرا توسل
حاصل ہو تری رحمت بے حد کا وسیلہ
ہو احمدؐ و ذریت احمدؐ کا وسیلہ

۱۳

وہ احمدؐ مختار جو ہیں نور الٰہی
منجانب حق خلق کے ہیں آمر و ناہی
زیبندہ ہے جس کیلئے کونین کی شاہی
وہ عبد ہیں معبود بھی ہے جس پہ مباہی
شاہد ہیں مبشر ہیں رسولؐ دوسرا ہیں
یہ ہادئ کل شمع سُبل نور خدا ہیں

۱۴

ہیں جن کے بلا فصل وصی حیدرؑ صفدر
مولائے جہاں حجت حق نفس پیمبرؐ
ضرغام احد ناصر دیں فاتح خیبر
مختار جناں رحمت رب ساقی کوثر
یہ نور خدا دست خدا وجہ خدا ہیں
داماد نبیؐ زوج بتولؑ عذرا ہیں

١٥

خاتونِ جناں فاطمہؑ انسیہ حورا
مخدومۂ سارا شرفِ مریم و حوّا
دلبندِ خدیجہ جگرِ احمدؐ والا
راضیہ و مرضیہ و صدیقہ و زہراؑ
مخصوص ہے یہ عز و شرف خیرِ نسا کا
مرکز ہے یہی دائرۂ اہلِ کسا کا

١٦

سردارِ جوانانِ جناں شبرؑ و شبیرؑ
سبطینِ رسولؐ اہلِ شرف صاحبِ توقیر
کرسی کی ضیا نورِ فلک عرش کی تنویر
دونوں ہیں سراپا شہِ لولاک کی تصویر
گلزارِ امامت کے یہ دونوں گلِ تر ہیں
بحرینِ ولایت کے یہ مرجان و گہر ہیں

١٧

ہیں نسل میں شبیرؑ کی نو حجّتِ خالق
قرآن ہے شاہد کہ یہ ہیں مصحفِ ناطق
ان میں ہے ہر اک عالمِ اسرار و حقائق
سجادؑ ہیں اور ہادیٔ دیں باقرؑ و صادقؑ
پھر موسیٔ کاظمؑ شہِ دیں راہ نما ہیں
بعد ان کے رضاؑ راہبرِ دینِ خدا ہیں

مطلعِ ثانی

١٨

مصباحِ شبستانِ ہدیٰ مدحِ علیؑ ہے
گنجینۂ عرفان و ولا مدحِ علیؑ ہے
آئینۂ ایمان کی جلا مدحِ علیؑ ہے
ہاں نعتِ نبیؐ حمدِ خدا مدحِ علیؑ ہے
ہے شانِ عجب مدحِ امامِ دوسرا کی
لاریب یہ مقبول عبادت ہے خدا کی

۱۹

گنجینۂ تسلیم و رضا نام ہے کس کا
ہمنام شہ عقدہ کشا نام ہے کس کا

آرام دل اہل ولا نام ہے کس کا
ہاں نام خدا نام خدا نام ہے کس کا

وہ کون ہے جو ضامن ہر شاہ و گدا ہے
کس کا لقب پاک معین الضعفا ہے

۲۰

خورشید مبیں نقش کف پائے رضا ہے
لاریب سر عرش بریں جائے رضا ہے

ایمان حقیقت میں تولائے رضا ہے
خوشنودی حق مرضی والائے رضا ہے

راضی بہ رضا جو ہے رضا اس سے ہے راضی
یہ جس سے ہے راضی تو خدا اس سے ہے راضی

۲۱

سلطان امم شوکت دیں شان امامت
خورشید ولایت مہ تابان امامت

مصباح ہدیٰ شمع شبستان امامت
روح جسد شرع مبیں جان امامت

گردون خلافت کے یہ تابندہ قمر ہیں
یہ بحر رسالت کے درخشندہ گہر ہیں

۲۲

مہر عرب و ماہ عجم شاہ خراساں
مختار امم قبلۂ دیں کعبۂ ایماں

سلطان جہاں حجت رب خاصۂ یزداں
مقصود خدا مطلب حق معنیٔ قرآں

یہ نیر ضو گستر افلاک و زمیں ہیں!
مصحف بھی مصدق ہے کہ یہ نور مبیں ہیں

۲۳

یہ صاحب الطاف خفی فیض جلی ہیں
یہ خاصۂ رب ابدی و ازلی ہیں
دلبند نبیؐ ہیں یہ جگر بند علیؑ ہیں
مخلوق کے مولا ہیں یہ خالق کے ولی ہیں

الطاف الٰہی سے رسالت بھی ہے گھر میں
لاریب ولایت بھی امامت بھی ہے گھر میں

۲۴

نخل چمن شرع گل گلشن توحید
فرض انکی ولا خلق پہ ہے فرض ہے تقلید
منجانب حق انکی مودت کی ہے تاکید
قرآن مجید ان کے فضائل کی ہے تمہید

جو ان کی اطاعت ہے وہ طاعت ہے خدا کی
منصوص من اللہ امامت ہے رضا کی

۲۵

یہ جان علیؑ لخت دل خیر نسا ہیں
یہ ضامن و ثامن ہیں غریب الغربا ہیں
موسیٰؑ کے پسر ہادی دیں نور خدا ہیں
ہاں آٹھ بہشت انکی محبت کا صلا ہیں

حضرت کا محب ساتوں جہنم سے بری ہے
مانے جو امام ان کو وہ اثنا عشری ہے

۲۶

دارمی مفضل سے کتب میں ہے روایت
حاصل ہوئی کاظمؑ کی ملاقات کی دولت
وہ کہتے ہیں اک روز جو یاور ہوئی قسمت
دیکھا کہ ہے تابندہ وہ خورشید امامت

بیٹھا ہوا حضرت کے قریں ایک پسر ہے
خورشید کے پہلو میں درخشندہ قمر ہے

٢٧

کرتے تھے محبت سے کبھی آپ اسے پیار — کاندھے پہ چڑھاتے تھے کبھی سید ابرار
اور دل کی طرح سینہ سے لپٹاتے تھے ہر بار — اور آپ زباں چوستے جاتے تھے یہ تکرار
شیرینیٔ مہر پدری لذت جاں تھی
منہ میں شہ ذیجاہ کے بچے کی زباں تھی

٢٨

کی عرض مفضل نے کہ اے مہر امامت — ہیں اور مرے ماں باپ فدا آپ پہ حضرت
اس طفل سے دلمیں ہوئی پیدا وہی الفت — جس طرح کہ خادم کو ہے حضرت سے محبت
جو اس کا سبب ہے وہ بیاں کیجئے مولا
اس راز کو خادم پہ عیاں کیجئے مولا

٢٩

فرمایا کہ اس کا ہے مرے بعد وہ رتبا — جو بعد پدر رتبہ ہے مخلوق میں میرا
یہ سن کے مفضل نے شہ دیں سے یہ پوچھا — بعد آپ کے کیا یہ ہیں امام اے مرے مولا
فرمایا کہ خلد اسکی محبت کا ثمر ہے
جو اس کا مخالف ہے سقر اس کا مقر ہے

٣٠

وارد کتب معتبرہ میں ہے یہ اخبار — مولائے جہاں موسیٰ کاظم شہ ابرار
کرتے تھے امامت کا رضا کی بہت اظہار — اور خلوت و جلوت میں یہ کہتے تھے بہ تکرار
جو قرض ہے میرا یہ ادا اسکو کرے گا
وعدہ مرا جس سے ہو وفا اسکو کرے گا

۳۱

داؤد نے کاظمؑ سے یہ کی عرض کہ یا شاہ
آزاد جہنم سے مجھے کیجئے للّٰلہ
میں پیر بہت ہو گیا ہوں آپ ہیں آگاہ
بعد آپ کے ہے کون امام اے شہ ذیجاہ
فرمایا مرے بعد وصی میرا علیؑ ہے
یہ والی امر اور امام ازلی ہے

۳۲

تھی آپ کے اخلاق کریمہ کی یہ وسعت
اک راوی بلخی سے ہے مروی یہ روایت
کرتے تھے غلاموں پہ بھی الطاف و عنایت
کہتا ہے وہ جاتے تھے خراسان کو حضرت
تھا میں بھی رکاب شہ فرخندہ سیر میں
گھر سے سوا آرام میسر تھا سفر میں

۳۳

منزل پہ جو اترا وہ مہ برج امامت
خدام بجا لاتے تھے ہر طرح کی خدمت
استادہ ہوئے خیمہ و خرگاہ بسرعت
موجود تھی ہر چیز بھی تھی جس کی ضرورت
حیوان بھی محروم نہ تھے شہ کی عطا سے
پہلے ہوئے سیر اسپ و شتر آب و غذا سے

۳۴

بعد اس کے بچھا خوان پئے خاصۂ داور
کھانے کیلئے بیٹھ گئے شہ کے برابر
تھے جتنے غلام آپ کے ہمراہ سب آ کر
کی عرض یہ میں نے کہ فدا آپ پہ سرور
کھانے کے لئے ان کے جدا جائے اگر ہو
کیا اس میں حرج اے شہ فرخندہ سیر ہو

۳۵

فرمایا شہ دیں نے خدا ایک ہے سب کا
جیسا ہو عمل بدلہ ہر اک پائیگا ویسا
آدم ہیں پدر سب کے تو ماں بھی ہیں حوا
جب یہ ہے تو آپس میں تفاوت کا سبب کیا

اہل نظر اس لطف مواسات کو دیکھیں
خلق حسن و حسن مساوات کو دیکھیں

۳۶

زینت دہ حمام تھا اک دن وہ شہنشاہ
بولا مجھے کیسہ تو کرا ے بندۂ اللہ
اک شخص تھا جو شہ ابرار سے آگاہ
بے عذر اسے کرنے لگے کیسہ شہ ذیجاہ

مطلق نہ تکلف ہوا سلطان زمن کو
ملنے لگے کس شوق سے آپ اس کے بدن کو

۳۷

یہ دیکھ کے لوگوں نے جو کی اسکو ملامت
گر کر قدم شاہ پہ کرنے لگا منت
وہ ہوگیا غرق عرق شرم و ندامت
کی عرض خطا میری بحل کیجیے حضرت

قابل ہے عمل کے شہ آفاق کی تعلیم
اس طرح سے دی آپنے اخلاق کی تعلیم

۳۸

اللہ رے جود و کرم سید عالی
جب شہر خراساں میں تھا وہ خلق کا والی
سائل کبھی در سے نہ پھرا آپکے خالی
صورت یہ نئی شہ نے سخاوت کی نکالی

حق کے لئے مال و زر و گوہر کو لٹایا
روز عرفہ اپنے بھرے گھر کو لٹایا

٣٩

کہنے لگا یہ فضل بن سعد خطا کار
یوں آپ نے لٹوا دیا گھر اپنا جو اک بار
اس میں ہے سراسر ضرر اے سید ابرار
لازم ہے کہ بشر سود و زیاں سے ہو خبردار
یہ جود و سخاوت عجب اے سرور دیں ہے
پاس آپ کے جز رخت بدن کچھ بھی نہیں ہے

٤٠

فرمایا کہ جو مال ہو صرف رہ سبحاں
ہے فائدہ اس میں نہیں نقصان کا امکاں
ہوتا ہے عطا اجر وہ جس کا نہیں پایاں
ایثار ہے یہ جو ہے پسندیدۂ یزداں
یہ حوصلہ دنیا میں نہیں اور کسی کا
ایثار یہ حصہ ہے فقط آل نبیؐ کا

٤١

عمارؓ بن زیاد یہ کرتے ہیں روایت
حج کیلئے مکہ کو روانہ ہوئے حضرت
ہمراہی مولا کی ملی مجھکو سعادت
مصروف سفر تھا قمر برج امامت
تھا قافلہ یوں شاہ فلک جاہ کے ہمراہ
سیارے ہوں جس طرح رواں ماہ کے ہمراہ

٤٢

ناگاہ مرا عبد ہوا راہ میں رنجور
بیمار جو وہ ہو گیا آرام ہوا دور
اس نے بڑے اصرار سے کی خواہش انگور
میں نے کہا اس امر میں رکھو تو مجھے معذور
جنگل ہے یہ بستی ہے بہت دور یہاں سے
تیرے لئے انگور میں لاؤنگا کہاں سے

۴۳

آیا بس اسیوقت غلام شہ ذیشان
اس وقت ترا عبد ہی انگور کا خواہاں
بولا کہ یہہ فرماتے ہیں سلطان خراساں
اس وجہہ سے کیوں ہوتا ہی حیران و پریشاں
ہاں چشم بصیرت سے بس آ شان خدا دیکھ
اے بندۂ حق سامنے اپنے تو ذرا دیکھ

۴۴

لکھتے ہیں یہ عمار جو دیکھا سوئے صحرا
لکھے قلم صدق رقم اس کی ثنا کیا
اک باغ دکھائی دیا شاداب و مطرا
باغ ارم و گلشن فرخار سے اعلیٰ
مثل اس کے چمن گلشن عالم میں کہاں تھا
وہ صنعت میراب گلستان جہاں تھا

۴۵

ہر قسم کے موجود تھے اشجار ثمردار
انگور و انار و رطب اس طرح کے تیار
شاخیں جھکی پڑتی تھیں تھی کثرت اثمار
افراط لطافت سے نظر بھی تھی جنہیں بار
عاجز ہے زباں جنکی ثنا سے شجر ایسے
ہیں بند لب مدح بھی شیریں ثمر ایسے

۴۶

یوں تاک میں انگور کے خوشے تھے نمودار
ہر دانہ صفائی میں تھا رشک در شہوار
جس طرح سر چرخ ہی پروین پرانوار
لب بند عنب گننے سے ہوتا ہے شکر بار
اس طرح کے انگور کہاں باغ جہاں میں
ممکن ہی کہ مل جائے نظیر انکی جناں میں

٤٧

عمار بیاں کرتے ہیں یہ دیکھ کے حالت | کچھ مجھکو مسرت ہوئی اور کچھ ہوئی حیرت
داخل جو ہوا باغ میں ہونے لگی فرحت | تھی جلوہ نما دشت میں اللہ کی قدرت

گلگونۂ رخسارۂ اعجاز تھا وہ باغ
گلدستۂ رنگین خدا ساز تھا وہ باغ

٤٨

میں نے لئے اس باغ سے رمان اور انگور | لا کر انہیں خوشحال ہوا خادم رنجور
حج سے ہوا فارغ وطن آنا ہوا منظور | بغداد میں آیا میں بہت خرم و مسرور

اس طرح سے خرسند ہوا آ کے وطن میں
جس طرح کہ دل شاد ہو بلبل کا چمن میں

٤٩

تھے لیث بن سعد جو اک مومن دیندار | اس واقعہ کا میں نے کیا ان سے جب اظہار
سن کر ہوئے حاضر وہ حضور شہ ابرار | تصدیق بیاں کے ہوئے حضرت سے طلبگار

کی عرض کہ عمار نے جو ذکر کیا ہے
کیا سب یہ درست اے شہ اعجاز نما ہے

٥٠

فرمایا کہ وہ باغ نہیں تم سے بھی کچھ دور | لو دیکھو ادھر سیر اگر اسکی ہے منظور
دیکھا جو ادھر میں نے تو آنکھیں ہوئیں پرنور | باغ آیا نظر وہ ابھی جس کا ہوا مذکور

ہر سبز و تر و تازہ و شاداب تھا وہ باغ
بیشک چمن دہر میں نایاب تھا وہ باغ

۵۱

یہ دیکھ کے مسرور ہوئے لیث خوش ایمان
جز آپ کے کس سے ہو اس اعجاز کا امکان
شہ سے کہا ماں باپ مرے آپ پہ قربان
لاریب امام آپ ہیں اور حجت یزدان
حضرت کا عدو جو ہے مقر اس کا سقر ہے
فردوس بریں آپ کی الفت کا ثمر ہے

۵۲

مولا کی ولادت کا بیاں کرتا ہوں اب حال
یکصد چہل و ہشت ہے میلاد کا بھی سال
تھی گیارہویں اور گیارہواں تھا ماہ نکو فال
تابندہ مدینہ میں ہوا کوکب اجلال
موسیٰؑ بن جعفرؑ شہ والا کے پدر ہیں
اور مادر شہ نجمہؑ فرخندہ سیر ہیں

۵۳

فرماتی ہیں یوں نجمہؑ ذی عفت و عصمت
تھی قدرت حق اور رضاؑ کی تھی کرامت
جب حمل پسر کی مجھے حاصل ہوئی دولت
آثار نہ کچھ حمل کے ظاہر تھے نہ صورت
اللہ عجب شان عبادت تھی رضاؑ کی
آتی تھی صدا بطن سے تسبیح خدا کی

۵۴

ذات ان کی ہے اسرار الٰہی کا خزینہ
سلطان یہ مکے کے ہیں اور شاہ مدینہ
ہیں بحر جہاں میں یہ ہدایت کا سفینہ
آیا شہ والا کی ولادت کا مہینہ
دن آیا جو میلاد شہ کون مکاں کا
کچھ اور ہوا رنگ گلستان جہاں کا

۵۵

پھر فصلِ بہار آئی ہوا دورِ خزاں دور — گلہائے شگفتہ سے چمن ہو گیا معمور
پھر سبزۂ زنگار بنا مرہمِ کافور — بھرنے لگے زخمِ دلِ بلبل کے پھر انگور

ہمدردیٔ بلبل ہے سزاوارِ رگِ گل
موجود ہے بخیہ کے لئے تارِ رگِ گل

۵۶

گلشن پہ گھٹا ٹوپ ہی چھایا ہوا بادل — برسا تو رواں نہریں ہوئیں بھر گئے جل تھل
پتے کہیں نکلے ہیں کہیں پھوٹی نئی کونپل — پیدا ہوئے شاخوں میں کہیں پھول کہیں پھل

منہ غنچوں کے بادِ سحری چوم رہی ہے
ہے کثرتِ گل شاخ ہر اک جھوم رہی ہے

۵۷

کیا موسمِ گل کا چمنستاں میں جما رنگ — سوسن کا نیا رنگ ہے نرگس کا نیا رنگ
سبزہ کا شقائق کا دکھاتی ہے حنا رنگ — ہر گل کا جدا ڈھنگ جدا بو ہے جدا رنگ

کہتے ہیں سخن سنج یہ نیرنگ بیاں ہے
رنگینیٔ گلشن میں نیا رنگ بیاں ہے

۵۸

رنگِ گل و لالہ سے ہے گلزارِ جہاں سرخ — طوطی کی ہے منقار تو بلبل کی زباں سرخ
عکسِ شفقِ سرخ سے ہے آبِ رواں سرخ — لالہ کی طرح رنگِ رخِ گلبدناں سرخ

نہروں میں نظر آتی ہے ہر ایک سمک سرخ
پھولوں سے زمیں سرخ شفق سے ہے فلک سرخ

۵۹

ہیں ابر بہاری کی ریاضت سے شجر سبز
سبزانِ چمن سبز ہیں سبز رنگ کے ہیں پر سبز
پامال صبا ہونے سے سبزہ ہوا سر سبز
سبزہ کا ہے عکس ہیں شبنم کے گہر سبز
یہ رنگ ہے یہ گنبد خضرا نظر آیا
دامانِ خضر گلشن و صحرا نظر آیا

۶۰

گلشن میں گلوں کا ہے عجب رنگ عجب لوچ
تھم تھم کے جو چلتی ہے صبا دیتی ہے سب لوچ
ہے یاسمن و سنبل و نسرین کی غضب بو
پھیلی ہوئی گلشن میں ہے ہر بوئے گل خوشبو
نکہت سے جو گلہائے معطر کی بسا ہے
گلشن ہمہ تن طبلۂ عطار بنا ہے

۶۱

انداز دکھاتے ہیں نئے گیسوئے سنبل
ہو جاتے ہیں جب نامیہ سے غنچے دہن گل
ہیں شاہدِ طناز کے بکھرے ہوئے کاکل
بڑھتا ہے ادھر جوشِ طرب سے دل بلبل
ہے فیض نمو نرگس تر کی نظروں میں
کلیاں نئی پھوٹی ہیں عنادل کے پروں میں

۶۲

پھر اے مرے ساقی ہے ترے لطف کا ہنگام
آغاز سے بہتر ہو ترے مست کا انجام
تو چاہے تو بن جائیں مرے بگڑے ہوئے کام
دے بادۂ عرفان کا چھلکتا ہوا پھر جام
جلوہ ترا منظور ہے کہ ہر سو نظر آئے
پردے سے مری آنکھ نے اٹھیں تو نظر آئے

٦٣

تو بحرِ سخا ابرِ گہر بار عطا ہے
تو معنیِ کُن مقصدِ لولاک لما ہے

حلّالِ مہمات ہے تو عقدہ کشا ہے
تو دستِ خدا وجہِ خدا عینِ خدا ہے

لاریب ہے تو مصدرِ اوصافِ الٰہی
ہے ذات تری مظہرِ اوصافِ الٰہی

٦٤

ساقی تجھے حق نے کیا کوثر کا سردار
معلوم ہے تجھکو میں ترا خاص ہوں میخوار

تسنیم کا مالک ہے تو کوثر کا ہے مختار
کر ساغرِ دل کو تو مئے عشق سے سرشار

جو خاص ہو میکش کو وہ انعام عطا کر
صدقے ترے دسواں مجھے اب جام عطا کر

٦٥

وہ مئے دے سوا جس سے ہو ایمان کی تنویر
کیفیتِ صہبائے ولا کی ہو یہ تاثیر

وہ مئے دے چمک جائے مرا اخترِ تقدیر
آئینۂ دل میں اتر آئے تری تصویر

یوں باطن و ظاہر میں ہو الفت تری ساقی
تو دل میں ہو آنکھوں میں ہو صورت تری ساقی

٦٦

وہ مئے دے مجھے جس سے رہوں شام و سحر مست
کیفِ مئے عرفاں کرے اس طرح سے سر مست

اترے نہ کبھی نشہ یہ ایسا مجھے کر مست
تن مست ہو جاں مست ہو دل مست جگر مست

باقی اسی مستی سے ہو ہستی مری ساقی
مرنے پہ بھی اترے نہ یہ مستی مری ساقی

کیا روح فزا آج مدینہ کی فضا ہے موسیٰ کا مکاں رشک وہ طور بنا ہے	۶۷	پھیلی ہوئی آفاق میں تنویر و ضیا ہے وہ جلوہ نما ہوتا ہے جو نور خدا ہے
۶۸	دیکھیں بن عمران اگر اس نور کا جلوہ گر جائے نظر سے جبل طور کا جلوہ	
فرماتی ہیں نجمہ شہ ذی جاہ کی مادر پہلے رکھے فرزند نے ہاتھ اپنے زمیں پر		جس دم متولد ہوا وہ خاصۂ داور بعد اس کے سوئے چرخ اٹھایا سر انور
۶۹	وارث شہ لولاک کے ہیں ہادی دیں ہیں مطلب ہے کہ ہم حاکم افلاک و زمیں ہیں	
گھر موسیٰ کاظم کا بنا مطلع انوار ہاں مومنو مولا سے کہو یا شہ ابرار		ہے زیب وہ برج شرف مہر ضیا بار حضرت کو مبارک ہو یہ فرزند دلدار
۷۰	اخلاص سے تعظیم رضا کے لئے اٹھو آداب سے تسلیم رضا کیلئے اٹھو	
خامہ کو صفی روک کہ ہے وقت دعا کا یہ بندہ بیمار ہے محتاج شفا کا		دے واسطہ خالق کو غریب الغربا کا زائر مجھے کر دے لحد پاک رضا کا
از تصنیف بتعجیل	دریائے کرم سے در مقصود عطا کر دل کو مرے گنجینۂ تسلیم و رضا کر	سنہ ۱۲۵۷ ہجری

مسدس ولادت باسعادت حضرت امام محمد تقیؑ

(۱)

چمکتا ہے پھر آفتاب سخن
گہربار ہے پھر سحاب سخن
زباں پر ہے شرح کتاب سخن
یہ خامہ ہے مفتاح باب سخن
نہ کیوں قفل گنج معانی کھلے
نہ کیوں کر در خوش بیانی کھلے

۲

چمن کا مرے اور ہی رنگ ہے
نئی طرز ہے اور نیا ڈھنگ ہے
گل اس کا ہر اک نقش ارژنگ ہے
کہ بہزاد بھی دیکھ کر دنگ ہے
وہ نقش و نگار معانی بنے
کہ آئینہ حیرت کا مانی بنے

۳

مرصع ہے نظم جواہر نگار
ہر اک لفظ ہے اک دُرِ شاہوار
ہے سلک گہر اس سے سوا آبدار
کہ عقد ثریا بھی جس پر نثار
زباں آب گوہر سے دھوتا ہوں میں
یہ موتی کی لڑیاں پروتا ہوں میں

۴

یہ پرکھ لیں انہیں جوہری ہیں کہاں
یہ فکر بلند اور طبع رواں
جواہر ہیں تو لیں انہیں قدرداں
یہ حسن بیاں اور یہ لطف زباں

یہ بندش یہ طرز ادا اور ہے
یہ مضمون یہ ذہن رسا اور ہے

ہے مدح محمد بہار سخن
اسی سے ہے قدر و وقار سخن
ہرا اس سے ہی سبزہ زار سخن
اسی سے ہے حسن نگار سخن

یہ شوکت سخن کی ہے یہ شان ہے
یہی نطق کی روح بے جان ہے

اسی سے ہے روشن چراغ سخن
ہے سرشار اس سے ایاغ سخن
فلک پر ہے اس سے دماغ سخن
اسی سے شگفتہ ہے باغ سخن

یہی سب کلاموں کی سرتاج ہے
سخن کی یہی مدح معراج ہے

اسی سے زباں کو یہ طاقت ملی
اسی سے بیاں کو لطافت ملی
اسی سے سخن کو یہ عزت ملی
سلاست فصاحت بلاغت ملی

یہ ہے حسن و زیبائی ناطقہ
یہ ہے علت غائی ناطقہ

٨

محمدؑ ہے نام اور تقیؑ ہے لقب
یہ ہیں رحمت حق یہ ہیں فضلِ رب

یہ تکوین کونین کا ہیں سبب
خدا کی خدائی میں ہیں منتخب

٩

خدا کے ہیں یہ اور ان کا خدا
یہ ہیں کشتیٔ خلق کے ناخدا

یہ ہیں حجت خاص رب العباد
انہی کا در پاک باب المراد

شفیع محبان ہیں روز معاد
ہیں القاب ان کے تقی و جواد

١٠

یہ کان عطا معدن جود ہیں!
کلید در گنج مقصود ہیں!

سحاب مطیر سخاوت ہیں یہ
ضیائے سریر امامت ہیں یہ

سراج منیر ہدایت ہیں یہ
بہائے گہر رسالت ہیں یہ

١١

سوا ان کے کس کی یہ عزت ہوئی
کہ امت پہ واجب مودت ہوئی

یہ ہیں کار فرمائے یوم الحساب
یہ ہیں واقف راز فصل الخطاب

یہ ہیں ضامن عہد نعم الثواب
یہ ہیں عالم علم ام الکتاب

نہیں کوئی شک ان کی ہے شان میں
لدینا جو آیا ہے قرآن میں

۱۲

انہیں سے ہے بنیاد ارض و سما
انہیں کا ہے فرمان حکم قضا
ہے قبضہ میں ان کے فنا و بقا
انہی کا تقرب ہے قرب خدا
انہی سے وہ دُرِ مدعا مل گیا
کہ ملنے سے ان کے خدا مل گیا

۱۳

یہ کانٹے کو رشک گل تر کریں
یہ قطرہ کو چاہیں تو گوہر کریں
یہ ذرہ کو مہر منور کریں
عرض کو بدل کر یہ جوہر کریں
یہ دیں حکم تو رات ابھی دن بنے
محال ان کے کہنے سے ممکن بنے

۱۴

یہ حضرت کو توقیر و عزت ملی
خلافت ولایت امامت ملی
کہ میراث شاہ رسالت ملی
خدائی کی ان کو حکومت ملی
یہی وارث تاج لولاک ہیں
یہی باعث اوج افلاک ہیں

۱۵

شہ انس و جاں ہیں محمدؐ تقیؑ
محمدؐ کی جاں ہیں محمدؐ تقی
امام جہاں ہیں محمدؐ تقیؑ
خدا کی زباں ہیں محمدؐ تقی
ہیں لخت دل فاطمہؑ آپ بھی
علیؑ کے ہیں بیٹے بھی اور باپ بھی

۱۶

رحیم و کریم و جواد و سخی
بحی و زکی و نقی و تقی

رضی علی و رسمی نبی
محمد کے نائب خدا کے ولی

یہ دانائے اسرار لاریب ہیں
بفضل خدا عالم الغیب ہیں

۱۷

روایت میں ہے اس طرح سے رقم
بدیع الجمال و جمیل الشیم

مدینہ میں اک سید محترم
تھے مسکن گزیں استطاعت تھی کم

فلاکت میں قانع تھے وہ حق پرست
قناعت بہر حال اولیٰ تر است

۱۸

کنیز ایک تھی خوب رو خوش سیر
محبت نے اس کی کیا یہ اثر

پڑی اس پہ سید کی اک دن نظر
کہ مضطر ہوئے سید نامور

مگر کیا کریں استطاعت نہ تھی
اسے مول لینے کی قدرت نہ تھی

۱۹

ہوئے حاضر بارگاہ امام
کیا عرض مطلب بشوق تمام

قدم چومے حضرت کے بعد سلام
کہ ہیں آپ حاجت روائے انام

مجھے بند غم سے رہا کیجئے
کنیز ایک ہے وہ دلا دیجئے

۲۰

رہے سن کے خاموش سلطانِ دیں :
تھی چشم اشک بار اور دل تھا حزیں
وہاں سے اُدھر سید اندوہگیں
کہا مجھ سے قسمت موافق نہیں!

کٹی رات اختر شماری کے ساتھ
سحر ہوگئی آہ و زاری کے ساتھ

۲۱

ہوئی صبح جب تو خبر یہ سنی
یہ سنتے ہی حالت دگرگوں ہوئی
وہ لونڈی کسی اور نے مول لی
گھٹا رنج کی قلب پر چھا گئی

گری برقِ غم سیدِ پاک پر
جگر تھام کر گر پڑے خاک پر

۲۲

پھر آئے حضور شہ نامدار
کیا عرض حضرت سے سب حالِ زار
تڑپتا تھا دل اور چشم اشکبار
کہا شہ نے ہوتے ہو کیوں بیقرار

الم یہ خوشی سے بدل جائے گا
چلو باغ میں دل بہل جائے گا

۲۳

یہ فرما کے اٹھے شہِ انس و جاں
خراماں خراماں تفرج کناں
وہ سید بھی تھے ساتھ شہ کے رواں
درِ باغ پر پہنچے شاہِ زماں

دلِ زار لے کس طرح سے قرار
تھے سید اسی طرح سے بے قرار

۲۴
کہا شہ نے اے سیّد با تمیز
نہایت ہے خاطر تمہاری عزیز
ہے مال و زر و سیم بھی کوئی چیز
بتاؤ خریدی ہے کس نے کنیز

بتا اس کا گر مجھکو بتلاؤ تم
تو شاید مراد دلی پاؤ تم

۲۵
یہ سنکر ہوئے اور وہ بیقرار
اٹھیں ساتھ لے کر شہ نامدار
بھر آیا دل آنکھیں ہوئیں اشکبار
ہوئے داخل باغ مثل بہار

شگفتہ خوشی سے ہوا روئے گل
شہ دیں کو لینے چلی بوئے گل

۲۶
زہے فیض اقدام شاہ زماں
خیاباں ہوئے روکش کہکشاں
زمین چمن بن گئی آسماں
کھلے گل ستارے ہوئے ضوفشاں

چمن میں حضور اس طرح سے چلے
نسیم سحر جس طرح سے چلے

۲۷
عجب باغ تھا دل کش و دلکشا
فضا جاں فزا روح پرور ہوا
ہر اک نخل سر سبز و شاداب تھا
بسی نکہت گل سے باد صبا

گل تر تھے ہر سو مہکتے ہوئے
عنادل خوشی سے چہکتے ہوئے

۲۸

وہ دلچسپ منظر سہانا سماں! وہ ابر تنک کا کھچا سائباں
وہ آب مصفا کی نہریں رواں! نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیاں!

وہ شوخی سے جب گدگدانے لگی
ہنسے گل کلی مسکرانے لگی

۲۹

برس کر کھلا تھا جو ابر بہار تھیں نہریں رواں جوش میں آبشار
دکھاتا تھا اپنی پھبن سبزہ زار سوا ہو گیا تھا چمن کا نکھار

گھٹا آکے پانی جو برسا گئی
چمن میں عجب تازگی آ گئی

۳۰

خوشا موسم گل کی تیاریاں کہ رنگین پھولوں سے تھیں کیاریاں
تھیں دیبائے اخضر پہ گلکاریاں تھی شبنم کی اُس پر گہر باریاں!

بھری کثرت گل سے بالکل زمیں
گلستاں کی تھی سرزمیں گل زمیں

۳۱

تھے بالیدہ سرو لب جوئبار کہیں نرگس و سوسن آبدار
شقایق دکھاتا تھا اپنی بہار کہیں تختۂ گل کہیں لالہ زار

خمیدہ تھیں شاخیں یہ تھا بار گل
درختوں کے تھالوں میں انبار گل

۳۲

جو کرتی ہے نرگس نگہہ بازیاں — تو سوسن کے منہ میں کھلی ہے زباں
جو افسانۂ عشق کا ہے بیاں — تو بلبل کی گُل سنتے ہیں داستاں

عجب بلبل و گل کا انداز ہے
ادھر ہے نیاز اور ادھر ناز ہے

۳۳

تھے سبزان گلشن میں ممتاز گل — دکھاتے تھے کیا دلکش انداز گل
نہ کیوں رنگ و بو پر کریں ناز گل — سراپا تھے صنع خدا ساز گل

گلستاں کی شوکت بھی تھے شان بھی
عنادل کا دل بھی تھے اور جان بھی

۳۴

ہے بلبل کی گردن پہ احسان گل — ہوئی ہے جو گلشن میں مہمان گل
نہ کیوں جان بلبل ہو قربان گل — کہ ہے شان محبوب شایان گل

گلوں میں کہاں رنگ و بوئے وفا
عنادل ہیں شیدائے خوئے وفا

۳۵

خراماں خراماں شہ انس و جاں — ہوئے جلوہ گر باغ کے درمیاں
نظر آیا اک قصر عالی وہاں — نفاست کا اس کی کروں کیا بیاں

حقیقت میں گلشن کی زینت تھا وہ
کہ ہم پایۂ قصر جنت تھا وہ

۳۶

نہایت تھا آراستہ وہ مکاں
ہوئے گھر میں داخل امام زماں

مہیّا سب اسباب راحت وہاں
تھے سید بھی ساتھ آہ وزاری کناں

غم انگیں جو انکا دل زار تھا
تو وہ گلشن آنکھوں میں اک خار تھا

۳۷

گئے جب وہاں سید دل حزیں
گل اندام غنچہ دہن مہ جبیں

نظر آئی اک دختر نازنیں
وہ قصر جناں تھا تو یہ حور عین

عجب حسن صنع خدا ساز تھی
حسینوں کی وہ مایۂ ناز تھی

۳۸

پڑی اس پہ سید کی جس دم نظر
کہا شہ نے اے سید خوش سیر

کیا بند آنکھوں کو منہ پھیر کر
تم آپس میں محرم ہو دیکھو ادھر

یہ ہے باغ و دختر تمہارے لئے
یہ اسباب یہ گھر تمہارے لئے

۳۹

یہ سن کر جو سید نے دیکھا ادھر
بنا دل کا آئینہ حیرت کا گھر

ہے شان الٰہی عجب جلوہ گر
یہ سمجھے کہ دیتی ہے دھوکہ نظر

جو آئینۂ دل میں تصویر تھی
وہی اب مقابل میں تصویر تھی

۴۰

تعجب سے سید نے دل میں کہا
ذرا دیکھ اے چشم بخت رسا
میں سوتا ہوں اس وقت یا جاگتا
کہ ہے یہ تو میری وہی دلربا

خدا جانے کیسے یہ اسرار ہیں
امام اس سے بیشک خبردار ہیں

۴۱

یہ کہنے لگے ان سے شاہ امام
یہ دختر یہ باغ اور یہ اشیا تمام
نہیں ہے یہ حیرت کا بھائی مقام
عطائے خداوند ہیں لا کلام

دل اب بند غم سے رہا ہو گیا
کرو شکر فضل خدا ہو گیا

۴۲

زہے جود و احسان ابن الرضا
ملا لطف شہ سے دُر مدعا
یہ کان عطا ہیں یہ بحر سخا
یہ انداز بخشش ہے سب سے جدا

خداوند جود و سخاوت ہیں یہ
پئے بندگان حق کی رحمت ہیں یہ

۴۳

محمد ہیں اک راوی معتبر
انہی سے ہے درج کتب یہ خبر
جو ہیں ابن میمون خجستہ سیر
بھتے مکہ میں حضرت رضا جلوہ گر

جو وہ نور حق زینت فرش تھا
تو کعبہ تجلی وہ عرش تھا

۴۴

کہا شہ سے اس نے بصد احترام
اگر کوئی نامہ ہو یا ہو پیام
مدینہ کو جاتا ہوں کل یا امام
عطا ہو تو لے جائے گا یہ غلام
محمد تقیؑ کو وہ پہونچائے گا
غلام آپ کا یہ شرف پائے گا

۴۵

یہ سن کر ہوئے خوش جناب رضاؑ
وہ کہتے ہیں مجھ کو ہوا وہ عطا
اور اک خط محمدؑ تقی کو لکھا
مدینہ کو پھر میں روانہ ہوا
جو حضرت کا میں نامہ بر ہو گیا
وسیلہ ظفر کا سفر ہو گیا

۴۶

رمد میں ہوا مبتلا ناگہاں
مرض نے مجھے کر دیا خستہ جاں
وہ آنکھوں میں سوزش وہ درد الاماں
علاج اس سفر میں تھا ممکن کہاں
رمد کے مرض کی یہ شدت ہوئی
کہ آنکھوں سے رخصت بصارت ہوئی

۴۷

جو پہونچا مدینہ بفضل خدا
زہے لطف و احسان ابن الرضاؑ
تو بیت الشرف پر رضاؑ کے گیا
ہوا مجھ کو اذن حضوری عطا
ادب سے جو میں گھر میں داخل ہوا
شرف باریابی کا حاصل ہوا

ضیا بخش گہوارہ تھے وہ جناب
سلام ان پہ میں نے کیا جب شتاب

۴۸

تھا برج شرف میں عیاں آفتاب
دیا شاہ والا نے مجھ کو جواب

آئمہ یہ خاصان داور ہیں سب
بڑے چھوٹے ان کے برابر ہیں سب

۴۹

پھر آغوشِ خادم میں آئے امامؑ
پڑھا شہ نے اس کو بہ شوق تمام

لیا مجھ سے نامہ بصد احترام
کہا پھر یہ مجھ سے کہ اے نیک نام

پریشان جو تو اے خوش اعمال ہے
بتا مجھکو آنکھوں کا کیسا حال ہے

۵۰

ادب سے یہ اس وقت میں نے کہا
ہوں حضرت پہ ماں باپ میرے فدا

کہ اے نور عین جناب رضاؑ
مصیبت میں ہے یہ غلام آپ کا

مطلع دیگر

۵۱

وہ نور بصارت سے محروم ہے
وہ حضرت کی رویت سے محروم ہے

اب اے فکر زور طبیعت دکھا
کمالات عین حقیقت دکھا

نگارِ معانی کی صورت دکھا
تجلی نورِ بصیرت دکھا

ولایت کا شہ کی اثر دیکھ لیں
یہ اعجاز اہل نظر دیکھ لیں

	۵۲	
وہ دیکھو بڑھا دست ابن الرضا جو آنکھوں پہ پھیرا بہ لطف و عطا		وہ آئی پئے دست بوسی شفا تو نور بصارت چمکنے لگا

منور ہوئی چشم بدور آنکھ
دکھانے لگی جلوۂ نور آنکھ
۵۳

محمد کی آنکھیں جو روشن ہوئیں نظر آیا روئے امام مبیں		تو حاصل ہوا اس کو عین الیقیں جھکا پائے اقدس پہ رکھ دی جبیں

کہا نور چشم علی آپ ہیں
حقیقت میں حق کے ولی آپ ہیں
۵۴

بیان فضائل کچھ آساں نہیں تھی دسویں رجب کی سعادت قریں		ولادت کا حال اب سنیں مومنیں مدینہ میں پیدا ہوئے شاہ دیں

جو ماں خیر زاں نیک انجام ہے
تو شہ کے پدر کا علیؑ نام ہے
۵۵

حکیمہ سے منقول ہے یہ خبر رضا نے بلا کر مجھے اپنے گھر		جو ہیں دختر کاظمؑ نامور یہ فرمایا اے خواہر خوش سیر

مجھے شاد و مسرور اب دیکھئے
بسر میرے گھر میں یہ شب کیجئے

۵۶

یہ شب ہے ہمایوں بہجت فزا ‏‏ عیاں ہوگی اب قدرت کبریا
عنایات تفضل و کرم سے خدا ‏‏ پسر خیر زاں کو کریگا عطا

خداوند عالم کی رحمت ہے وہ
ہے میرا وصی حق کی حجت ہے وہ

۵۷

جناب حکیمہ کا ہے یوں بیاں ‏‏ یہ سن کر ہوا دل مرا شادماں
رہی گھر میں بھائی کے میں میہماں ‏‏ دل افروز تھی وہ شب ضوفشاں

وہ شب نور بخش شب بدر تھی
ضیائے دل لیلۃ القدر تھی

۵۸

دکھاتی تھی وہ رات دن کا ظہور ‏‏ چمکتا تھا ماہ و کواکب کا نور
چراغوں کی لو ہمسر زلف حور ‏‏ ستاروں کی ضو رو کش شمع طور

زمیں نور کی آسماں نور کا
جدھر دیکھئے اک سماں نور کا

۵۹

غرض ساتھ مجھکو امام زماں ‏‏ وہاں لے گئے تھیں جہاں خیر زاں
تھی حجرہ میں وہ صاحب عز و شاں ‏‏ منور چراغوں سے تھا سب مکاں

کہا شہ نے ہے حق کی رحمت قریب
ہے میرے پسر کی ولادت قریب

۶۰
یہ کہہ کر گئے شاہ جن و بشر — کیا بند حضرت نے حجرے کا در
ادب سے جھکا دے قلم اپنا سر — نہاں سات پردہ میں ہوئے نظر

۶۱
کھلے کس طرح راز اب بند ہے
کہ چشم تصور بھی اب بند ہے

کرم کر اب اے ساقیٔ بزم نور — کہ اس میکدہ میں ہے تیرا ظہور
پلا مجھکو جام شراب طہور — کہ ہے رجس سے میرا احمد ورح دور

۶۲
مجھے خاص انعام دے ساقیا
بس اب گیا ہواں جام دے ساقیا

سوا تیرے مشکل کشا کون ہے — شہنشاہ ارض و سما کون ہے
وصی شہٗ انبیاؑ کون ہے — حبیبِ حبیبِ خدا کون ہے

۶۳
جہاں تیرا طالب تو مطلوب ہے
خداوند عالم کا محبوب ہے

مدینہ نبیؐ علم کا در ہے تو — صدف جس کا کعبہ وہ گوہر ہے تو
عرض خلق ہے اور جوہر ہے تو — رسولؐ خدا جسم ہیں سر ہے تو

خدا کی خدائی ترا راج ہے
ولایت کا بالائے سر تاج ہے

۶۴

نہ اورنگ و تاج لوا چاہیئے!
نہ شاہی نہ ظل ہما چاہیئے

نہ مال و زر و کیمیا چاہیئے!
جو چاہے تجھے اس کو کیا چاہیئے

ترے رند کا مدعا مل گیا!
مجھے مل گیا تو خدا مل گیا

۶۵

مئے ناب گلرنگ لا ساقیا
گلابی لبوں سے پلا ساقیا

مرا غنچۂ دل کھلا ساقیا
پلا ہاں پلا ہاں پلا ساقیا

اسی روح وایما لئے جیتا ہوں میں
پلاتا ہے تو اور پیتا ہوں میں

۶۶

دکھاتی ہے رنگ ارغوانی شراب
ہے سرمایۂ زندگانی شراب

بڑھاتی ہے جوش جوانی شراب
اگر عین الخضر کا ہے پانی شراب

اسی سے ہے سرب آب تاب حیات
یہ ہے آبرو بخش آب حیات

۶۷

جو کم ظرف ہو وہ اسے کیا پئے
گوارا ہو ساقی کو ایسا پئے

جو ہو پاک مشرب کو مینا پئے
ہو مستی سے بیہوش اتنا پئے

یہ کیفیت نشہ باقی رہے
فراموش سب یاد ساقی رہے

۶۸

اسی مئے کا دل سے خریدار ہوں
شراب کہن کا طلبگار ہوں

اسی نشۂ مئے سے سرشار ہوں
کہ تیرا پرانا میں مئے خوار ہوں

پلا مئے کہ رند اور مست آج ہو
تماشائے بزم الست آج ہو

۶۹

جھلکتی ہے کیا آفتابی شراب
طلب کر رہا ہے شرابی شراب

مہکتی ہے کیسی گلابی شراب
ہو جام گلگی بوترابی شراب

ہو تیرا ہی رنگ اور بو ساقیا
نظر آئے ساغر میں تو ساقیا

۷۰

مرے دل کو مرآۃ ایماں بنا
ابوذر بنا مجھ کو سلماں بنا

تو سینہ کو مشکوٰۃ عرفاں بنا
مجھے محرم راز امکاں بنا

ہو بند آنکھ چشم بصیرت کھلے
چڑھے نشہ سر حقیقت کھلے

۷۱

جواد و سخی کی ولادت ہوئی
خدا کے ولی کی ولادت ہوئی

نبیؐ کے وصی کی ولادت ہوئی
محمد تقیؑ کی ولادت ہوئی

جھکیں شیعہ حضرت کی تسلیم کو
اٹھیں شاہ والا کی تعظیم کو

۷۲

وہ ماہِ امامت کی چمکی ضیا
ہوئے رونق افروز حجرہ رضاؑ
تو بیت الشرف شہ کا روشن ہوا
حکیمہ سے ارشاد شہ نے کیا

ادھر لاؤ نورِ نظر کو بہن
مری گود میں دولہے کو بہن

۷۳

پھر اس طفل کو لیکے سلطانِ دیں
ہوا زیبِ گہوارہ وہ نازنیں
جھکے اور محبت سے چومی جبیں!
حکیمہ سے فرمایا بیٹھو یہیں

رہو تین دن تک یہاں اے بہن
نہ ہونا جدا اس سے ہاں اے بہن

۷۴

دلِ خیزراں خوش ہے بے انتہا
محبّو کرو تہنیت یوں ادا
نہایت ہیں مسرور حضرت رضاؑ
مبارک ہو حضرتؑ کو یہ مہ لقا

جہاں میں اب اس کا اجالا رہے
سلامت یہ نازوں کا پالا رہے

۷۵

ہے اب رحمتِ کبریا کا نزول
الٰہی بہ حقِ علیؑ و بتولؑ
دعائیں محبوں کی ہوں گی قبول
بہ حقِ رسولؐ و بہ آلِ رسولؐ

یہی تجھ سے اب ہے دعا اے کریم
حوائج ہوں سب کے ادا اے کریم

۴۶

صفی خوب تو نے مسدس کہا
روانی یہ اس بحر میں مرحبا

یہ فکر بلند اور یہ طبع رسا
ہے اہل سخن کی زباں پر ثنا

کہاں نظم نو میں لطافت ہے یہ
محبونکا حسن سماعت ہے یہ

تمام شد

سال تصنیف ۳۰ جمادی الآخر ۱۳۵۵ھ ہجری

مسدس ولادت باسعادت حضرت امام علی نقی علیہ السلام

مصنفہ میر محمد باقر — باقر امانت خانی

(۱)

طاعت رب علا ہے مدح آل مصطفےٰ
افتخار انبیاؑ ہے مدح آل مصطفےٰ

درد عصیاں کی دوا ہے مدح آل مصطفےٰ
مصطفےٰ کی خود ثنا ہے مدح آل مصطفےٰ

آسمانوں پر فرشتوں کی یہی معراج ہے
مدح آل مصطفےٰ روح الامیں کا تاج ہے

۲

ہے سخن موتی اگر تو اس کی ہے یہ آبرو
اک شگوفہ وہ اگر ہے تو یہ ہے حُسنِ نمو
ہے سخن گر پھول تو یہ اُس گُلِ تازہ کی بو
گر سخن ہے دل تو یہ ہے قلب کا تازہ لہو

نطق کی معراج ہے اس سے بڑھی شانِ سخن
مدحتِ آلِ محمدؐ ہی تو ہے جانِ سخن

۳

مدحِ آلِ پاک سے افزوں کوئی عزت نہیں
نطق لیتا ہے مزا ایسی کوئی لذت نہیں
اس سے بڑھ کر اور دنیا میں کوئی شہرت نہیں
ہر کس و ناکس کو مل جائے یہ وہ دولت نہیں

حوصلہ درکار ہے اور ظرف قابل چاہیئے
مدحتِ آلِ نبیؐ کے واسطے دل چاہیئے

۴

قلبِ مخلص سے ہے وابستہ عمل کا ارتقا
ہیں خلوص آمیز ہی اعمال مقبولِ خدا
مانگتے ہیں دل سے جب مقبول ہوتی ہے دعا
آدمی پاتا بھی ہے اخلاصِ نیت کا صلا

جوہرِ اخلاص ہو تو آدمی انسان ہے
قلب کا اخلاص ہی حُسنِ عمل کی جان ہے

۵

آلِ احمدؐ کے فضائل کی نہیں کچھ انتہا
میں حقیقت میں ہوں اک جرعہ کشِ بحرِ ثنا
حقِ مدحت اس زباں سے ہو نہیں سکتا ادا
مل گیا جو کچھ مجھے اللہ کی یہ ہے عطا

یہ طفیلِ پنجتنؑ ہے رحمتِ معبود ہے
مدحِ اہلِ بیت ہی میرا مقصود ہے

۶

لطف آئے کس طرح لطفِ زباں مجھ میں نہیں
دلکشی کیوں کر ہو جب حسنِ بیاں مجھ میں نہیں

ہو روانی کس طرح طبعِ رواں مجھ میں نہیں
ہے سخن میں سادگی رنگینیاں مجھ میں نہیں

بادۂ اخلاص سے بس رات دن سرشار ہوں
میں تو اک مداحِ آلِ احمدِ مختار ہوں

۷

دل نہ میرا مدحِ اہلبیت سے غافل رہے
ہو زباں پر مدح جب تک نطق کے قابل رہے

قلب میں ہو جاگزیں جب تک مرا دل دل رہے
روحِ مدحت بن کے میری سانس میں شامل رہے

قلب میرا ذکرِ محبوبِ خدا کرتا رہے
ہر بنِ مو آلِ احمد کی ثنا کرتا رہے

۸

آلِ احمد کون جس کی شان میں ہل اتا
کرتی ہے قرآں میں خود جس کی مدحت انّما

جس کے دروازے پہ پردہ آیۂ تطہیر کا
جزوِ ایماں بن گئی اسلام میں جس کی ولا

مصطفیٰ کی آل سے جس کو مودت ہو گئی
قولِ پیغمبر سے وہ اجرِ رسالت ہو گئی

۹

ہے مرے ممدوح کا آلِ محمد میں شمار
ان کو خالق نے خدائی پر دیا تھا اختیار

ان کے ہر قول و عمل میں تھا بزرگوں کا شعار
ملکِ دیں پر تھا انہیں دنیا میں کامل اقتدار

تھے رسول اللہ کے پیغام کی روحِ رواں
دور میں اپنے رہے اسلام کی روحِ رواں

۱۰

بارہویں معصوم یہ ہیں اور ہیں سویں امام
ہے تصور کی حدوں سے بھی پرے انکا مقام
ذات انکی درگہہ خالق میں ہے ذی احترام
شہپر جبریل پر لکھا ہوا ہے انکا نام

روح دیں ہیں شوکت اسلام ہیں ابن تقیؑ
حیدرؑ کرار کے ہمنام ہیں ابن تقیؑ

۱۱

مظہر شان الٰہی مالک دنیا و دیں
شاہ دیں انسان کامل عبد رب العالمیں
جانشین مصطفےٰؐ رب کے ولی گردوں نشیں
طیب و طاہر فقیہہ مرتضیٰ ہادی امیں

روح تقویٰ زہد کی جاں متقی زاہد نقیؑ
جان ایماں حق پرست و ساجد و عابد نقیؑ

۱۲

خلق کے حاجت روا اور بدر باب المراد
جان شرع احمدؐ مختار روح اجتہاد
ہے شکست خواہشات نفس ہی انکا جہاد
صاحب جود و سخا اہل کرم ابن جواد

ان کی بے پایاں عطا شان مروت لاجواب
بے بدل انکا گھرانا اور سخاوت لاجواب

۱۳

عالم طفلی میں ہی ان کو ملی حق کی عطا
وہ تو مادر کے شکم میں بھی بنے معجز نما
ہو کے پیدا ان کے داوا نے تو قرآں پڑھ دیا
ایک ہے فضل خدا سے انکا ہر چھوٹا بڑا

باپ دنیا سے گئے حق کی ولایت مل گئی
چھ برس کے سن میں حضرت کو امامت مل گئی

۱۴

آج اسی معصوم بر حق کی ولادت کا ہے روز
یہ کرامت کا ہے دن اور حق کی رحمت کا ہے روز
انس و جن کو ہے خوشی دنیا میں بہجت کا ہے روز
مومنو خوشیاں مناؤ یہ مسرت کا ہے روز
دل جو رہتے ہیں انھیں تڑپا گئی فصل بہار
اب گلستان جہاں میں آگئی فصل بہار

۱۵

کوک وہ کوئل کی وہ جنگل میں شاما کی بہار
کرتی ہے بے چین دل کو موج دریا کی بہار
آبشاروں نے عجب دی ہیں پیدا کی بہار
یہ رہے ملحوظ خاطر ہے یہ صحرا کی بہار
قدرتی اس کی زمیں ہے آسماں ہے قدرتی
کچھ تصنع ہی نہیں سارا سماں ہے قدرتی

۱۶

نامیہ کا جوش ہے سبزہ اگا ہے ہر طرف
فیض تاثیر ہوائے جانفزا ہے ہر طرف
فرش بچھا سبز مخمل کا ہے گویا ہر طرف
رشک باغ خلد اب صحرا بنا ہے ہر طرف
جھولتی ہیں ٹہنیاں گویا ہے جھولوں کی بہار
ہر طرف آئی نظر جنگل کے پھولوں کی بہار

۱۷

حسن کی رنگینیوں میں ہنستے جاتے ہیں کنول
اور بالیدہ ہوتے جاتے ہیں اب صحرا کے پھل
ہوتے جاتے ہیں زیادہ دشت کی بیلوں کے بل
دشت کی ساری فضا میں چھا گئے بادل کے دل
عکس گل سے ہے بھڑکتی ڈھاک کے پھولوں میں آگ
پڑتے پانی نے لگا دی ڈھاک کے پھولوں میں آگ

۱۸

سادگی سے ہو گئی صحرا کے منظر میں کشش
پتے پتے میں کشش ہے ہر گلِ تر میں کشش
آبشاروں میں کشش پانی کی چادر میں کشش
آبرو سے ہو گئی پانی کے گوہر میں کشش
شانِ قدرت کا اثر ہر ایک دل پر ہو گیا
جاذبِ حسنِ نظر جنگل کا منظر ہو گیا

۱۹

چوٹیوں سے گر رہی ہے چادرِ آبِ رواں
دیدنی ہے دشت میں پانی برسنے کا سماں
زورِ باراں سے نظر آتا نہیں ہے آسماں
وادیوں سے اٹھ رہا ہے آتشِ تر کا دھواں
دشت میں بادل برس کر ایک محشر کر گئے
پانی برسا اس طرح جنگل میں جل تھل بھر گئے

۲۰

خار زارِ دشت بھی رشکِ گلستاں ہو گئے
آبشار ایسے گرے جوشِ بہاراں ہو گئے
بولے طائر بولیاں ایسی گل افشاں ہو گئے
ابر کے لگے بھی اب تختِ سلیماں ہو گئے
قطرہ ہائے آبِ باراں ہیں کہ موتی نور کے
برق کی جولانیاں ہیں یا کہ جلوے طور کے

۲۱

ابر برسا اس طرح تالاب پُر ہونے لگے
پھول پر قطرے گرے اشکوں سے منہ دھونے لگے
اب زراعت کرنے والے تخم بھی بونے لگے
ہنس رہے تھے یہ ابھی کیا ہو گیا رونے لگے
آتشِ گل کو یہ قطرے اور بھی بھڑکا گئے
پھول کی آنکھوں میں بھی اشکِ مسرت آ گئے

۲۲

چھٹ گیا بادل وہ آئی ہے نظر قوس قزح
شان قدرت بن گئی ہے چرخ پر قوس قزح

کیا بھلا منظر ہے نکلی ہے جدھر قوس قزح
مہر کی رنگین شعاعوں کا اثر قوس قزح

کھیلتے ہیں نور کے ناوک کماں کے ساتھ رنگ
مہر کی کرنوں نے کھیلا آسماں کے ساتھ رنگ

۲۳

سب کنوئیں بھرپور ہیں جنگل کے نالے بھر گئے
وہ تبسم ریز کلیاں پھول وہ ہنستے ہوئے

ہو گئے دریا رواں اور خشک چشمے بھی بہے
وہ شجر کی ٹہنیوں پر طائروں کے چہچہے!

دشت کا ہر ایک ذرہ صاف ستھرا ہو گیا
طائروں کا غسل صحت آج گویا ہو گیا

۲۴

قطرۂ باراں ہے یا برگ شجر پر ہے گہر
بڑھ گئی ہے دشت میں ہریالی کی سبزی کس قدر

صاف آتا ہے نظر اہل نظر کو گل کا زر
اور اجلے ہو گئے جنگل میں اب بگلوں کے پر

دھل گئے ہیں صاف یوں برسات سے نقش و نگار
ہو گئے گہرے پر طاؤس کے نقش و نگار

۲۵

برگ کی سبزی نظر آئی پر طاؤس میں
چرخ کا ہے رنگ نیلا بھی پر طاؤس میں

زرد پھولوں کی سی ہے زردی پر طاؤس میں
ہے حنا کے خوں کی سرخی بھی پر طاؤس میں

صنعت صانع یہ ہے قدرت کا مجموعہ یہ ہے
مور جنگل میں نہیں صحرا کا گلدستہ یہ ہے

۲۶

اک طرف اڑتے ہیں مینا اور طوطے اک طرف
دشت میں جنگلی کبوتر کے ہیں دستے اک طرف
لال مینا اک طرف ہیں اور چکوری اک طرف
اک طرف ہیں فاختہ سبز رنگ ہیں اڑتے اک طرف

اک طرف سے آتی ہے ہد ہد کے اڑنے کی صدا
کوک بھی کوئل کی ہے اور ہے پپیہے کی صدا

۲۷

آتے ہیں جھونکے ہوا کے رقص کرتے ہیں شجر
اوس گرتی ہے ہوا میں رقص کرتے ہیں گہر
مہر کی کرنوں کے خط پر رقص کرتی ہے سحر
دیکھ کر ایسے مناظر رقص کرتی ہے نظر

حسن قدرت کا تماشہ آج جنگل ہو گیا
مور ناچا دشت میں جنگل میں منگل ہو گیا

۲۸

یہ ہوا باد بہاری کی لطافت کا اثر
قوت پرواز طائر میں بڑھی ہے سر بسر
چشم آہو کا بڑھا ہے حسن اور حسن نظر
اور نازک ہو گئی جنگل میں چیتے کی کمر

ٹہنیوں پر بیٹھے ہیں طائر ترائی میں ہیں شیر
مرغزاروں میں ہرن ہیں اور جھاڑی میں ہیں بٹیر

۱۹

شیر کا یا دش بخیر اک واقعہ یاد آ گیا
ہوں میں سیدانی کسی عورت نے یہ دعویٰ کیا
ہے یہی مرقوم ابن معتصم کا دور تھا
ہوں طلب ابن نقی یہ مشورہ سب نے دیا

آئے جب حضرت تو حاکم نے بہت تکریم کی
تخت پر اپنے بٹھایا اس نے اور تعظیم کی

٣٠

بولا اس عورت نے دعویٰ سیادت ہے کیا
یوں گہر افشاں ہوئے سنکر شہ ہر دوسرا
آزمائش آپ کیجیے اسکی اے شاہ ہدیٰ
اس کے پیچھے دشت کے شیروں کو چھڑوا جائیگا

نسل میں شبیر کی جو ہیں وہ گھبراتے نہیں
گوشت کو ان کے درندے دشت کے کھاتے نہیں

٣١

جب یہ عورت نے سنا بس تلملا کے رہ گیا
تب عداوت سے خلیفہ سے یہ لوگوں نے کہا
تھی وہ کذاب کیا اقرار اس نے جھوٹ کا
کیوں نہیں کرتا ہے خود حضرت پہ اسکا تجربا

وقت کیسا آگیا زہرا کی جاں کے واسطے
شیر چھڑوائے گئے بس امتحاں کے واسطے

٣٢

چڑھ گیا حاکم تو خود کوٹھے پہ اپنے قصر کے
آل احمد کے بھی کیا عالی تھے دل کے حوصلے
یعنی مقصد یہ کہ میں دیکھوں تماشہ دور سے
چند روزہ زندگی میں امتحاں کیا کیا ہوئے

دے نہیں سکتا کوئی ایسوں کی ہمت کا جواب
غیر ممکن آل احمد کی شجاعت کا جواب

٣٣

در پہ آیا صحن کے شیر خدا کا لال جب
سونگھتے تھے آکے بو اور پھر رہے تھے گرد سب
دیکھا حضرت کو درندوں نے ہوئے سب باادب
آستیں انکے سروں پر ملتے تھے فرعب

ٹیک کر گھٹنے تو بیٹھے تھے وہ حیواں سامنے
اور تھا بیٹھا ہوا فخر سلیماں سامنے

۳۴

صحن سے باہر نکل آئے شہ ہر دوسرا
اور حاکم بھی اتر کر چھت سے نیچے آ گیا

تب یہ لوگوں نے کہا صحن محل میں تو بچا
سن کے یہ لوگوں کا کہنا صاف اسنے کہدیا

مشورہ تو خوب ہے کیوں مجھ سے آخر کد ہے یہ
یہ درندے پھاڑ ڈالیں مجھکو کیا مقصد ہے یہ

۳۵

یہ تو حضرت کے فضائل کا بیاں ہے سربسر
رونق ایمان بہار گلستان جعفری

کبریا کے شیر کے پوتے جری ابن جری
فیض سے انکے رہی ایمان کی کھیتی ہری

دین کے سردار ہیں یہ اور سلطان جہاں
انس و جن کے پیشوا فخر سلیمان جہاں

۳۶

آج دنیا میں بھی حق کا ولی پیدا ہوا
ہے لقب جس کا نقی اب وہ علی پیدا ہوا

ہو مبارک یا نبی دسواں وصی پیدا ہوا
آج یثرب میں نقی ابن تقی پیدا ہوا

رخ کے نور پاک سے روشن زمانہ ہو گیا
شاد اس کی دین سے قلب سمانہ ہو گیا

۳۷

وہ طلوع صبح صادق وہ مدینہ کا سماں
دیکھتے ہیں آج کیوں جھکے زمین کر دیاں

اے خوشا کیا ملگئی رفعت زمیں ہے آسماں
آ گیا نور خدا پر نور ہے سارا جہاں

ماہ نو اترا مدینہ کی زمیں پر آج ہی
ہو گیا روشن امام وقت کا گھر آج ہی

۳۸

گلشنِ عالم میں شاہ خوش لقب پیدا ہوا
گوہرِ صبر و رضا والا حسب پیدا ہوا
جانِ روحِ خاندانِ عالی نسب پیدا ہوا
کانِ ایقاں مخزنِ علم و ادب پیدا ہوا

کیوں نہ اب وجہِ مسرت ہو نوید جانفزا
جبکہ "تاریخِ ولادت ہو" نوید جانفزا
۱۳۴۲

۳۹

ہے کدھر ساقی مجھے اب بادۂ عرفاں پلا
وقتِ واحد ہی میں تو چالیس جا مہماں ہوا
محفلِ یثرب میں ہیں ہو یا ہے نجف میں میکدہ
تو ہے خود مشکل کشا تجھ کو کوئی مشکل ہے کیا

دور افتادہ جو میکش ہے وہ پا جائے شراب
تو جو چاہے تو نجف سے کھنچ کے آ جائے شراب

۴۰

یاد ہیں ساقی مجھے تیری وہ بزم آرائیاں
دیکھتا کیا تو نہیں آتی ہیں اب انگڑائیاں
جام دے تا حسنِ ایماں کی بڑھیں رعنائیاں
پوچھنا کیا تیری نظروں کی فلک پیمائیاں

تیری نظروں سے نہ مخفی ہو سکا تاجِ نبی
تو نے اپنے فرش سے دیکھی ہے معراجِ نبی

۴۱

جانتا ہوں میں تجھے بوذر کے عرفاں کی قسم
دے کسی تدبیر سے ہجرت کے ساماں کی قسم
کم سے کم دس جام دے سلمان کے ایماں کی قسم
تو نگا دستِ مصطفیٰ سے خم کے میداں کی قسم

جب پیوں ساغر سنوں میں اپنے آقا کی صدا
آئے کانوں میں مرے مَن کُنتُ مولا کی صدا

۴۲

ساقیا دے جام اب کر حال پر میرے کرم
تا قیامت ہو نہ اس بادہ کشی کا کیف کم
اب نہیں مجھ میں تحمل آ گیا ہونٹوں پہ دم
فرطِ مستی میں جو گر کر چوم لوں تیرے قدم

عالمِ وارفتگی میں شانِ قدرت دیکھ لوں
بس تصور ہی میں میں مُہرِ نبوت دیکھ لوں

۴۳

حشر تک ساقی رہے آباد میخانہ ترا
انبیاؑ کی ہے زیارت گاہ کاشانہ ترا
عدل کی میزاں ہے تو اعلیٰ ہی پیمانہ ترا
ہوش میں رہتا ہے ہر صورت میں مستانہ ترا

انبیاؑ نے پی ہے تیری مئے ولا کے جوش میں
طور پر اس مئے کو پی کر آئے موسیٰ ہوش میں

۴۴

تو سخی ہے دہر میں مشہور تیرا نام ہے
وہ مجھے دے جو مئے دو آتشہ کا جام ہے
کام پینا ہے مرا تیرا پلانا کام ہے
یہ مرا احمد وح بھی ساقی ترا انعام ہے

دیکھ لوں دونوں کے چہرے ہو کرامت سامنے
ہاتھ سے تیرے پیوں اس کی ہو صورت سامنے

۴۵

خم کے میداں میں کھنچی ہے حُبِّ حیدرؑ کی شراب
مل ہی جائیگی مجھے میرے مقدر کی شراب
عین ایماں ہو گئی عرفاں کے ساغر کی شراب
قلب میں اتریگی یوں ایماں کے جوہر کی شراب

صاف آئیگی نظر خالق کی قدرت قلب میں
دیکھ لوں گا کل ایماں کی میں صورت قلب میں

۴۶

مہرِ تابانِ بنی ہاشم ہے اور فخرِ عرب
مثلِ احمدؐ تو بھی ہے تخلیقِ عالم کا سبب
مصطفیٰؐ کا اور تیرا ایک ہی ہے نور جب
تجھکو ہم تو جانتے ہیں مظہرِ اوصافِ رب

اہلِ عرفاں کو ملا تیرے توسط سے خدا
تو وہ بندہ ہے کہا جس کو نصیری نے خدا

۴۷

ساقیا پیتا ہوں میں کس کس جگہ پر بیٹھکر
دل جو چاہے تو پیوں مسجد کے باہر بیٹھکر
توں تو پیتا ہی رہا بالائے منبر بیٹھکر
موج میں آ کر پیوں کعبہ کے اندر بیٹھکر

کب جگہ کو دیکھتے ہیں جو دیوانے ترے
میری نظروں میں ہیں ساقی سب یہ میخانے ترے

۴۸

اخترِ ایماں و دیں پیدا ہوا دسواں امام
آسماں ہے اب زمیں پیدا ہوا دسواں امام
آگیا مہرِ مبیں پیدا ہوا دسواں امام
کہتی ہیں یہ حورِ عیں پیدا ہوا دسواں امام

آگیا باغِ جہاں میں آج سردارِ ارم
بنگیا ہے شہرِ یثرب آج گلزارِ ارم

۴۹

دید کے قابل ہے اب شہرِ مدینہ کا سماں
چاکِ دامنِ افق سے صبحِ صادق ہے عیاں
شمع روشن ہیں گھروں میں اور فلک پر کہکشاں
ہو گیا ہے صبح سے پہلے ہی روشن سب جہاں

شہر پہ چھائی ہوئی ہے اب تجلی طور کی
وہ بقیع و روضۂ احمدؐ پہ بارش نور کی

۵۰

حور و غلماں ایسے منظر کا سماں دکھا گئے
نور میں ڈوبا ہوا سارا جہاں دکھا گئے

خلد کی رفعت سے زیر آسماں دیکھا گئے
اوج گردوں سے ولادت کا مکاں دیکھا گئے

ہر در و دیوار یثرب سے عیاں انوار ہیں
یوں مدینہ پر فرشتوں کی نظر کے تار ہیں

۵۱

بس اسی منظر میں نور کبریا پیدا ہوا
ہو گئی روشن امام وقت کی دولت سرا

ان کے آنے سے جہاں میں اور جلوہ بڑھ گیا
گھر میں گویا چرخ سے تارا اتر کر آ گیا

ہو گئی وقت سحر خالق کی رحمت آشکار
مہر سے پہلے ہوا مہر امامت آشکار

۵۲

کھل گیا ہے آج باقرؑ رحمت خالق کا در
واسطہ دے کر اسی مولود کا تو عرض کر

آج پیدا ہو گیا باب الحوائج کا پسر
یا الٰہی چین سے دنیا میں میری ہو بسر

آل احمدؐ اور احمدؐ سے مجھے الفت رہے
عمر بھر دل میں مرے ایمان کی دولت رہے

ختم شد

سال تصنیف ۱۳۶۸ ہجری

مسدسِ ولادتِ حضرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام

مصنفہ میر محمد باقر — باقر امانت خانی

(۱)

محیطِ عالمِ امکاں ہے فیضِ ربِ قدیر
نمودِ کون و مکاں اسکے فضل کی تصویر
جہاں کا نقش اسی کے قلم کی ہے تحریر
یہ کائنات نہیں لفظِ کُن کی ہے تفسیر

نبیؐ گواہ ہیں ارض و سما کا خالق ہے
وہی تو نورِ رشہ انبیاؐ کا خالق ہے

۲

بنے جو نجم پر افشاں ہوئی جبینِ فلک
گرج سحاب نے لی بجلیوں نے لی جو چمک
فضا میں ہو گئی الماس کے نگوں کی جھلک
کمالِ حسن بنی ماہِ نو کی نوک پلک

فلک کی بزم میں خورشید کو تو صدر کیا
ہلال کو بھی اسیکے کرم نے بدر کیا

۳

چمن میں پھول کھلائے ہیں رنگ و بو دیکر
بچھایا فرشِ زمیں قوتِ نمو دے کر
گہر دئے ہیں سمندر کو آبرو دے کر
بنائی برق نشیمن کی جستجو دے کر

اُسی کی ذات ہے دراصل حافظ اصوات
ہوا کو کر دیا اس نے محافظ اصوات

۴

ملک بنا کے دیا ان کو تاج عصمت کا
بنا کے حور کو غازہ ملاحت کا
لباس مل گیا جنات کو بھی غیبت کا
نمونہ اس نے ہر اک کو کیا ہے عصمت کا

بنایا اپنی مشیت سے اپنے محرم کو
اسی نے خلق کیا آب و گل سے آدم کو

۵

اسی کے فیض سے یاقوت رنگ پاتا ہے
اسی کے حکم سے بادل فلک پہ چھاتا ہے
اسی کی وجہ سے غنچہ بھی مسکراتا ہے
کرم اسی کا صدف میں گہر بناتا ہے

نسیم صبح کو فرحت تو رنگ و بو گل کو
دیا ہے جذبۂ الفت اسی نے بلبل کو

۶

نگاہِ ناز کو بخشی ہے تیر کی طاقت
ملی حسینوں کے ابرو کو تیغ کی قوت
عجیب رنگ سے بھر دی ہے عشق میں لذت
عطا ہوا دلِ عاشق کو جوہرِ الفت

کمال دیدیا یوسفؑ کے حسنِ رعنا کو
اسی نے پھر سے جواں کر دیا زلیخا کو

۷

ملی ہے سبزۂ گلشن کو خوئے بیگانہ
صبا کو باغ میں سکھلائی چال مستانہ
زبانِ شمع میں ہے رنگِ خونِ پروانہ
کیا ہے پھول کا بلبل کو اس نے دیوانہ

لہو کی بوند کہاں قلبِ زارِ بلبل میں
ہے اصل میں اسی عاشق کا خوں رگِ گل میں

۸

حسین جبیں کو دیا ماہتاب کا جلوہ
اور اس پہ طرفہ ہے حسنِ شباب کا جلوہ

ملاحتوں میں ہے رنگِ شہاب کا جلوہ
ضیائے چشم میں جوشِ شراب کا جلوہ

گری حشر بپا آب و تاب کی صورت
بنی ہے زہد شکن اب شباب کی صورت

۹

ہرن کو جست دی اور شیر کو شجاعت دی
کہ ساتھ رنگ کے طاؤس کو نزاکت دی

عطا کو جوش ہوا جب تو جو مری نعمت دی
کسی کو مل گئی صورت کسی کو سیرت دی

اسی نے بھر دیا رگ رگ میں ذوقِ آزادی
عطا کیا دلِ شاہیں کو شوقِ آزادی

۱۰

اسی کا پرتو انوار ماہتاب میں ہے
اسی کے ہاتھ کی صنعت ہے جو حباب میں ہے

اسی کا جوش کرم دامن سحاب میں ہے
عطا اسی کی ہے جو رنگ آفتاب میں ہے

ہے نور مہر کے رنگیں نشانِ قوس قزح
کرن کے تیر نے ہیں کمانِ قوس قزح

۱۱

عطا اسی کی ہے آدم کو علم کی دولت
اسی کا دین جناب خلیل کی خلّت

اسی کا نور ہے موسیٰؑ کے ہاتھ کی طلعت
نبی کو اس نے کیا عالمین پر رحمت

۱۲

جہاں میں نصب کئے اس نے رہنما بارہ
قرار پائے پیمبر کے اوصیا بارہ

۱۲

ہوا علوم کی دنیا میں منتہا کوئی
بنا جہاں میں درِ علمِ مصطفےٰؐ کوئی

ہوا ہے حاملِ اخلاقِ انبیاؑ کوئی
ہوا ہے دین کی کشتی کا ناخدا کوئی

وجود ان کا دو عالم میں لاجواب ہوا
ہر ایک اپنے زمانہ میں آفتاب ہوا

۱۳

ہوا جہاں میں انہی میں کا اک ولی پیدا
جہاں میں آج ہوا گیارہواں وصی پیدا

علیؑ کا لختِ جگر وارثِ نقیؑ پیدا
خدا کی فوج کا سالار عسکریؑ پیدا

نبیؐ کے گلشنِ عترت میں گیارہویں ہی بہار
نبیؐ کے باغِ خلافت میں گیارہویں ہی بہار

۱۴

چمن ہے پھر سے نئی محفلِ نشاطِ چمن
ڈھکی ہوئی دُرِ شبنم سے ہے بساطِ چمن

نسیمِ شگفتگی ہے وجہِ انبساطِ چمن
بڑھا لیا دلِ بلبل نے ارتباطِ چمن

تخیلات میں بلبل کے پھول بستے ہیں
تصورات میں بے اختیار ہنستے ہیں

۱۵

یہ سبز فرش ہے مخمل کا سبزہ زار نہیں
زمیں کا جوشِ مسرت ہے آبشار نہیں

خوشی میں پھول کے مانند ہیں یہ خار نہیں
شبابِ دشت کی آمد ہے یہ بہار نہیں

لٹا دیا یدِ قدرت نے مخزنِ صحرا
نمو کے جوش کو ہے تنگ دامنِ صحرا

١٦

لباس سبز وہ سروِ چمن کا وہ قامت
بہار دیکھ کے نرگس کی آنکھ کی حیرت
ہنسی چمن میں وہ پھولوں کی! اور وہ رنگت
فراقِ گل میں وہ بلبل کے قلب کی حالت
لپٹ گئی وہ گلوں سے جب اسکو پیار آیا
جو گل نے ہاتھ رکھا دل پہ تو قرار آیا

١٧

عجب ہے مقدمِ فصلِ بہار کا منظر
ادب سے باغ میں استادہ سرو قد ہیں شجر
بنا ہے سقف کی صورت سحاب منڈلا کر
شجر کے ہاتھ میں شبنم نے رکھدئے ہیں گہر
شفق کے نور سے پر ہیں ایاغ پھولوں کے
چمن میں ہو گئے روشن چراغ پھولوں کے

١٨

وجودِ گل سے ہے بلبل کی باغ میں ہستی
شرابِ حسن نزاکت سے گل میں ہے مستی
گلوں کی یاد میں ارمان کی بسی بستی
وہ خود بھی ہنستے ہیں ان کی نظر بھی ہے ہنستی
شرابِ حسن کے نشہ میں جانے کیا کر دیں
ہنسی ہنسی میں قیامت نہ وہ بپا کر دیں

١٩

ہے بوئے گل میں بسا اوس کا ہر اک قطرہ
صبا نے کر دیئے ہیں گل کی پتیاں یکجا
پڑے ہوئے ہیں زمینِ چمن پہ برگِ حنا
کس اہتمام سے گلشن میں عطر ہے کھنچتا
زمیں سے ہو گیا اس طرح اشتراکِ چمن
ہے عطرِ گل سے معطر تمام خاکِ چمن

۲۰

کھلے ہیں پھول گلستاں میں رنگ و بو لیکر
کھڑے ہیں سروِ چمن قوتِ نمو لے کر
رواں ہے نہر بھی کوثر سے آبرو لے کر
وہ آگیا کوئی گلشن کی آرزو لے کر

لئے ہوئے ہے مسرت کے پھول دامن میں
بہار آئی اسی کے قدم سے گلشن میں

۲۱

بہارِ گلشنِ مدحت کا ہو بیاں کیا کیا
اسی کے فیض سے شیریں ہے آب کوثر کا
ہوائے شوق میں اس کی نہال ہے طوبیٰ
اوسی کے گیت میں مصروف بلبلِ سدرہ

ہیں اس کے فیض سے آئینے نور کے رنگیں
اثر اسی کا ہے عارض ہیں حور کے رنگیں

۲۲

یہ وہ ہے باغ کہ جس میں نہیں ہے فصلِ خزاں
تھے جو سوختہ دل ہی تو پھر کہاں کا دھواں
ہے اس چمن کے عنادل کا اور کچھ ہی بیاں
ہیں آشیاں۔ یہ چمکتی نہیں ہے برقِ تپاں

نکھیل سکتی ہے بجلی فضا کی لہروں سے
سقر کی آگ ہی بجھتی ہے اس کی نہروں سے

۲۳

یہ باغ وہ ہے کہ جس کا عجیب ساماں ہے
گلوں کی روح میں مستورِ جانِ ایماں ہے
چمن یہ مدح کا ہے باغبان سلمانؓ ہے
جو اس چمن کا ہے گلچیں وہی سلماں ہے

زبان قطع ہوئی تھی بیانِ میثمؓ پر
اسی کے پھول کھلے تھے زبانِ میثمؓ پر

٢٤

یہ مدح اس کی ہے جو باغِ دلکی ہو زینت
انہی سے تختِ خلافت نے پائی ہے عزت
یہی ہیں ملکِ ولایت کی بالیقیں طاقت
یہ وہ ہیں تاجِ امامت میں جس کے ہے طلعت
ہیں حکمِ رب سے یہی شہریارِ ملکِ نبیؐ
یہی ہیں بعدِ پدر تاجدارِ ملکِ نبیؐ

٢٥

یہی تو راہبرِ جادۂ صواب ہوئے
یہی تو ہادیٔ دیں مالک الرقاب ہوئے
یہی تو زیبِ زمیں آسماں جناب ہوئے
یہی تو چرخِ امامت کے آفتاب ہوئے
یہی تو زیب دہ روئے کائنات بنے
یہی تو مطلعِ دیوانِ ممکنات بنے

٢٦

کیا خدا نے ہدایت کے واسطے پیدا
جہان والوں کی عبرت کے واسطے پیدا
ہوئے ہیں علم کی دولت کے واسطے پیدا
ہوئے جہاں میں عبادت کے واسطے پیدا
جہان میں جو تھا دانا اسے ہدایت کی
سنا ہے آپ نے بہلول کو نصیحت کی

٢٧

کوئیں میں گھر کے جو بچپن میں گئے حضرتؑ
نماز قطع نہ کی اور نہ کچھ ہوئی ہیبت
نماز پڑھتے تھے حضرتِ تقیؑ خوش سیرت
پہ بدحواس تھی بیت الشرف کی ہر عورت
کرو نہ خوف شہِ خاص و عام نے یہ کہا
نماز ختم جو کی تب امام نے یہ کہا

۲۸

کنوئیں میں دیکھ کے حیراں سب بن گیا کہئے
کہ اس کو شانِ امامت کا معجزہ کہئے
سکونِ قلب و ولایت کا ارتقا کہئے
کہا یہ قلب نے بس قدرتِ خدا کہئے

بکمال شوق سے موجوں کو جھیلتے دیکھا
نبیؐ کے لال کو پانی میں کھیلتے دیکھا

۲۹

لکھا ہے آپ کو یہ معتمد نے حکم دیا
کہ آپ جائیں درندوں کے غول میں تنہا
گیا جو سامنے شیروں کے ابنِ شیرِ خدا
نظر پڑی تو درندوں نے خم سروں کو کیا

ادا سکون سے حق کے ولی نے کی ہے نماز
امام نے اسی ماحول میں پڑھی ہے نماز

۳۰

عطائے خاص سے حضرت کو خلق کے جوہر
بٹھایا انکو حاکم نے اسپ موذی پر
دکھا دیا مرے مولا نے اسکو دوڑا کر
یہ حال دیکھ کے سب حاضرین کو ششدر

تھا زیبِ اسپ شہ ذوالفقار کا پوتا
جہاں میں تھا یہی دلدل سوار کا پوتا

۳۱

رقم یہی ہے کہ راہب تھا اک نصاریٰ کا
دعا جو کرتا تھا فی الفور مینہ برستا تھا
کسی کی عقل سے سربستہ راز کھل نہ سکا
جو سامرہ میں تھے عالم انہیں نہ کچھ سوجھا

وہ اپنے جوہر ایماں کو یوں دکھانے لگے
تھا نقص جن کے عقاید میں ڈگمگانے لگے

٣٣

تمام شہر میں راہب کا ہو گیا چرچا
وقار و عزت اسلام کو لگا دھکا
اثر ہر ایک کے دل پر ہوا نصاریٰ کا
تو معتمد نے حسن عسکریؑ کو بلوایا

نہ کیوں ہو راہبر خاص و عام کی حاجت
ہوئی جہان کو اب تو امام کی حاجت

٣٣

یہ معتمد نے کہا جب امام کو لائے
دعا کے واسطے راہب نے ہاتھ پھیلائے
وہ کام کیجیے کہ یہ راز صاف کھل جائے
تب آسمان پہ بادل کے دل امنڈ آئے

کہا امام نے خالق کی شان ہاتھ میں ہے
کسی رسول کا اک استخوان ہاتھ میں ہے

٣٤

سخن امام کا دراصل اک حقیقت تھی
کہا امام نے تاثیر ہے اسی کی یہی
تھا استخوان چھپا انگلیوں میں راہب کی
ہے زیر چرخ برہنہ یہ استخوان نبی

نہ ہو یہ زیر فلک تو کدھر سے بارش ہو
یہ لازمی ہے کہ اس کے اثر سے بارش ہو

٣٥

کہا امام نے راہب سے استخواں لے کر
چھپایا ابر کہ آنے لگا فلک بھی نظر
کہ مینہ برستا ہے دیکھیں تو ہم بھی اب کیونکر
دلوں میں شبہ تھا جن کے وہ مٹ گیا یکسر

پڑھی نماز تو حضرت نے بس بڑھائے ہاتھ
دعا کے واسطے مولا نے اب اٹھائے ہاتھ

۳۶

تصرفاتِ امامت گئے دعا بن کر
وہ چھائے ابر کے دل جوششِ عطا ہوکر
فلک سے آئے مشیت کے ہمنوا بن کر
کھڑے تھے آپ یہاں رحمتِ خدا ہوکر
قضا کے دامنِ وسعت میں ابرِ باراں تھا
زمیں پہ نوح تھے اور آسماں پہ طوفاں تھا

۳۷

ہوئی امام کے صدقے سے بارشِ رحمت
عیاں جہان پہ خالق کی ہوگئی قدرت
تھا قحط ملک میں اللہ نے یہ دی نعمت
بہار دشت میں آئی بدل گئی حالت
سنہری ریت کے میدان میں بہے چشمے
ہوئی جو زور کی بارش ابل گئے چشمے

۳۸

دلِ زمیں کے بخارات اب نکلنے لگے
تری لئے ہوئے جھونکے ہوا کے چلنے لگے
چمن کے برگ لباسِ خزاں بدلنے لگے
جو گر رہے تھے شجر وہ بھی اب سنبھلنے لگے
گرے جو قطرۂ باراں تو وہ بنے آنسو
خوشی سے آنکھ میں نرگس کی آگئے آنسو

۳۹

طراوتوں کی فضاؤں میں وہ نکھار
کنارِ نہر و درخت چنار کی وہ قطار
گھنے درخت کے نیچے وہ بارشوں کی پھوار
وہ آسمان پہ رنگین بادلوں کی بہار
یہ رنگ دیکھ کے کیوں قلب بیقرار نہ ہو
شراب وہ بھی پیے جو کہ بادہ خوار نہ ہو

۴۰

کدھر ہے اے مرے ساقی پلا شراب طہور
رہوں قریب ترے یا رہوں میں تجھ سے دور
کہ جس کے نشہ میں دیکھوں میں خلد حور و قصور
خدا کے واسطے کر جام دل مرا پُر نور

۴۱

نہیں ہیں مشکلیں اوصاف رب کے مظہر کو
گیا مدینہ سے اک آن میں تو خیبر کو

تری نگاہ کرم کا نشانہ دل میرا
طہور مدح کا ہے آشیانہ دل میرا
محبتوں کا بنا آستانہ دل میرا
صفا وہ ہے کہ ہے آئینہ خانہ دل میرا

۴۲

حریم راز کی محفل میں ہے تری صورت
تو سامنے ہے مرے دل میں ہے تری صورت

ضیا جو میکدۂ قلب کے چراغ میں ہے
شراب ناب چھلکتی ہوئی ایاغ میں ہے
تجلیات کی دنیا ہر ایک داغ میں ہے
اسی شراب کی بو عرش کے دماغ میں ہے

۴۳

رسول پاک کی مونس بنی شب معراج
یہی شراب تو احمدؐ نے پی شب معراج

یہ وہ شراب ہے کرتی ہے نیاب جو بد کو
پہونچ سکا نہ کوئی میرے عزم کی حد کو
عیاں یہ کرتی ہے انوار رب سرمد کو
میں پہلے جام کو چوموں کہ سنگ اسود کو

مئے ولائے علیؑ جب شراب اطہر ہے
طواف خم کا حقیقت میں حج اکبر ہے

۴۴

رہے جہان میں قائم سخی کا میخانہ
حرم صفات ہے ابن علیؑ کا میخانہ
بہت ہی پاک ہے حق کے ولی کا میخانہ
ہے سامرہ میں حسن عسکریؑ کا میخانہ

جبین باب پہ کندہ ہے آیۂ تطہیر
خم شراب پہ کندہ ہے آیۂ تطہیر

۴۵

سمجھتے سب ہیں قیامت کا بادہ نوش مجھے
کچھ آج حد سے سوا ہے ولا کا جوش مجھے
کرے گا نشۂ مے کس طرح خموش مجھے
پلا دے اتنی کہ باقی رہے نہ ہوش مجھے

سنیں گے موسیٔ عمراں بھی بادہ نوش کی بات
کہوں زبان سے بیہوشیوں میں ہوش کی بات

۴۶

ہر ایک گھونٹ میں مے کے ہو اک نئی تاثیر
کبھی خیال میں چھڑ جائے رزم خیبر گیر
کھنچے دماغ میں ہجرت کی شام کی تصویر
کبھی نگاہ میں آجائے بزم خم غدیر

درود پڑھ گئے ہوں گے شراب کا ساغر
نجف کی خاک کا ہو بو تراب کا ساغر

۴۷

مری زبان کو بھی لذت آشنا کر دے
مجھے شراب کی تاثیر میں فنا کر دے
ولا کے ذروں سے ساغر مجھے بنا کر دے
چڑھے جو نشہ اسے خوگر ثنا کر دے

لبوں سے جس گھڑی جام شراب مل جائے
تصورات میں مدحت کا باغ کھل جائے

۴۸

یہ میکدہ ہے بنا مئے نئی نئے ساغر
لکھا ہے نام حسن عسکریؑ کا ساغر پر
بھری ہوئی ہے ہر اک جام میں مئے طہر
کھلا ہے آج بہت جلد میکدہ کا در

۴۹

چڑھا ہوا ہے فلک پر دماغ میخانہ
جہاں میں آیا ہے چشم و چراغ میخانہ

یہہ خوش جمال مبارک ہو تجھکو اے ساقی
یہہ نونہال مبارک ہو تجھکو اے ساقی
یہ نیا سال مبارک ہو تجھکو اے ساقی
خوشی کا سال مبارک ہو تجھکو اے ساقی

۵۰

ثبوت مل گیا میخوار کی مسرت کا
لبوں پہ حل علی سال ہے ولادت کا

نبیؐ کے باغ کا یہ گیارہواں ہے غنچہ دہن
پدر علی نقیؑ ماں امام کی سوسن
ہے عسکریؑ لقب پاک اور نام حسنؑ
وہ رہنمائے جہاں ہیں تو یہ ہیں نیک چلن

۵۱

تھیں متقیہ کریمہ حضور کی مادر
تھیں زاہدہ و عظیمہ حضور کی مادر

جہاں میں راہبر جادۂ صواب ہیں
عطائے خاص الٰہی سے فیض یاب ہیں
تمام عالم امکاں میں لاجواب ہیں
عمل کی جان یہ ہیں عالم کتاب ہیں

یہی جگہ تو پسند آئی چشم یزداں کو
انہی کے گھر میں اتارا خدا نے قرآں کو

۵۲

یہ مانتا ہوں کہ مولا کا ہوں ثنا گستر
بمقام مدحت آقا بہت ہے بالاتر
طویل قصۂ مدحت کروں بیاں کیونکر
یہاں پہ جلتے ہیں خود طائرِ خیال کے پر

ثنا امام کی گویا ہے اک گلِ سدرہ
اسی جگہ پہ ہے خاموش بلبلِ سدرہ

۵۳

سحر کے وقت ہی یثرب میں بارشِ انوار
گلِ ریاضِ نبوت کھلا وہ آئی بہار
اتر رہی ہے فلک سے ملائکہ کی قطار
مکاں علی نقی کا ہے طبلۂ عطار

گلِ کمالِ عقیدت نثار ہوتا ہے
امام یازدہم آشکار ہوتا ہے

۵۴

گھروں میں جشنِ ولادت کرو درود پڑھو
بیاں کو وقفِ سعادت کرو درود پڑھو
زباں سے ذکرِ مسرت کرو درود پڑھو
خدا کی عینِ عبادت کرو درود پڑھو

وہ لاشریک عبادت میں ہو گیا ہے شریک
درود بھیجنے والوں میں خود خدا ہے شریک

۵۵

رہے جہان میں جا تقی کی آبرو مولا
رہے مشام میں ایماں کے گل کی بو مولا
یہ دل بنے مئے الفت کا اک سبو مولا
بر آئے دل کی دوبارہ یہ آرزو مولا

یہ مسرت

ہو جس میں گوہرِ ایماں وہ بحرِ صدف پائے
غلام تیری زیارت کا پھر شرف پائے

سالِ تصنیف [illegible]
ماہ رجب

رُباعیات

صاحب کے زمانے کے زماں قائم ہے
اور ان کے سبب ہی مکاں قائم ہے
تخلیق جہاں ایک محمدؐ سے ہوئی
اور ایک محمدؐ سے جہاں قائم ہے

باقر

کرتی ہے کبھی تجھ سے مشیت باتیں
کرتا ہے کبھی حکم شریعت باتیں
اے بندۂ حق حشر کو ہے اذنِ ظہور
کرتی ہے کبھی تجھ سے قیامت باتیں

باقر

بے دیں ہوئے جاتے ہیں نہ ماننے والے
دیتے ہیں صدا تجھکو بلانے والے
دنیا کی قیامت سے نہیں کم حالت
آتا نہیں کیوں غیب سے آنے والے

باقر

آباد ہوا عالمِ غیبت تجھ سے
وابستہ ہیں سب کارِ ہدایت تجھ سے
شامل ہے تری سانس میں عالم کی حیات
مربوط ہے خالق کی مشیت تجھ سے

مسدس ولادت با سعادت حضرت صاحب الزماں علیہ السلام

مصنفہ میر محمد باقر — باقر امانت خانی

(۱)

تن میں وجود روح سے قائم حیات ہے
روحِ بشر ہی مظہرِ حسنِ صفات ہے
جب تک رواں ہے جسم میں انساں کی ذات ہے
ہمکو نظر نہ آئے تو یہ اور بات ہے

موجودگی روح بھی قدرت سے ہے نہاں
اس کا وجود بھی تو بصارت سے ہے نہاں

۲

دیکھا نہیں ہے پھول کی نکہت کو آنکھ سے
دیکھا نہیں ہوا کی لطافت کو آنکھ سے
دیکھا نہیں ہے عشق کی لذت کو آنکھ سے
دیکھا نہیں ہے اپنی بصارت کو آنکھ سے

غیبت کا ان کی اُس کی قدرت پہ انحصار ہے
ان کے وجود کا نہیں رویت پہ انحصار

۳

غیبت کے ہیں حجاب میں آتے نہیں نظر
سینہ میں علم۔ گل میں مہک آنکھ میں نظر
انساں میں عقل دل میں وفا سنگ میں شرر
نکہت گلوں میں عطر میں بو حسن میں اثر

ان کے ظہور شکل کی حاجت نہیں کوئی
پردہ میں یہ رہیں تو قباحت نہیں کوئی

۴

جلوہ جہاں میں کب نہیں سورج کے نور کا
ہوتا نہیں ہے شام کو جب مہر کا پتا
کرتی ہے کسب سطح قمر مہر کی ضیا
بنتا ہے ماہ آئینۂ قدرت خدا
در اصل کوئی نور نہیں ماہتاب کا
غیبت میں حسن فیض یہ ہے آفتاب کا

۵

قدرت سے اس کی زندہ ملائک تمام ہیں
جیسے فلک پہ عیسیٰ گردوں مقام ہیں
الیاس و خضر رہبر خاص و عام ہیں
زندہ یونہیں جہاں میں ہمارے امام ہیں
حکم خدائے خیر بشر کیا نہیں رہے
شیطان بن کے دہر میں تو اک لعیں رہے

۶

بہکائے خلق کو یہ ہے شیطاں کا مدعا
پھر خیر شر کیوں ہے کیوں ہے سزا اور کیوں جزا
دشمن ہوا لعین یہ ہر کار خیر کا
باطن میں ہو ضمیر کا کوئی تو رہنما
سب پر عیاں خدا نے کیا اپنی شان کو
حاجت ہوئی جو خیر بشر کی جہان کو

۷

خیر بشر جہاں میں تھی ذات مصطفیٰ
باقر، حسن، حسین، نقی شاہ اتقیا
تھے جان خیر عالم امکاں میں مرتضیٰ
صادق، نقی و سید سجاد اور رضا
کاظم کی جان فخر دو عالم تھے عسکری
دار جہاں میں خیر مجسم تھے عسکری

۸

رحلت جہاں سے جب حسن عسکریؑ نے کی
یعنی علیؑ کی روح رواں دلبر نبیؐ

اک گل خیر نے وہ جگہ حکم رب سے لی
مرکز قیام ارض کا اللہ کا ولی

مختار دیں امام ہیں آخری امام
حجت خدا کی ہادیٔ دیں آخری امام

۹

نام خدا زبان پہ آیا ہے کس کا نام
نور خدا چراغ غرب عرش احتشام

نام نبیؐ ہے نام مبارک بھی لاکلام
ہاں ساقیا یہ وقت ہی ہو جائے دور جام

نشہ میں ہیں زمانہ کے صاحب کو دیکھ لوں
یہ ہو حضور قلب کہ غائب کو دیکھ لوں

۱۰

غیبت کا ذکر کرتا ہوں غائب کی ہے ثنا
بلور کا ہو جام کہ ساغر سفال کا

مجھ کو غرض نہیں کہ کہاں پر ہے میکدہ
ساقی شراب ناب کسی طور سے پلا

مدہوش یوں شراب سے ہو جاؤں فرش پر
پرواز ہو خیال کا پہنچوں میں عرش پر

۱۱

مل جائے مجھ کو غیب سے ساغر شراب کا
اتنا تو ہو اثر مجھے صہبائے ناب کا

جس میں ضیا ہو طور کی رنگ آفتاب کا
آجائے یاد تیرا زمانہ شباب کا

اپنے تصورات میں خیبر کو دیکھ لوں
تیرے قدم کو دوش پیمبرؐ کو دیکھ لوں

١٢

ساقی خدا کے واسطے اب مجھ پہ رحم کر
نشہ شراب ناب کا اترے نہ عمر بھر

پیے کا مئے گسار پہ اتنا تو ہو اثر
تسکین دیتی رہتی ہو ساقی تری نظر

نشہ چڑھے تو روئے شریعت ہو سامنے
ہو جام ہاتھ میں تری صورت ہو سامنے

١٣

محفوظ ہے دماغ میں ہجرت کی داستان
اترے جو ایک گھونٹ تو آ جائے مجھ میں جان

بس اک ذرا سی چھیڑ کی اب دیر ہے یہاں
فرش نبیؐ کا نظروں میں پھر جائیگا سماں

کچھ اس طرح سے بزم میں گردش ہو جام کو
چاہوں تو دن میں دیکھ لوں ہجرت کی شام کو

١٤

قطرہ مئے ولا کا جو گر جائے قلب پر
مدحت کے گل کھلیں جو وہ ٹپکے زبان پر

بنجائے دلمیں نقطۂ ایمان ہو اثر
ایمان کی حدیں مجھے آنے لگیں نظر

لطف ہوائے مئے سے سلیماںؑ کو دیکھ لوں
اتنا پیوں کہ بوذرؓ و سلماںؓ کو دیکھ لوں

١٥

کیا پوچھتے ہو مجھ سے طہارت شراب کی
میکش کے دلمیں یوں رہے الفت شراب کی

قرآن کی زبان پہ ہے مدحت شراب کی
مرنے کے بعد بھی رہے چاہت شراب کی

آنکھیں مئے ولا کے ہوں جوہر لئے ہوئے
اٹھوں لحد سے ہاتھ میں ساغر لئے ہوئے

١٦

وہ اک نبیؐ کے واسطے وقت امتحان کا
نمرود کا خلیلؑ کو آتش میں پھینکنا

شعلے بلند آگ کے تپتی ہوئی فضا
کام آ گئی یہاں بھی مئے حبِ مرتضیٰؑ

آفت میں بھی یہ راحت مئے خوار ہو گئی
پی کر گرے تو آگ بھی گلزار ہو گئی

١٧

چسکا لگا جو نوحؑ کو مئے نوش ہو گئے
نشہ میں اسکے خضرؑ تو روپوش ہو گئے

طوفاں کے وقت پی لیا بر دوش ہو گئے
یوں پی گئے کلیمؑ کہ بے ہوش ہو گئے

کرتے ہیں فخر پی کے یہ خود اپنی شان پر
عیسیٰؑ کا آج بھی ہے دماغ آسمان پر

١٨

عرفاں کی مئے بتاؤں کہاں مصطفیٰؐ نے پی
خیبر کی جنگ میں کبھی خیر الورا نے پی

ہجرت کی شب جناب رسولؐ خدا نے پی
گا ہے غدیر خم پہ شہ انبیاؐ نے پی

دنیا میں مومنین کی طینت بنی شراب
قول نبیؐ سے اجر رسالت بنی شراب

١٩

وہ دل ملے کہ صبر و تحمل سے کام لوں
قدموں پہ گر کے دامن مولا کو تھام لوں

بڑھ جائے میری عمر جو ساقی کا نام لوں
آئے وہ دن کہ یار ہوں ساقی سے جام لوں

روشن کیے جہان کو رخ اُس جناب کا
اٹھتے ہوئے میں دیکھ لوں پردہ غیاب کا

٢٠

ساقی عطا ہو جام شراب طہور کا
جلوہ ہو میرے قلب میں عرفاں کے نور کا

آنکھوں میں رنگ آئے یہ مئے کے سرور کا
وقت آگیا ہے نورِ خدا کے ظہور کا

مدت کے بعد میکدے کا در کھلا ہے آج
ساقی جو بارہواں ہے وہ پیدا ہوا ہے آج

٢١

مختار دیں سراجِ مبیں شاہ نامدار
ہر ذرۂ جہاں کو ہے انکا ہی انتظار

عیسیٰؑ کے یہ امام ہیں موسیٰؑ کے افتخار
ان کے قدم سے گلشن عالم کی ہے بہار

گویا ہے بعید قدرت ربّ ودود سے
عالم کی نبض چلتی ہے ان کے وجود سے

٢٢

نور حسین ہیں پاک نسب مرد باصفا
گردوں نشیں ہیں حجت رب فخر انبیاؑ

جان زمیں ہیں جانِ حسب جان التقا
بنیاد دین ہیں شاہ عرب نور کبریا

مصباح دیں ہیں عرش حشم شمع ذوالجلال
منہاج دیں ہیں بحر کرم شمع ذوالجلال

سلہ معجزے

٢٣

اعجاز شہ بیاں کروں میری زباں نہیں
جس کا ہوا اختصار یہ وہ داستاں نہیں

لطف کلام بھی نہیں حسن بیاں نہیں
نور خدا کے نور کے جلوے کہاں نہیں

پیدا ہوئے جہان میں رمز خدا بنے
نظروں سے چھپ گئے تو یہ خود معجزا بنے

سلہ یہ معجزات علائم الظہور ترجمۂ وقائع الظہور میں درج ہیں۔

۲۴

راوی کا ہے بیاں کہ حرم کو جو میں گیا
مجھ کو حرم کے پاس جواں اک نظر پڑا
فضلِ خدا سے طوف چھٹا ختم جب ہوا
تھا اس کے رخ سے نورِ عیاں ماہتاب کا
بیٹھے تھے لوگ سامنے یوں اُس جناب کے
ہالہ ہو جیسے گردِ رخِ ماہتاب کے

۲۵

نورِ کمالِ علم سے چہرہ تھا آبدار
کرتے تھے لوگ اپنے مطالب جو آشکار
باتوں میں صاف خلقِ محمد کا تھا شعار
دیتا تھا سب جواب مطالب وہ ذی وقار
میں نے سنا نہ تھا کبھی اس طرح کا کلام
بشیریں زباں وہ کرتا تھا جس طرح کا کلام

۲۶

پوچھا یہ میں نے کون ہے یہ خوبرو جواں
صورت سے اس جناب کے ہے نور ہی عیاں
کرتا ہے یوں بکمالِ فصاحت جو بیاں
بولے یہ لوگ ہے یہ رسولِ خدا کی جاں
جو خاص لوگ ہیں انھیں پاتے ہیں ایک دن
ہر سال اپنی شکل دکھاتے ہیں ایک دن

۲۷

یہ سن کے میں نے عرض کی اے آسمانِ حشم
کیجیے ہدایت آپ مجھے اے شہِ امم
بندہ پہ لطفِ خاص سے ہو جائے کچھ کرم
مجھکو بھی آج آئے نظر جادۂ ارم
سنگ ریزہ ایک سیّد والا نے دیدیا
حیراں تھا میں کہ کیا مجھے آقا نے دیدیا

۲۸

پوچھا کسی نے مجھ سے کہ اے مردِ باخدا
فرزندِ مصطفیٰؐ نے تجھے کیا عطا کیا
میں نے کہا کہ ایک یہ سنگ ریزہ دے دیا
کھولا جو اپنے ہاتھ کو تو دیکھتا ہوں کیا

فیضِ عطا ہے یدِ بیضا ہے ہاتھ میں
یعنی طلائے ناب کا ٹکڑا ہے ہاتھ میں

۲۹

آگے بڑھا تو پھر وہی آئے مجھے نظر
نزدیک آ کے لطف کیا میرے حال پر
فرمایا تیرا بھلا ہو او نور سر بسر
حجت بھی تجھ پہ ختم ہوئی اے نکو سیر

پھر بولے مجھ سے کیا مجھے پہچانتا نہیں
کی عرض میں نے آپ کو میں جانتا نہیں

۳۰

ارشاد یہ کیا کہ میں ہوں آخر الزماں
میرے وجود ہی سے ہے قائم یہ آسماں
میرے ہی دم سے دہر میں مذہب ہے اس کی جاں
مرکز ہوں میں زمین کا اور محورِ جہاں

بھر دیں گے جب کے ظلم سے ساری زمین کو
بھر دوں گا تب میں عدل سے ساری زمین کو

۳۱

مفتاحِ علم و شمعِ ہدایت حضور ہیں
ہمنام ہیں رسولؐ کے رحمت حضور ہیں
اللہ کی کتاب کی صورت حضور ہیں
معبود کے کمال کی قدرت حضور ہیں

فیضِ جنابِ پیر شہؒ ہے آفتاب
ان کی نگاہِ مہر سے ذرہ ہے آفتاب

۲۲

پیدا ہوئے جہاں میں جب ابنِ عسکریؑ
کہتا ہے یہ نسیم کہ وہیں میں نے حاضری
صرف ایک رات عمر تھی شاہِ انامؑ کی
بالکل ہی شیر خوار تھا اللہ کا ولی
مولود کی طرف جو نظر برملا گئی
بس حسنِ اتفاق سے اک چھینک آگئی

۲۳

یوں ایک شب کے طفل نے مجھ سے کیا کلام
الفاظ یہ سنے تو ہوا دل میں شاد کام
تجھ پر خدا کا رحم ہو اے مردِ نیک نام
پھر میری سمت دیکھ کے بولے یہ امام
چھینک آئے گر تو یوں وہ مبرا ہے موت سے
سِتّر و زنگ وہ امن میں گویا ہے موت سے

۲۴

کہتے ہیں ماں کی گود میں عیسیٰؑ نے بات کی
قدرت ہے یہ اسی کی جو مولا نے بات کی
عیسیٰؑ کی طرح فخرِ مسیحاؑ نے بات کی
سن تو لیا نسیم سے آقا نے بات کی
فخرِ جنابِ عیسیٰؑ گردوں مقام ہیں
ماموم ہیں مسیحؑ تو مولا امام ہیں

۲۵

مرضی اگر ہو ان کی شجر بولنے لگے
گر حکم دیں قمر کو قمر بولنے لگے
چاہیں شجر سے یہ تو شجر بولنے لگے
ڈالیں نظر وہ جس پہ نظر بولنے لگے
فخرِ کلیمؑ و جانِ شہِ لافتا یہ ہیں
اللہ کی زبان ہیں نطقِ خدا یہ ہیں

۳۶

اک سیدِ نجیب محمد تھا جن کا نام
افلاس میں بسر مری ہوتی تھی صبح و شام
کہتے ہیں وہ کہ تھا مرا شہد میں عجب مقام
تھا جس قدر کہ قوت ہوا وہ بھی سب تمام
تیار میں جو ہو گیا جانے کے واسطے
توشہ کہاں کا کچھ نہ تھا کھانے کے واسطے

۳۷

ایک قافلہ وطن کو مرے جا رہا تھا جب
عسرت کی وجہ سے تھا مری جان پہ تعب
میں نے کیا خیال کہ جاؤں گا میں بھی اب
مجبوریوں کا میری یہی اصل تھا سبب
نظروں سے چھپ رہی تھی جو ہر فرد کارواں
حسرت سے دیکھتا ہی رہا گردِ کارواں

۳۸

واپس ہوا زیارتِ ابنِ رسولؑ کی
سوچا کہ قافلہ میں ملوں جا کے اس گھڑی
میری نماز ظہر حرم میں ادا ہوئی
میرے ضمیر نے بھی کہا خوب ہے یہی
سردی سے تھیں قیام کی صورت میں دقتیں
رہنے میں تھیں وہاں پہ حقیقت میں دقتیں

۳۹

نکلا بچشم نم حرم محترم سے جب
جنگل میں ساتھ ہو گئی امیدِ فضلِ رب
کوئی نہ ہم سفر تھا رہا جا چکے تھے سب
نظروں سے چھپ چکا تھا مری آفتاب اب
بس ایک قسم ہی کے تھے سب دشت کے شجر
بوٹے نہ کوئی اور تھے حنظل کے تھے شجر

۴۰

ملتا نہ تھا مجھے کسی انسان کا نشاں
جنگل میں بدحواس تھا گم کردہ کارواں
ہیبت سے اس مقام کی لرزاں تھے استخواں
صحرا بنا تھا رات میں ظلمات کا سماں

تاریکیوں میں قدرت حق کا ظہور تھا
مثل چراغ شیر کی آنکھوں کا نور تھا

۴۱

عالم یہ تھا کہ روح مری بدحواس تھی
جز نقد جاں نہ چیز کوئی میرے پاس تھی
کھانے کو کچھ نہیں تھا مگر بھوک پیاس تھی
رزاق سے بھی آس کسی سے نہ آس تھی

قدرت خدا کی روح کا ساماں نظر پڑا
ایسے میں ایک چشمۂ حیواں نظر پڑا

۴۲

جنگل میں کامیاب ہوئی میری جستجو
چشمہ تھا درمیان میں اشجار چار سو
سرسبز تھے درخت یہ تھی قوت نمو
اس آب پاک صاف سے میں نے کیا وضو

توفیق بھی مجھے یہ اسی کارساز کی
کی میں نے ایسے وقت میں نیت نماز کی

۴۳

پڑھ لی نماز شکر خدا کا کیا ادا
نیند آگئی مجھے تو اسی جا پہ سو گیا
بیدار جب ہوا تو یہ میں دیکھا بدل گیا
ہو کا نہ وہ سماں ہے نہ وہ شیر کی صدا

قدرت نے یوں عیاں کیا اک فوغبار کو
میری نظر نے دور سے دیکھا سوار کو

۴۴

کچھ دیر میں سوار وہ آیا مرے قریں
کی عرض میں نے ضعف سے تاب و تواں نہیں
پوچھا کہ حال کیا ہے ترا مضطر و حزیں
پھر مجھ سے لطفِ خاص سے بولا وہ مہ جبیں

آنکھیں ہیں جب تو پھر نظر آتا نہیں ہے کیوں
خربوزے تین رکھے ہیں کھاتا نہیں ہے کیوں

۴۵

میں نے کہا مذاق نہ کیجے غریب سے
فرمایا اپنے پیچھے پلٹ کر تو دیکھ لے
مجھ کو بس اپنے حال ہی پہ چھوڑ دیجیے
دیکھا جو میں نے تین ہیں خربوزے بس رکھے

کھویا ہوا تھا اس کی کرامت کو دیکھ کر
حیراں ہوا خدا کی میں قدرت کو دیکھ کر

۴۶

پھر مجھ سے ہمکلام ہوا یوں وہ خوش سیر
دو ساتھ رکھ لے اور ہو بس عازمِ سفر
خربوزہ کھا لے ایک تو اور اپنا پیٹ بھر
کل ایک کھا لے خوف کسی بات کا نہ کر

خیمہ سیہ کل جو سرِ شام آئے گا
خربوزہ ایک جو ہے وہیں کام آئے گا

۴۷

دیکھا جو میں نے غور سے غائب وہ شکل تھی
خربوزہ کھایا سیر ہوا اپنی راہ لی
ارشادِ مردِ نیک کی تعمیل میں نے کی
جاتا رہا وہ ضعف توانائی آ گئی

خیمہ جو آیا صدق کا اظہار ہو گیا
ان لوگوں میں میں آ کے گرفتار ہو گیا

۴۸

وہ لوگ مجھکو لیگئے سردار کے قریں
آتا ہے تو کہاں سے بتادے ابھی یہیں

سردار نے کہا یہ باندازِ خشمگیں
بولا جو جھوٹ جان کی پھر خیر ہی نہیں

گزرا تھا واقعہ جو سراسر سنا دیا
دیکھا تھا جو سفر میں وہ سب کچھ بتا دیا

۴۹

اس کا بیان جھوٹ ہے سردار نے کہا
صحرا نہیں ہے وہ تو ہے مسکن درندگا

جنگل سے اس دیار کے کوئی نہیں پھرا
کس طرح زندہ بچ کے وہاں سے یہ آگیا

جاسوس جان کر وہ بڑھے قتل کیلئے
تیار ہو گئے وہ مرے قتل کے لئے

۵۰

کھینچی جونہی نیام سے شمشیر شعلہ ور
موسم نہیں تھا ہو گیا حیران دیکھکر

خربوزہ پر سرے پڑی سردار کی نظر
گزرے تھے واقعات سنائے جو سر بسر

تابع امام وقت کے ساری خدائی ہے
سمجھے یہ سب کہ کس کی یہ معجز نمائی ہے

۵۱

اعجازِ شاہ ان کو جو معلوم ہو گیا
تھا جو لباس تن میں تبرک وہ بن گیا

بوسہ بہ شوق سب نے لیا میرے ہاتھ کا
پہنایا پھر لباس نیا مجھکو فاخرہ

تیار تھے نثار کریں مجھ پہ جان تک
پہنچا دیا وہاں سے مجھے کاروان تک

۵۲

فخر جناب حضرت امام ہمام ہیں
ذی قدر و ذی شرف ہیں و ذی الاحترام ہیں
یہ مظہر صفات خدا لا کلام ہیں
کیا جامع الصفات ہمارے امام ہیں
یہ ہیں جہاں کے بعد حسن عسکری امام
دنیا میں مومنوں کے یہ ہیں آخری امام

۵۳

ایسے امام کی یہ ولادت کا روز ہے
یہ عسکری کے چاند کی رویت کا روز ہے
رحمت کا ہے یہ روز کرامت کا روز ہے
شادی مناؤ آج مسرت کا روز ہے
باغ جہاں میں جلوہ ستہ آشکار ہے
جس کو خزاں نہ آئے یہ ایسی بہار ہے

۵۴

یہ آخری بہار قیامت کی ہے بہار
آئی تو ایسی آئی کہ تا حشر برقرار
آمد کا اس کی تھا جو قیامت کا انتظار
یہ وہ بہار آئی کہ جس کا ہے اعتبار
نغموں کی لے میں طرز فغاں دور ہو گئی
تا حشر اب چمن سے خزاں دور ہو گئی

۵۵

بینائی اب نہ جائیگی نرگس کی آنکھ سے
سرو چمن رہیں گے ہمیشہ ہرے بھرے
جاری رہیں گے پھولوں کے خاموش قہقہے
ہوں گے نہ بند اب کبھی بلبل کے چہچہے
ممکن نہیں گلوں کی نشانی کا خاتمہ
ہوگا نہ اب چمن کی جوانی کا خاتمہ

٥٦

چھائیگا اب نہ باغِ جہاں پر خزاں کا رنگ
پھیکا پڑیگا اب نہ کبھی گلستاں کا رنگ
بلبل کی گفتگو میں نہ ہوگا فغاں کا رنگ
ہوگا جہاں کے باغ میں باغِ جناں کا رنگ

ہو جائیں گے چمن کے شجر سب سدا بہار
ہوں گے سدا بہار کے گل اب سدا بہار

٥٧

اب گلستاں بنا ہے حقیقت میں گلستاں
صیاد کا نہ خوف نہ ہے خوفِ باغباں
اب آشیاں سے اٹھ نہیں سکتا کبھی دھواں
اب برق بھی گرے تو جلے گا نہ آشیاں

تاثیرِ بادِ سرد سے یوں سرد نار ہو
بجلی تھمے تو گردنِ بلبل کا ہار ہو

٥٨

سبزہ میں بڑھ گیا اثرِ قوتِ نمو!
شبنم سے منہ دھلا تو بڑھی گل کی آبرو
بلبل کی اور رنگ سے ہے طرزِ گفتگو
باقی رہی نہ پھول پہ مرنے کی آرزو

سبزانِ گلستان کے نہ اب دل ملول ہیں
بلبل کی لاش اور نہ پژمردہ پھول ہیں

٥٩

آئی نئی بہار زمیں آسماں بنی
تصویرِ آسماں بھی اب کہکشاں بنی
چٹکی کلی تو بزمِ کواکب کی جاں بنی
گل مل گئے تو شکلِ ثریا وہاں بنی

اختر بنے ہیں پھول ہی تاروں کی چھاؤں میں
کلیاں چٹک رہی ہیں ستاروں کی چھاؤں میں

٦٠

دوشیزۂ بہار کا وہ حسن دل ربا
سنبل کی زلف سرو کا قد پھول کی ادا

نرگس کی آنکھ غنچہ کا لب رخ گلاب کا
ایسا خرام ناز کہ حیران ہو صبا

ہاتھوں میں اس حسین کے مہندی لگی ہوئی
دوشیزۂ بہار دلہن ہے بنی ہوئی

٦١

دیکھے کوئی نسیم کی رفتار کا شباب
بلبل سے پوچھو پھول کے رخسار کا شباب

لالہ سے پوچھو سبزۂ گلزار کا شباب
محو غنچہ ہے چشم نرگس بیمار کا شباب

ہے چشم انتظار گلستاں لئے ہوئے
نرگس کھڑی ہے دیدۂ حیراں لئے ہوئے

٦٢

باد صبا کی باغ میں وہ دلربائیاں
رنگین طائروں کی وہ رنگیں نوائیاں

پھولوں کی ٹہنیاں ہیں کہ نازک کلائیاں
طور شجر پہ پھولوں کی جلوہ نمائیاں

گلشن میں ہے کرامت پروردگار یہ
حیران ہوں کلیم جو دیکھیں بہار یہ

٦٣

گلگشت کر رہی ہے عجب ناز سے صبا
بوئے گلوں کی بس گیا ہے دامن ہوا

اب آفتاب صبح میں ہے قدرت شفا
کیا خوشگوار ہوگئی ہے باغ کی فضا

ظاہر ہے کارخانۂ قدرت کا اعتدال
کیا خوب ہے مناظر فطرت کا اعتدال

٦٤

کہتی ہے یہ صبا کہ گلوں کو ہنساؤں گی
گلشن کو میں گلاب کی بو سے بساؤں گی
سبزہ جو سو رہا ہے اسے بھی جگاؤں گی
سبزانِ گلستاں کو تماشہ دکھاؤں گی

نغمے سنوں گی باغ میں بلبل کو چھیڑ کر
محشر کروں گی تارِ رگِ گل کو چھیڑ کر

٦٥

نظارہ حسین مہ تاباں لئے ہوئے
بلبل کے دل کے چاک بھی ہیں اب سیے ہوئے
لالے کے پھول بھی ہیں چراغاں کیے ہوئے
صحنِ چمن کے گل مئے شبنم پیے ہوئے

کیا جانے بے خودی میں یہ محشر بپا کریں
عاشق ہے سب جہان تو کس سے حیا کریں

٦٦

رنگِ شفق سے سبزہ کا بستر ہے دھوپ چھاؤں
انکے اثر سے رنگِ گلِ تر ہے دھوپ چھاؤں
سایہ سے سطحِ آب کی چادر ہے دھوپ چھاؤں
المختصر کہ باغ کا منظر ہے دھوپ چھاؤں

سورج کے زرد پھول بھی مغرب کا روپ بھی
گویا چمن میں چھاؤں بھی ہو اور دھوپ بھی

٦٧

حسنِ صفا سے پھول کا رخسار آئینہ
ہے بلبلوں کا قلبِ وفادار آئینہ
حسنِ جلا سے باغ کی دیوار آئینہ
قدرت خدا کی بن گیا گلزار آئینہ

اب باغ کے جمال کا آئینہ ہے بہار
اللہ کے کمال کا آئینہ ہے بہار

۶۸

ہے بلبلوں کی جان لطافت بہار کی
معلوم ہو گئی ہے حقیقت بہار کی
ہنسنا گلوں کا ہے یہ قیامت بہار کی
دراصل کوئی شکل نہ صورت بہار کی
باغِ جہاں میں آمدِ صاحب کی ہے بہار
کیوں کر نظر یہ آئے کہ غائب کی ہے بہار

۶۹

نرگس کو آج باغ میں کیوں انتظار ہے
نہروں میں کیوں یہ آبِ رواں بیقرار ہے
کیوں کروٹیں بدلتا ہوا سبزہ زار ہے
کیوں چشمِ انتظار چمن میں بہار ہے
ہے جس کا انتظار وہ آئیں خدا کرے
ورنہ یہ انتظار قیامت بپا کرے

۷۰

میں دیکھتا ہوں عالمِ تنویر بزم میں
آجائے گی قلم کی بھی تاثیر بزم میں
قرآں ہے خیال میں تفسیر بزم میں
کھنچتی ہے اب امام کی تصویر بزم میں
تائید میں ہے صانعِ ایجاد کا قلم
توڑوں گا آج مانی و بہزاد کا قلم

۷۱

لیکن بیاض ہو ورق ماہتاب کی
وہ رنگ ہو کہ جس میں ہو سرخی گلاب کی
بن جائے مو قلم بھی کرن آفتاب کی
تصویر اس طرح سے کھنچے اس جناب کی
مانی کا نقش ہاتھ ملے جس کو دیکھ کر
یوسف کا رنگِ حسن اڑے جس کو دیکھ کر

٧٢

چہرہ وہ جس پہ پردۂ غیبت کی ہے نقاب
وہ ہاتھ جن کے قبضہ میں ہے تیغ بوتراب

سینہ نبیؐ کے علم کا جو آخری ہے باب
ان کے قدم ہی سے تو ہے دنیا کی آب و تاب

نقش کمال صنعت صانع تمام ہے!
قدرت خدا کی ان کے سراپا کا ناظم ہے

٧٣

لخت دل بتولؑ گل گلشن نبیؐ
سالار فوج راہ خدا ابن عسکریؑ

مالک نبیؐ کے ارث کا اور وارث علیؑ
رکھتا ہے اپنی داب میں جو تیغ حیدری

ظاہر تو ہونے دیجیے اس نامدار کو
کھینچے گا ایک روز یہی ذوالفقار کو

٧٤

عیسیٰؑ انہی کا بھرتے ہیں دم آسمان پر
رشک آرہا ہے عرش کو بھی انکی شان پر

صدقہ زبان کلیمؑ کی ان کی زبان پر
چلتے ہیں خضرؑ ان کے قدم کے نشان پر

اک نعمت خدا یہ ہیں امت کے واسطے
پیدا ہوئے جہاں کی ہدایت کے واسطے

٧٥

آئی جہاں میں نیمۂ شعباں کی جب سحر
تا حشر یہ رہیگا زمانہ میں جلوہ گر

نکلا افق سے مہر امامت بہ کر و فر
اس آفتاب میں ہے اسی مہر کا اثر

موتی میں آبرو ہے روانی سحاب میں
اس کے وجود سے ہے ضیا آفتاب میں

۷۶

اب ہے مرے امام کا دربار سامرہ
جائے ولادتِ شہ ابرار سامرہ
اب ہے جہاں میں خلد کا گلزار سامرہ
تو بنگیا ہے مَطلعُ الانوار سامرہ

روشن ہوا ہے نور کا تارا اسی جگہ
پیدا ہوا امام ہمارا اسی جگہ

۷۷

لے کر پسر کو ہاتھوں پہ شاداں ہیں عسکریؑ
کیا پوچھتے ہو نرجسِ خوش بخت کی خوشی
شکرِ خدا وہ کرتے ہیں نعمت خدا نے دی
قسمت سے آمنہ کی شباہت بھی مل گئی

بیٹے یہ اُن کے تھا جو نبوت کا خاتمہ
ان کے پسر پہ ہوگا امامت کا خاتمہ

۷۸

آیا ہے ابنِ ساقیٔ کوثر جہاں میں
اترا فلک سے ماہِ منور جہاں میں
پیدا ہوا رسولؐ کا دلبر جہاں میں
روشن ہے بحرِ نور کا گوہر جہاں میں

تاباں ہے آج نورِ رسالت کا آفتاب
آیا جہاں میں برجِ امامت کا آفتاب

۷۹

شاہنشہ امام مبارک ہو آپ کو
نامِ نبیؐ ہے نام مبارک ہو آپ کو
اے عرش احتشام مبارک ہو آپ کو
فرزندِ یہ امام مبارک ہو آپ کو

دل کا سکون جان کی راحت خدا نے دی
اے گیارہویں امام یہ دولت خدا نے دی

۸۰

ہاتھوں پہ عسکریؑ ہیں جو بچا لئے ہوئے
گویا کلیمؑ ہیں ید بیضا لئے ہوئے
بیت الشرف ہے طور کا جلوا لئے ہوئے
ہاتھوں پہ اپنی جاں ہیں مسیحا لئے ہوئے
ٹکڑا ہے نور کا شہ صفدر کی گود میں
کعبہ میں مرتضیٰؑ ہیں پیمبرؐ کی گود میں

۸۱

پیدا ہوئے جہاں میں طہارت لئے ہوئے
تا حشر ہیں جہاں کی امامت لئے ہوئے
نور جبیں ہے ذوق عبادت لئے ہوئے
مولود کی ہے عمر قیامت لئے ہوئے
حیراں ملک ہیں ان کی طہارت کو دیکھکر
قرآں فرشتے پڑھتے ہیں صورت کو دیکھکر

۸۲

دنیا سے عسکریؑ کا ہوا جبکہ انتقال
اس وقت سن امام کا تھا صرف پانچ سال
پوشیدہ ہوں نظر سے یہ تھا حکم لایزال
بس صرف خاص بندوں پہ ظاہر تھا انکا حال
وہ شکل دیکھتے تھے شہ خاص و عام کی
کہتے ہیں اس کو غیبت صغریٰ امام کی

۸۳

غیبت کے دور میں جو انہتر وکیل تھے
وہ پوچھتے تھے آکے شہ دیں سے مسئلے
بعد اس کے یہ امام جو سرداب میں گئے
اب تک کوئی جہاں میں انکو نہ پا سکے
جلوہ نہاں ہے پردۂ غیبت میں نور کا
کوئی نہیں ہے وقت معین ظہور کا

۸۴

البتہ ہیں کتب میں علامات کچھ لکھے
اُس وقت آپ پردۂ غیبت اٹھائیں گے
دنیائے دوں میں حجت حق کے ظہور کے
بھر جائیگا جہان جو فسق و فجور سے
نکلے گی میان سے شہ صفدر کی ذوالفقار
لے کر امام آئیں گے حیدر کی ذوالفقار

۸۵

اے مومنوں کی جانِ تمنا اب آئیے
تصویر جور بن گئی دنیا اب آئیے
بدلا ہوا جہاں کا ہی نقشہ اب آئیے
آقا اب آئیے مرے مولا اب آئیے
ہم بھی خدائے پاک کی قدرت کو دیکھ لیں
مرنے سے پہلے آپ کی صورت کو دیکھ لیں

۸۶

باقرؔ نہ اب ہو طول مسدس کو ختم کر
بس تو کنارِ آبِ رواں جا دمِ سحر
آئے جہاں میں آج شہنشاہِ بحر و بر
کر عرض یا امام ہو خادم پہ اک نظر
مقبول کیوں نہ ہو تری وقتِ سحر دعا
عرضی امام پاک کو دے رب سے کر دعا

۸۷

صدقے سے ان کے حشر میں عزت نصیب ہو
توفیق ہو خدا کی۔ ہدایت نصیب ہو
سلمانؓ کی طرح دین کی دولت نصیب ہو
جب تک رہوں جہان میں صحت نصیب ہو
باقرؔ کا شاد اب دلِ ناشاد کیجیے
عرضی پہ یا امام زماں صاد کیجیے

۲۴ ۱۳۶۹

تاریخ طبع کتاب عرفانِ صفیؔ از عالیجناب مستطاب محمد تقی موسوی گوپی حاجی مرزا علی جواد صاحب قبلہ

بہادر علی صاحب خوش صفات
جو مشہور تھے شہر کے مولوی

وہ ذی علم تھے عالم باعمل
وہ تھے عابد و زاہد و متقی

سدا خدمتِ قوم کرتے رہے
مگر قوم نے قدر ان کی نہ کی

تھے استادِ کامل فنِ شعر میں
تخلص کیا کرتے تھے وہ صفیؔ

فنِ شعر میں صرف پیشِ نظر
تھی نعتِ نبیؐ مدحِ آلِ نبیؐ

مسدس ہر اک کے لکھا حال میں
ثنا جو وہ کی انکو مطلوب تھی

ارادہ مصمم یہی اُن کا تھا
قضا نے مگر اسکی مہلت نہ دی

دے اللہ باقر کو اس کی جزا
کہ اُن کے ارادے کی تکمیل کی

مسدس یہ مطبوع جب ہو گئے
ہوئی فکر تاریخ کی مجھ کو بھی

کہا سالِ تاریخ میں نے جواد
کلامِ بلیغِ جنابِ صفیؔ

۱۳۶۹ھ

دیگر

طبعِ عرفانِ صفیؔ کا ہے سبب
باقرِ خوش طبع خوشگو خوش مزاج

کہہ جواد اسکی یہ تو تاریخ طبع
ذکرِ معصومیں ہوا مطبوع آج

۱۳۶۹ھ

تاریخِ طبع کتابِ عرفانِ صفیؔ از باقر امانت خانی

(در صنعتِ تخرجہ)

خواب ہیں اہلِ سخن کی صورتیں — اب نہ وہ شاعر نہ وہ محفل رہی
حضرتِ مسرور کو رکھے خدا — ایک ہیں اہلِ دکن میں اب یہی
تھے صفیؔ باصفا اہلِ کمال — علم ان کا تھا عمل سے منجلی
کرتے تھے سب لوگ انکا احترام — ذات ان کی زہد کی تصویر تھی
علمِ دیں کے باعمل عالم وہ تھے — ان میں تھی سب سے بڑی خوبی یہی
اُن کے ہر قول و عمل میں ربط تھا — ظاہر و باطن تھا ان کا ایک ہی
شاعری تھی پرتوِ حُسنِ صفات — اصل میں ان کی جگہ کچھ اور تھی
قوت تھا مرحوم کا اکلِ حلال — زورِ بازو سے انھیں روزی ملی
عمر بھر تعلیم دیتے ہی رہے — تھی سبق آموز اُن کی زندگی
چلتے پھرتے کرتے تھے فکرِ سخن — بیٹھکر گھر میں کبھی کوشش نہ کی
منزلِ ارفع پہ پہنچایا کلام — بخت سے طبعِ رسا ایسی ملی
ذوقِ فطری کا بھلا کیا پوچھنا — جزو ہے پیغمبری کا شاعری

تھا مجھے تلمیذ کا حاصل شرف
میرے اک ماموں حقیقی تھے یہی

قصد تھا چودہ مسدس ہوں رقم
دل میں ان کے آرزو یہ رہ گئی

ختم جب گیارہ مسدس ہو گئے
رک گیا اب خامۂ عمرِ صفی!

بس مسدس تین باقی رہ گئے
رہ گئی چودہ میں اتنی ہی کمی

میں نے کی تکمیل حسبِ حیثیت
نظم کرنے کا تھا بس مقصد یہی

ایک جا چودہ مسدس ہو گئے
ہو گئی پوری۔ کمی اعداد کی

طبع کروانا مرے حصہ میں تھا
فخر کرتا ہوں کہ یہ عزت ملی

ہو نہیں سکتا تلف ان کا کلام
غایتِ طبعِ مسدس تھی یہی

جہل کا سر جب قلم میں نے کیا
ہو گئی تاریخ۔ سالِ طبع کی

چھپ چکے باقر مسدس شکر ہے
بن چکی تصویرِ عمرِ خان صفی!

۱۳۷۲
۳
۱۳۶۹ھ

کتبہ سید غضنفر علی نقوی خوشنویس امروہوی

تاریخ طبع کتاب عرفان صفی از باقر امانت خانی

یہ ہے عرفان صفی تصنیف مولانا صفی
واقعی اوصاف کا اظہار ہے پیش نظر
مانتا ہوں ہیں مسدس مذہبی بیشک حضور
ان جواہر پر نظر ڈالیں ذرا اہل ادب
رکھتے ہیں دامن میں اپنے یہ بلاغت کے گہر
ان میں رنگینی بھی ہے اور سادگی کا رنگ بھی
رزم کا میداں بھی ہے اور بزم کے گوشے بھی ہیں
ان میں ساقی بھی ہے اور میخانۂ خم غدیر
ان میں صحرا بھی ہے اور ہے گلستان خلد بھی
ان میں ہے عہد الست و روز محشر کا سماں
ان میں ہے حمد خدا نعت محمد مصطفےٰ
ان سے ظاہر ہے مصنف کے سخن کا حسن بھی
دل میں تھا مرحوم کے رنگین طباعت کا خیال
معرفت کی حد ہے۔ یہ اور شاہ و شاہ اولیا

یہ نہیں مقصد کہ پل باندھوں میں اس کے وصف کے
بے محل توصیف کی ہرگز نہیں عادت مجھے
لیکن ان میں تو ادب کے بھی خزانے ہیں بھرے
ہاں پرکھ لیں ان کو اور جوہر کو دیکھیں غور سے
ان میں دریائے فصاحت کے بھی ہیں موتی جڑے
ان میں شیرینی بھی ہے اور ہیں نمک کے بھی مزے
ہنسی پھولوں کی بھی بلبل کے بھی ہیں چہچہے
ہے شب ہجرت بھی ان میں اور جلوے طور کے
ہے بہار جاوداں سب پھول ہیں ہنستے ہوئے
ان میں اعجاز مسیحا سے ہیں بڑھ کر معجزے
ہے رقم مدح ائمہ قلب کے اخلاص سے
یہ مسدس ہیں کہ ہیں فکر صفی کے آئینے
صاحب موصوف کے بیشک ارادے تھے بڑے
میں نے پہنچا دئے تو نے ارادے جب سے

موت نے مہلت نہ دی ارمان بر آئے نہیں
ہونے والا کام اک دن ہو کے رہتا ہے ضرور
فی الحقیقت یہ طباعت نظم کے قابل نہیں
طول بے شک ہو گیا ہے قطعۂ تاریخ کو تو
مختصر کر دو بیاں باقرؔ کہو تاریخ اب

رہ گئے افسوس ہے دل ہی میں دل کے حوصلے
ہو گئے اسباب خود جب طبع کے دن آ گئے
طبع کے قابل مسدس تھے بہر صورت چھپے
فکر کے طائر نے جانے رو میں کیا کیا کہہ دیئے
وقت القصہ جب آیا تو مسدس چھپ گئے
۱۳۶۹ھ

تاریخ طبع کتاب عرفانِ صفیؔ

از باقرؔ امانت خانی

مرقوم شد مدحِ نبیؐ و اہلِ بیت
امروز شد تصویرِ عرفاں منجلی
تاریخِ طبعش ایں چنیں باقرؔ بگو
مطبوع شد تصنیف مولانا صفیؔ
۱۳۶۹ھ

غلط نامہ

صفحہ	بند	مصرع	صحیح لفظ	صفحہ	بند	مصرع	صحیح لفظ
۱۱	۱۷	۳	حسنینؑ	۵۱	۲	۴	بیاں
۲۳	۶۴	۴	رندہ کی	۵۱	۳	۳	معانی
۲۸	۸۵	۲	لپٹیا	۵۲	۶	۱	تخیُّل
۳۴	۱۸	۵	اک	۵۳	۱۱	۱	وظیفہ
۳۴	״	۶	اک	۵۶	۲۰	۳	وفور
۴۰	۴۲	۵	سعی	۵۷	۲۴	۱	فطانت
۴۱	۴۴	۶	یہیں	۶۴	۵۴	۵	لب ولہجہ
۴۱	۴۷	۲	دلِ احباب کا	۷۸	۱	۵	حَسن
۴۷	۷۰	۳	زینت وزین	۷۸	۳	۶	چاہتے ہیں۔
۴۸	۷۲	۶	آیت	۸۷	۳۹	۶	تھی
۴۹	۷۷	۱	آیۂ	۸۹	۴۴	۴	بانی
۴۹	۷۷	۵	تیرے ہی	۱۱۰	۴۳	۴	نعرہ ہائے۔

باقی صفحہ ۲۸۸ پر

صفحہ	بند	مصرع	صحیح لفظ
۱۱۵	۶۵	۲	ملی جو کنگھی تو سنبل کی زلف سلجھائی
۱۱۵	۶۵	۴	بڑھائی غالیہ ملکر گلوں کی رعنائی
۱۱۷	۷۳	۶	انکی
۱۱۹	۸۱	۵	شرف یہ
۱۲۰	۸۲	۳	وصلت
۱۲۸	۱۱۵	۵	وافر السعادت
۱۳۴	۱۴	۶	جس سے
۱۳۷	۲۸	۱	اس نے
۱۴۳	۵۳	۵	لغزش
۱۴۶	۶۳	۲	اس سے
۱۵۰	۱۰	۱	بین مرتبہ
۱۶۷	۱۲	۶	ان کی جاہ
۱۸۵	۲۳	۵	مضمون
۲۰۹	۶۲	۵	جلوہ
۲۴۷	۱۱	۳	خلقت
۲۵۵	۴۲	۳	چھلکتی

پتہ:۔ بازار نور الامراء احسنات ۲ے میر محمد باقر۔ باقر امانت خانی حیدرآباد دکن